زندہ جاوید خوشبوئیں

مصنف
محدّثِ کبیر علامہ سید محمد صالح فرفور گیلانی رحمہ اللہ

بقیۃ السلف شیخ الحدیث
علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری قدس سرہ العزیز

مکتبہ شمس و قمر

زندہ جاوید خوشبوئیں

مصنف

محدثِ کبیر علامہ سید محمد صالح فرفور گیلانی رحمہ اللہ علیہ

مترجم

بقیۃ السلف شیخ الحدیث

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری قدس سرہ العزیز

مکتبہ شمس و قمر

Marfat.com

کتاب	——	زندہ جاوید خوشبوئیں (من نفخات الخلود)
تالیف	——	شیخ سیّد محمد صالح فرفور رحمہ اللہ تعالیٰ (دمشق)
مترجم	——	شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ
مثالی شخصیات	——	علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
باہتمام	——	علامہ صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی (چیئرمین مکتبہ شمس وقمر)
		مولانا صاحبزادہ محمد کاشف جمیل (مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس وقمر)
زیرنگرانی	——	صاحبزادہ حافظ نثار احمد قادری (ڈائریکٹر مکتبہ قادریہ لاہور)
نظرثانی	——	مولانا محمد طاہر نذیر قادری، مولانا محمد طاہر عزیز باروی
کمپوزورک	——	مولانا محمد عارف ستار القادری (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ)
ناشر	——	مکتبہ شمس وقمر، متصل جامعہ حنفیہ غوثیہ بھائی چوک لاہور
		رابطہ نمبرز: 0322-4973954 0345-4666768
صفحات	——	224
اشاعت	——	ربیع الاوّل 1435ھ / جنوری 2014ء
تعداد	——	1000
قیمت	——	-/260 روپے

ملنے کے پتے

- مکتبہ شمس و قمر متصل جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھائی چوک لاہور
- مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور
- والضحیٰ پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور رمکہ سنٹر، لوئر مال روڈ، لاہور
- مکتبہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ لاہور
- نعیمیہ بک سٹال، مکہ سنٹر لوئر مال روڈ لاہور
- نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور
- چشتی کتب خانہ، دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
06	از مترجم	1
11	اہداء از مصنف	2
12	کلماتِ تقدیم	3
21	مثالی شخصیت	4
27	علامۂ عصر سیّد محمد صالح فرفور حسنی	5
37	پہلے ایڈیشن کا مقدمہ	6
39	تیسرے ایڈیشن کا مقدمہ	7
42	فیضانِ رسالت	8
49	بنتِ صدیق اکبر	9
54	تاریخ کے جھرکوں سے انوکھا شہسوار	10
56	اسلامی عدل کی درخشندہ مثال	11
60	سلطان العلماء	12
68	پانچویں خلیفۂ راشد	13
71	اللہ تعالیٰ کی تلوار	14
77	اقوامِ عالم کے قائدین	15

Marfat.com

16	نظامِ مصطفیٰ کی بالادستی (جرأت مند قاضی)	85
17	امیر حمزہ بن عبدالمطلب (اسلامی غیرت وحریت کا پیکر جمیل)	91
18	صبحِ صادق کا اجالا اور وجد آفریں تلاوت	96
19	معاف کرنے کی شاندار مثال	101
20	نعرۂ حق	112
21	حاتم طائی کی سخاوت	118
22	جوامع الکلم	121
23	زم زم کی کھدائی	126
24	سچائی کی برکتیں	130
25	سرچشمۂ ایمان سے پھوٹنے والا کلمۂ حق	131
26	ایمان اور قرآن کا فیضان	140
27	عمرو بن العاص کی ذکاوت	146
28	شوکت اسلام' مسلمانوں کی آبرو	149
29	سلاطین اسلام کی عظمت وہیبت	153
30	نضر بن شمیل' نامور عالم	155
31	اللہ ورسول کا محبوب	160
32	خلفاءِ اسلام کی وصیت' امراء کے نام	166
33	ابن مبارک	171
34	سخاوت کا پیکر مجسم	174

Marfat.com

35	تقاضائے ایمان' قناعت اور عفت	179
36	مسلمانوں کے بارے میں شاہ چین کی شاہ ایران کو نصیحت	182
37	صحابۂ کرام کا شوقِ علم	185
38	فاروقِ اعظم کی سیاست	187
39	حضرت سلمان فارسی (گورنرعراق)	189
40	یہ تھے مسلمان حکمران	190
41	امام جعفر صادق کی وصیت اور نصیحت	196
42	مسکت جواب	199
43	قاضی منذر بن سعید	201
44	تاریخ اسلام کی مایہ ناز خاتون	206
45	قومی درد رکھنے والا قائد	210
46	میرے اہل وعیال اللہ تعالیٰ کے سپرد	213

ضمیمہ از مترجم

47	(اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرنے والے کی سربلندی)	221
48	ایک حبشی نژاد مسلمان کی پرواز فکر	223

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و علیٰ آلہ

واصحابہ اجمعین۔

پاکستان، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے نام پر معرض وجود میں آنے والا سب سے بڑا اسلامی ملک تھا ـــــ جس کا ایک بڑا حصہ عاقبت نا اندیش حکمرانوں اور سیاست دانوں کی غلط پالیسیوں اور دشمن کی فریب کاریوں کی بنا پر ہم سے الگ ہو گیا ـــــ ملک عزیز کا باقی ماندہ حصہ بھی ارباب سیاست کی باہمی رسہ کشی اور خلفشار کی زد میں ہے ـــــ بیرونی خطرات دن بدن بڑھ رہے ہیں ـــــ ایسے عالم میں ہر دردمند پاکستانی کے دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ یا اللہ، ہمیں ایسا قائد عطا فرما جو پوری قوم کی اصلاح کرے ـــــ اسے متحد اور فعال بنادے ـــــ اور ملک پاک کی سالمیت کی صحیح طور پر حفاظت کرے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں سب سے پہلے نظام تعلیم پر توجہ دی جاتی ـــــ ایسا نصاب تیار کیا جاتا جسے پڑھنے والے قوم کے نونہال، اسلام کے شیدائی، اور سچے پاکستانی تیار ہوتے ـــــ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ﷺ کے ساتھ ان کا ایمانی تعلق اتنا مضبوط ہوتا کہ وہ خود بھی اسلامی تعلیمات کے پیکر ہوتے ـــــ اور اجتماعی سطح پر اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے، جب تک کہ اس ملک میں نظام مصطفےٰ نافذ نہ ہو جاتا۔ لیکن ہماری دانشگاہوں میں اول تو ایسا نصاب ہی رائج نہیں کیا گیا ـــــ پھر بہت سے ایسے اساتذہ مقرر کیے گئے جو اسلام اور پاکستان کے بارے میں خود بھی شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور طلبہ کے ذہنوں کو بھی تشکیک کے ذریعے زہر آلود بنا رہے ہیں ـــــ آج کے بہت سے جدید تعلیم یافتہ افراد وہ ہیں جو نہ تو اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ ہیں اور نہ ہی تاریخ اسلام کے درخشندہ ماضی اور قابل صد فخر شخصیات کے جگمگاتے کردار سے واقف

Marfat.com

ہیں ـــــ انہیں تمام خوبیاں دوسری قوموں اور ان کے قائدین میں نظر آتی ہیں ـــــ اور اسلام ہر خوبی اور ہر کمال سے تہی دامن نظر آتا ہے ـــــ ایسا کیوں ہے؟ــــ اس لئے کہ انہیں اسلام اور تاریخ اسلام پڑھانے کا اہتمام نہیں کیا گیا ــــ اور خود بھی انہوں نے پڑھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ حال ہی میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے ویمن ایکشن فورم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے، اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا، خلفائے راشدین کے دور میں بھی لڑائیاں ہوئیں''

(روزنامہ پاکستان، لاہور شمارہ ۱۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲)

یہ خیالات ہیں لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس اور علامہ اقبال کے لخت جگر کے، علامہ اقبال نے تو کہا تھا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ ٔ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

اللہ اکبر ــــ جو جلوہ باپ کی آنکھوں کو خیرہ نہ کرسکا، اس نے بیٹے کی کی آنکھوں کو اس طرح چندھیادیا کہ اسے تاریخ اسلام کے تمام ادوار تاریک دکھائی دیتے ہیں ــــ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کا کیا حال ہوگا؟

زندہ جاوید خوشبوئیں ــــ پیش نظر کتاب، دمشق، شام کے جلیل القدر راہنما اور اسلام کا سچا درد رکھنے والے عالم دین، علامہ شیخ محمد صالح فرفور کی کتاب من نفحات الخلود کا رواں دواں ترجمہ ہے ــــ اس میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ مصنف کی اس طرح ترجمانی کی جائے کہ اس پر ترجمے کا گمان نہ ہو ــــ یہ تو قارئین ہی بتائیں گے کہ اس مقصد میں ترجمہ نگار کو کتنی کامیابی ہوئی ہے؟ــــ یہ کتاب قوم کے نونہالوں، طلباء اور طالبات کے لئے لکھی گئی ہے، تاکہ ان کے دل اور دماغ مغرب کی صنعتی، سائنسی، ایٹمی اور خلائی ترقی کو دیکھ کر مرعوب نہ ہوں ــــ انہیں پتا چلے کہ ہمارا

Marfat.com

ماضی کس قدر تابندہ اور درخشاں ہے؟ ــــــ ہمارے اسلاف کتنی عظمتوں کے امین تھے؟ ــــــ انسان کی بنیادی فضیلت یہ نہیں ہے کہ وہ ذرے کا سینہ چیر کر ایٹم تک رسائی حاصل کرلے ــــــ یہ چاند اور مریخ کو مسخر کرلے ــــــ یہ تو اضافی خوبیاں ہیں، بنیادی خوبی یہ ہے کہ انسان صحیح عقائد اور اصول کا حامل ہو ــــــ اس میں سیرت و کردار کا نکھار ہو، حق کہنے، حق کو قبول کرتے، اور حق کی خاطر جان دینے کا حوصلہ ہو ــــــ صداقت و امانت کا پیکر ہو، کفر و شرک، ظلم و ستم، اور جہالت و افلاس کے خلاف نبرد آزما ہو ــــــ اور بلکتی سسکتی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہو ــــــ سیاروں پر کمند ڈالنے والی وہ قوم کسی طرح بھی ترقی یافتہ کہلانے کی حق دار نہیں ہے جو فتنہ و فساد کی آماجگاہ ہو ــــــ جہاں کالے اور گورے میں فرق کیا جاتا ہو، جہاں آنکھوں میں حیا اور دل میں غیرت نام کی کوئی چیز نہ ہو ــــــ

آیئے! ــــــ ایک نظر اس کتاب پر ڈال لیجئے ــــــ پھر بتایئے کہ کیا ہم اپنے ماضی پر فخر کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں؟ ــــــ اور کیا ہم اپنے اسلاف سے رشتہ منقطع کر کے اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں؟

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

عربی سے اردو ترجمہ تک

چھ سات سال پہلے ایک افغانی عالم، غالباً ان کا نام "عبدالعزیز" تھا، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے ــــــ راقم نے ان کے پاس من نفحات الخلود دیکھی اور ایک نظر دیکھتے ہی اس کا اسیر ہو گیا ــــــ تاریخ اسلام کی ایمان افروز، روح پرور، اور ولولہ انگیز داستانیں ہیں ــــــ مسلمانوں کے قابلِ صد فخر ماضی کے جگمگ جگمگ واقعات ہیں ــــــ حاتم طائی کی سخاوت کا واقعہ دل کش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، انداز بیان بڑا دلکش اور روح پرور ہے ــــــ مقصد اسلامی سپرٹ کو قارئین کے

Marfat.com

دلوں میں اجاگر کرنا ہے ـــــ افغانی عالم سے درخواست کی کہ یہ کتاب قیمتاً دیدیں، لیکن وہ راضی نہ ہو ـــــ راقم نے اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی بنوا کر اپنے پاس محفوظ کر لی ـــــ کچھ عرصے بعد علم دوست اور علم پرور محب محترم سید عابد حسین شاہ (چواسیدن شاہ) کو ریاض، سعودی عرب عریضہ ارسال کیا، کہ اگر ممکن ہو تو یہ کتاب فراہم کر دیں ـــــ انہوں نے ازراہ مہربانی کتاب دمشق سے منگوا کر مجھے ارسال کر دی ـــــ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

راقم نے وقتاً فوقتاً اس کے اجزاء کا ترجمہ کیا اور ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، دلیلِ راہ لاہور اور دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ کو بھجوایا ـــــ نہ صرف ان جرائد نے بلکہ ہندوستان کے بعض جرائد نے بھی ان اجزاء کو شائع کیا ـــــ چند ماہ قبل خیال ہوا کہ کیوں نہ ترجمہ مکمل کر دیا جائے ـــــ الحمدللہ! ترجمہ مکمل ہو گیا، جو ہدیہ قارئین ہے ـــــ پہلے ایڈیشن پر مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے کلمات تقدیم تحریر فرمائے ـــــ ممتاز احمد سدیدی نے مثالی شخصیات کے عنوان سے پیش لفظ لکھا ـــــ استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ اور مولانا محمد منشا تابش قصوری نے نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ مفید مشوروں سے نوازا ـــــ حافظ محمد شاہد اقبال نے پروف ریڈنگ کی ـــــ اور جناب رضاء الدین صدیقی، مدیر ماہنامہ ضیائے حرم نے ٹائٹل کے لیے ڈیزائن عنایت کیا ـــــ کتاب کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو کمپوزنگ بھی شروع ہو گئی ـــــ لیکن کوشش بسیار کے باوجود حضرت مصنف کے حالات زندگی دستیاب نہ ہوئے ـــــ اسی فکر میں سرگرداں تھا کہ ایک دن ادب عربی کے مایہ ناز سکالر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب، استاذ شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی سے ملاقات ہو گئی ـــــ ان سے اپنی مشکل بیان کی تو انہوں نے بتایا کہ کراچی کے دارالعلوم میں فرفور خاندان کے ایک استاذ پڑھاتے ہیں، ان سے

Marfat.com

رابطہ کرو ــــــ راقم نے اپنے عزیز دوست اور جدید عربی کے ماہر، فاضل مولانا نور احمد شاہتاز کو عریضہ ارسال کیا ــــــ چند دنوں کے بعد ان کی طرف سے ایک پیکٹ ملا جس میں دو کتابوں کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں تھیں۔

◎ الدر المشہور: از حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور، صفحات ۲۰۳

◎ الزاہر تذکرہ علامہ سید محمد صالح فرفور، از ڈاکٹر محمد عبد اللطیف فرفور، صفحات ۳۳۵

سچی بات یہ ہے کہ علامہ شاہتاز نے مجھے حیران کر دیا ــــــ اور یہ احساس دلا دیا کہ ابھی دنیا اخلاص کے پیکروں سے خالی نہیں ہوئی ــــــ حضرت مصنف کا مختصر تذکرہ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے ــــــ یہ الزاہر ہی سے ماخوذ ہے۔

مشہور ادیب اور دانشور، محسن اہل سنت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ اپنے کئی مقامات میں جملوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچ دیتے ہیں ــــــ جن سے عبارت کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے فقیر کے پاس نہ تو وہ پرواز فکر ہے اور نہ ہی زور قلم ــــــ تاہم راقم نے ان ہی کا انداز اختیار کیا ہے ــــــ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو دنیا و آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے اور اس کتاب کو طلباء و طالبات کے لئے فائدہ مند بنائے۔ راقم کی خطباء حضرت سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کا نہ صرف مطالعہ فرمائیں بلکہ اس کے مواد کو اپنی تقریروں کا موضوع بنائیں ــــــ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان اور انجمن طلباء اسلام کے قائدین سے بھی گزارش ہے کہ اس کتاب کو نصابی کتب میں شامل فرمائیں ــــــ تاکہ طلباء اور طالبات کی فکر، اسلامی رنگ میں رنگی جاسکے۔

۲۳ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ — محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی

۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھداء

◎ ازل سے ابد تک تمام تعریفیں، کائنات کے پالنہار، اللہ رب العزت کے لئے۔

◎ بے پایاں درود وسلام سرور دو عالم، رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر۔

◎ اے اللہ! ہمارے دلوں کو نور ایمان اور عقلوں کو نور معرفت سے منور فرما۔

◎ ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔

◎ ہمیں باطل کو باطل جاننے اور اس سے بچنے کی سعادت عطا فرما۔

◎ اے رب کریم! ہماری خطا اور بھول پر گرفت نہ فرما۔

◎ اے خالق و مالک! تیری رحمت ہر شے کو محیط ہے، ہمیں بھی اپنی رحمت خاص کے دائرے میں داخل فرما۔

محمد صالح فرفور

صدر جمعیت الفتح الاسلامی

(دمشق، شام)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات تقدیم

کارگہ حیات میں ہر لحہ عروج وزوال کے انقلابی دائرے سمٹتے اور پھیلتے رہتے ہیں ـــــ مظاہر فطرت کی نوعا نوعی ہر لحظہ جس حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے بے تاب رہتی ہے ـــــ ذرے جو ناقابل شکست وریخت سمجھے جایا کرتے تھے ان کا کلیجہ پھٹ کر طاقت اور قوت کے سربستہ رازوں کو منکشف کررہا ہے ـــــ نت نئی سے نئی حقیقتیں کھل رہی ہیں ـــــ لطافتوں کی کرن کرن روشنیاں، روحوں کی تہوں میں کھب رہی ہیں ـــــ ہر چیز تیز رفتاری کے لطیف مرکزوں پر ایٹمی سرعت سے متحرک نظر آرہی ہے ـــــ مادے حرارت بن رہے ہیں، اور حرارتیں مادوں میں ڈھل رہی ہے ہیں

کوئی نکتہ ایسا نہیں، جسے راز دروں کہا جاسکے ـــــ کوئی زاویہ ایسا نہیں، جس میں جھانکا نہ جاسکے ـــــ کوئی موقع ایسا نہیں، جس کی جستجو ممکن نہ ہو ـــــ اور کوئی افق ایسا نہیں، جس کے تغیر پذیر رنگوں پیغام نہ لیا جاسکے ـــــ ظاہر باطن ہورہے ہیں، اور باطن ظاہر کا روپ دھار رہے ہیں ـــــ اول، آخر کو پانے کی فکر میں ہے ـــــ اور آخر اول کی دہلیز پر سجدہ زن ہورہا ہے۔

ایسے میں کبھی کبھی کوئی ذات اگر پردہ در پردہ ـــــ حجاب در حجاب پیچیدگیوں میں گم نظر آتی ہے ـــــ تو وہ محض حضرت انسان ہے ـــــ یہ کیا ہے؟ ـــــ اسے کیا کہیے؟ ـــــ یہ کون ہے؟ ـــــ اس میں شر ہے یا خیر؟ ـــــ بندہ عقل ہے یا پیکر عشق؟ ـــــ اس کی حقیقت میں شعلہ نہار مستور ہے یا شرارہ نور؟ ـــــ اس کی ذات سے رحمتوں کے سوتے پھوٹتے ہیں یا زحمتوں کے طوفان اٹھتے ہیں؟ ـــــ اسے ظالم وجہول

Marfat.com

کہا جائے یا عادل و مجبور؟ ــــــ اس کے ارادوں میں تسخیر و تقدیر کا جلوہ دیکھا جائے یا اس کے اعمال میں انقلاب کا مشاہدہ کیا جائے؟ ــــــ اسے شئے غیر مزکور قرار دیا جائے یا وجہ تخلیق کائنات مانا جائے؟ ــــــ اس کی بوترابیوں سے فانی ہونے کا سبق سیکھا جائے یا اس کے جاری فیض کو دیکھ کر باقی ہونے کی غرق مستیاں حاصل کی جائیں؟ ــــــ اس کے دیدوں کی چمک میں حق و حقیقت کا نور ڈھونڈا جائے یا اس کی بداعمالیوں میں سرکشی کی تاریکیاں ٹٹولی جائیں؟ ــــــ اس کی فاسقانہ روش پر اسے ہم نشین شیطان کہا جائے یا اس کی نیاز مندیوں پر اسے ہمرکاب کروبیاں قرار دیا جائے؟ ــــــ انسان کیا ہے؟ ــــــ اور انسانیت کیا ہے؟ــ بقول حکیمے کہنا ہوگا، اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے۔

انسان کو اپنی حقیقت دیکھنے کے لئے ایک آئینہ نور چاہیے ــــــ جس میں وہ دیکھا جائے اور بنتا جائے ــــــ دیکھتا جائے اور سنورتا جائے ــــــ دیکھتا جائے اور ترقی و ارتقاء کی منزلیں طے کرتا جائے ــــــ دیکھتا جائے اور معیار حسن کے مطابق ڈھلتا جائے ــــــ ہمدردی دیکھنی ہو تو ہمدردی کا آئینہ ــــــ ایثار ملاحظہ کرنا ہو تو ایثار کا آئینہ ــــــ معرفت جہاد مقصود ہو تو جہاد حق کا آئینہ ــــــ غریب پروری کا جائزہ لینا ہو تو غریب پروری کا آئینہ ــــــ ظاہر کے لئے ظاہر کے آئینے اور باطن کے لئے باطن کے آئینے۔

رہا یہ سوال کہ یہ آئینے کہاں تلاش کئے جائیں؟ ــــــ تو یاد رہے کہ انسانی محامد کا اعلےٰ ترین آئینہ جس میں معیار حسن قائم کیا جاسکے کوئی ایسا زندہ انسان ہی ہوسکتا ہے جس میں معیار حسن قائم کیا جائے سکے ــــــ کوئی ایسا زندہ انسان ہی ہوسکتا ہے جس میں آئنا مِرْاٰۃُ جَمَالِ الْحَقِّ ــــــ کا نور منعکس ہو رہا ہو ــــــ گویا زندہ و تابندہ، عظیم و جلیل اور روشن و تاباں شخصیتیں ہی ہوتی ہیں جن کی صحبتیں اور توجہات کرم کی خوشبوئیں، مشام ہستی کو معطر کر دیتی ہیں ــــــ ان کی باتیں روشنی بانٹتی ہیں ــــــ ان

Marfat.com

کی دعوتیں بہار بندی کرتی ہیں ـــــ اور ان کی سیرتیں رحمتوں کی رت گر ہوتی ہیں ـــــ وہ تاریخ کے صفحوں میں ایسے نظر آتے ہیں جیسے کوئی نور کے تڑکے میں دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو ـــــ وہ روحوں میں ایسے اتر جاتے ہیں جیسے شبنم شب تیرہ وتار کا کلیجہ چیر کر پھولوں کی پتیوں پر آبیٹھتی ہو ـــــ انکی محفلیں جیسے کوئی ستاروں کی بزم میں جا بیٹھے ـــــ وہ بولیں نہ بھی تو ان کا عمل انقلاب کے گیت گنگناتا ہے ـــــ وہ دیکھیں نہ بھی، تو ان کے ذہن سے اٹھنے والے تخیل زندگی کی گزر گاہوں میں ہلچل پیدا کر دیتے ہیں ـــــ وہ اس جہانِ فانی میں نظر نہ بھی آئیں تو ان کے مرقدوں کی مٹی زندگی کی سوغات تقسیم کرتی ہے ـــــ ان کی گدڑیوں کی دھول میں ہیروں کی چمک ہوتی ہے ـــــ ان کے فقر میں خسروی حکمتیں پنہا ہوتی ہیں ـــــ اللہ اللہ! یہ مستیاں ـــــ اللہ اکبر! فقر غیور کی یہ بے نیازیاں ـــــ اللہ اعظم! سیرت وکردار کی یہ پاکیزگیاں ـــــ اس میں کیا شک ہے کہ ملکہ سبا کے تخت کو چشم زدن میں ادھر سے ادھر کر دینے والے کسی انسان کو پیار سے دیکھ لیں تو وہ کیا بنتا ہوگا ـــــ بنا ہوگا ؟ لیکن ان کی چشم مازاغ کی فراست وبصارت نے کیا کیا نہ بنایا؟

آج اگر کسی وجود میں نور ورحمت کے رنگ ملتے ہیں تو یہ انہی کی نگاہوں کا صدقہ ہے ـــــ صدق حقیقت اور حقیقت صدق یہی ہے کہ یہی نوازے گئے اور نوازنے والے انسانیت کا اصل سرمایہ ہیں ـــــ آدمیت اسی وقت تعمیر سیرت کی معراج حاصل کریگی جب اس کی منزل مقصود ان زندہ پائندہ شخصیتوں کے نقوش راہ بن جائیں گے ـــــ بھاری بھرکم افکات ذہن کی غذا ہوا کرتے ہیں اور زندہ شخصیتیں کردار سازی کیا کرتی ہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ الہامی ہدایت کا یہ مسلمہ دستور ہے کہ توراۃ ہوگی تو موسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے ـــــ انجیل ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام پر نظر پڑے گی ـــــ زبور زندگی کے تار چھیڑیگی تو داؤد علیہ السلام کی روح گیر آواز کان میں پڑے گی

Marfat.com

—— قرآن ہوگا تو صاحب قرآن فرش تا عرش نور نوازیاں فرماتے دکھائی دیں گے —— معلوم ہوا کہ انسانوں کا اصلی وظیفہ حیات الفاظ وکلمات کا ورد نہیں —— بلکہ ان شخصیتوں کی جستجو ہے، جن کی صحبت نظری، اطاعت عملی اور توجہ روحانی سے جادہ حق کا سراغ مل جاتا ہے —— زندگی میں شاید سب سے زیادہ مشکل مرحلہ یہی ہوتا ہے —— کہ کسی کیمیا نظر، جوالہ نور، بیتاب عشق، بندہ محبت، خوگر اخلاق، صاحب ادراک، معیار حق اور رشک بندگی شخص کی صحبت میسر آجائے۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب میسر آئے
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

بڑی مشہور حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے —— یاد رہے کہ یہ محض باتیں نہیں ہوتی، جو رحمتوں کی گھنگھور گھٹاؤں سے آب صدق وعمل کشید کر لیتی ہیں —— بلکہ زندہ ومتحرک سیرتوں کی گنگناتی آبشاریں ہوتی ہیں جو رحمت بن کر گرتی ہیں —— شخصیات کے قید وحدود جب لطافت کی جوئے مست میں نہا لیتی ہیں تو پھر شخصیتیں نہیں رہتیں —— وہ نور کے پیکر بن جاتے ہیں —— جن سے ہر لحظہ نور ہی کی تاباں کرنیں پھوٹتی رہتی ہیں —— خاک وخون اور قد وحد کی قید میں بند انسانوں کا اصلی عروج، ایسے ہی عظیم انسانوں کی دہلیز پر اطاعت وخدمت کی حاضری دینا ہوتا ہے۔

مفکرین کے ہاں یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مذہب اور دین وہ سرسبز وشاداب اور تازہ وپائیدار درخت ہوتا ہے —— جس کے اصول ثابت ہوں اور فروع متحرک ہوں —— ایسی آئیڈیالوجی جس کے فروعات میں لچک اور اقدار میں استقلال نہ ہو —— زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکتی —— ان تسلیم شدہ حقائق کے مطابق

Marfat.com

استقلال اور لچکدار قوانین کے حسین مرقعے الفاظ نہیں ہو سکتے —— بلکہ شخصیتیں ہو سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآنی اقدار مستقل اور ہونے کے باوجود اپنے اثرات اور نتیجہ خیزیوں کے اعتبار سے مختلف اور متنوع ہوتی ہیں —— خیال یہ کیا جاتا ہے کہ جس دور میں تمدن اور تہذیب کے ان ثابت اور زبردست اصولوں کو توانا اور حرکی شخصیتیں میسر آتی ہیں تو ان کے اثرات بھی انقلابی دکھائی دیتے ہیں —— شاید یہی وجہ ہے کہ بزرگ کہتے ہیں کردار سازی اور تغیر پزیر معاشروں میں تعمیری ٹھہراؤ پیدا کرنے کے لئے سیرت اور سوانح کا مطالعہ دقیع اثر رکھتا ہے —— ان لوگوں کے تاریخی خاکے اور مرقعے بشریت کی تقدیر بدل سکتے ہیں جن کی زندگی کے خاکوں میں سیرت رسول اکرم نے نیا رنگ بھرا ہو —— اگر کوئی شخص دیانت سے اپنے آپ کو اٹھائے اور ان لوگوں کے درمیان جا کھڑا کرے جو حضور ﷺ نے تیار کئے ہیں —— تو بلاشبہ وہ محسوس کرے گا کہ وہ دنیا میں نہیں، جنت میں کھڑا ہے —— اور اس کے دائیں، بائیں جو لوگ متحرک نظر آتے ہیں وہ انسان نہیں، فرشتے ہیں —— فرق صرف اتنا ہے کہ اعمال کے نتیجوں میں جو جنت آباد ہوگی وہ مابعد الدنیا ملے گی —— اور کردار و سیرت سے جو جنت تیار ہوتی ہے اسے مدینہ اور مکہ کی محمدی تہذیب میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔

انسانی معاشرت کیلئے بطور معیار ہمہ دم ایسے زندہ اور عظیم کرداروں کی ضرورت رہتی ہے جن میں عبودیت کا شعور نہایت گہرا ہو —— جیسے ایک غلام کے اندر اپنے آقا کی مرضی میں ڈھل جانا رچا بسا ہوتا ہے —— ایسے ہی وہ انسان معاشروں کی جان ہوتے جن کے ہاں ہر قول اور ہر عمل پر حب رسول ﷺ کی چھاپ لگی ہوتی ہے۔

یہی وہ لائق تکریم ہستیاں ہوتی ہیں جو انسانی قافلوں کے حقیقی راہنما ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں —— انہیں اگر ڈھونڈا جائے تو یہ علم کی مسندوں پر —— ادب کے مرکزوں پر —— ضرب و حرب کے میدانوں میں —— قول و قرطاس کے جہانوں

Marfat.com

میں ـــــ ہر جگہ مل سکتے ہیں ـــــ انہی سے زندہ افکار کی روشنی پھوٹتی ہے ـــــ یہی تعمیر حیات کی خشبوئیں بکھیرتی ہیں ـــــ انہی سے جنت بداماں ماحول جنم لیتے ہیں ـــــ خود بھی مہر درخشاں کی طرح چمکتے ہیں ـــــ اور ان کی باتیں بھی ستاروں کی طرح جگمگاتی ہیں ـــــ یہ جب انسانی قافلوں کے دوش بدوش چل رہے ہوں، تو ایسے لگتا ہے جیسے انسانی دنیا پر چاند اور سورج محو گردش ہیں ـــــ اور جب یہ پردہ فرما لیتے ہیں، تو زمین آسمان بن جاتی ہے ـــــ ان کی قبریں اور آرام گاہیں بھی فیض بانٹتی ہیں ـــــ پھر لوگ انہیں یاد کرتے ہیں ـــــ یاد رکھتے ہیں ـــــ ان کے قصے اور واقعات، سیرت گری اور کردار سازی کا کام کرنے لگ جاتے ہیں ـــــ پھر تاریخ مرتب کی جاتی ہے ـــــ کالم تخلیق کیے جاتے ہیں ـــــ ان کی عظمتوں کی خوشبوء حروف والفاظ کی کلیوں میں لپیٹ کر' ادب کے پھول اگائے جاتے ہیں ـــــ اور پھر یہی ادب ہمیشہ رہنے والے گیتوں ـــــ ہمیشہ رہنے والے نغموں، اور جیتی جاگتی کتابوں کی صورت میں انسانی خدمت پر کمربستہ رہتا ہے۔

گذشتہ دور میں مختلف زبانوں کے اندر اس نوعیت کی خدمت ہوتی رہی ہے ـــــ ابن سعد سے لیکر واقدی تک ـــــ غزالی سے لیکر رازی تک ـــــ ابن رشد سے لیکر ابن حجر عسقلانی تک ـــــ ابن کثیر سے لیکر احمد ابن حنبل تک ـــــ عبدالرحمٰن جامی سے ـــــ محدث دہلوی تک ـــــ ہر بزرگ، ہر ادیب، ہر قلم کار اور ہر محقق زندگی کے صحراء سے ادب عالیہ کے موتی اکھٹے کرنے کے لئے زندہ انسانوں کا سراغ لگانے میں مصروف عمل رہا ـــــ سوانحی خاکے تخلیق کیے گیے ـــــ بکھرے موتی یکجا کیے گیے ـــــ اقوال زریں سے بساط ادب کو رونق بخشی گئی ـــــ جہاں حسن وادب کی ان پر جمال کاوشوں' اور حسن افروز کاوشوں میں ایک کوشش علامہ فرفوری کی (من نفحات الخلود) بھی ہے۔

Marfat.com

"من نفحات الخلود" عربی ادب کی ایک خوبصورت اور اثر و تاثیر سے لبریز کتاب ہے ——— مصنف کی زبان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جاحظ اور جمال الدین محمد بن مکرم اصفہانی کے وزن کا آدمی تھا ——— فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ فرفور فقراء اور دراویش کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص ہونے کے ناطے' اپنی تحقیق میں کوئی فضول چیز شامل نہیں ہونے دیتا ——— وہ اپنی زبان کو حیاء اور اسلامی تہذیب کے دائرے میں رکھتا ہے ——— اس کے قلم کی نوک سے صرف وہ واقعات ٹپکتے ہیں' جن کا تعلق اسلامی اور روحانی تربیت سے ہوتا ہے ——— وہ بلا مقصد کوئی قول نقل نہیں کرتا ——— بلکہ یوں کہیے کہ فرفور قلم کے پیچھے نہیں بھاگتا' بلکہ قلم اس کے پیچھے دوڑتا ہے ——— اور فرفور کی دوڑ ایک ہی منزل کی طرف ہوتی ہے ——— اور وہ ہے حب رسول مکرم ﷺ ——— اس عظیم اور تقدیر بدل منزل تک رسائی کے لئے وہ اکیلا نہیں دوڑتا' بلکہ پورے انسانی کارواں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے ——— یہیں سے فرفور کا کام تقدس کے دائروں میں داخل ہو جاتا ہے ——— اور اس کی کتاب کا ہر لفظ موتیوں کی طرح چمکنے لگ جاتا ہے۔

محمد صالح فرفور کی فکر ایک مصلح کی ہے، وہ جانتا ہے کہ تحریکوں کی جان نوجوان ہوتے ہیں ——— اس لئے اس کی مخلصانہ کوششوں، اس کی بیتاب تحریروں اور اس کے حرارت مآب انشائیوں کا مرکز نوجوان ہی رہتے ہیں ——— وہ انہیں اپنی آہ سحر سے بیدار کرنا چاہتا ہے ——— اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان میں عقابی روح کارفرما ہو جائے ——— بلاشبہ "من نفحات الخلود" کا ایک ایک لفظ ان جذبوں اور آہنگ میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے ——— عظیم مصنف کی یہ عظیم کتاب ایک سو ستاسی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ——— اس کی زبان عربی اور لہجہ آفاقی ہے ——— ضرورت تھی کہ فرفور کا پیغام اردو پڑھنے والے حلقہ میں بھی عام ہوتا ——— لاہور کے ایک مرد خدا مست کی اچٹتی ہوئی نظر اس پر جا پڑی ——— اور وہ اس خزانہ کو لے کر گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھا ——— اور "من

Marfat.com

نفحات الخلود" کی زندہ خوشبو عربوں سے نکل کر اردو والوں میں بھی پھیلنے لگی۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری محض عربی دان ہی نہیں' واقعیت شناس بھی ہیں——
صرف ترجمان ہی نہیں، حقیقت آگاہ بھی ہیں—— ان کا کوئی کام بھی درد کی گہرائی سے خالی نہیں ہوتا—— درسیات کی جاں کاہ مشق سے تھکا ماندہ عالم دین—— حیرت ہوتی ہے کہ زندہ ذوق کی لذتوں سے بہرہ مند رہتا ہے—— قاضی مبارک' سلّم' صدرا اور شمس بازغہ کی روح کش تقریروں کے جلاپے اور تڑاقے بھی اس کی آنکھوں سے محبت کے آنسو خشک نہیں کر سکتے—— وہ روتا بھی ہے اور رولاتا بھی ہے—— تڑپتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے—— لکھنا اس کا دھندہ نہیں' درد ہے—— وہ اپنے درد کے اظہار کے لیے اس کا قائل نہیں رہتا کہ اپنا ہی گیت سناتا جائے—— جب کوئی میٹھا نغمہ کہیں سے بھی سنائی دیتا ہے—— تو وہ اس کی سروں اور لہروں کو عام کرنے کا مشتاق بن جاتا ہے۔

"من نفحات الخلود "محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف نہیں—— لیکن پسند ضرور ہے—— کتاب کا انتخاب بذاتِ خود مترجم کے پاکیزہ ذوق پر شاہد وعادل ہے—— محمد عبدالحکیم شرف قادری چونکہ خود سینے میں سمندر کھلا' اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے ہیں—— ان کی زبان میں شیرینی—— مزاج میں انکسار—— طبیعت میں نیاز مندی—— پسند میں لطافت—— سوچ میں ژرف نگاہی—— اخلاق میں وسعت—— اور مہمان نوازی میں عربیت ہے—— اس لئے وہ اپنے ذوق کا سفر تحقیق وتصنیف میں بھی جاری رکھتے ہیں—— "من نفحات الخلود" دراصل شرف بھائی کا خوبصورت صفاتی آئینہ ہے—— آئینہ جس میں آپ محمد عبدالحکیم شرف قادری کو چلتا پھرتا دیکھ سکتے ہیں۔

البتہ! ایک بات بڑی عجیب ہے' محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تاریخی چھیڑ چھاڑ

Marfat.com

——اعتقادی بحث و کرید—— نظریاتی آہنگ وتصلب ''من نفحات الخلود ''میں نظر نہیں آتا——اگر محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے رشحاتِ قلم اور نفحاتِ تحقیق کا رخ ہمہ گیر انسانی عنوانات کی طرف پھیر لیا—— تو امید کی جاسکتی ہے کہ وہ محققین کی اس صف میں بھی نمایاں مقام حاصل کر لیں گے —— جس میں غزالی اور حسن بصری قائد کی حیثیت سے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ جل مجدہ ''من نفحات الخلود '' کی خوشبوئیں عام فرمائے —— اور محمد عبدالحکیم شرف قادری سے دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے —— اور ان کی ہر سعی اور کوشش کو اپنے حبیب لبیب ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے —— آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سید ریاض حسین شاہ

ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ

راولپنڈی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثالی شخصیات

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، بلاشبہ وہ ٹیکنالوجی اور قلم وقرطاس کا دور ہے ــــ ذرائع ابلاغ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ دوریاں سمٹ کے رہ گئیں ہیں ــــ اس دور میں تو جنگیں بھی ذرائع ابلاغ کے بل بوتے پر جیتی جارہی ہیں ــــ بحیثیت مسلمان قوم، ہم جب اقوام عالم میں اپنے مقام کا تعین کرنا چاہتے تو خود کو ہر میدان میں پیچھے ہی پاتے ہیں ــــ جبکہ ہمارا ماضی تاریخ عالم کا ایک روشن باب ہے۔

لیکن عہد حاضر میں ہم پر تاریکیوں کے سائے ہیں ــــ ہمارے آباؤ اجداد نے علم وحکمت کے موتی پانے والے، آج ہماری ہی آنکھیں چندھیا رہے ہیں ــــ کل جو ہمارے اسلاف سے عصری علوم وفنون سیکھنے گئے تھے آج ہم انہیں کے محتاج ہیں ــــ مکہ، مدینہ، بغداد، قرطبہ اور قاہرہ علم وحکمت اور تکنیکی فنون کے مرکز رہے ہیں ــــ لیکن آج مسلمان زبوں حالی کا شکار ہیں ــــ آج علوم وفنون میں تو غیر مسلموں کی اجارہ داری ہے ہی، لیکن عالمی ذرائع ابلاغ پر بھی غیروں کا ہی تسلط ہے ــــ مسلمانوں کی خبریں بھی انہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پہنچتی ہیں ــــ اور پھر ان ذرائع ابلاغ میں موجود فحاشی اور عریانی نے جہاں غیر مسلم معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے ــــ وہیں مسلم دنیا کو بھی زبردست متاثر کیا ہے ــــ نوجوان نسل کے لئے اخلاقی بے راہروی کے راستے کھول دیئے ہیں ــــ ہمارے ملکی ذرائع ابلاغ کو بھی عالمی ذرائع ابلاغ نے اپنے سیکولر سحر میں جکڑ رکھا ہے۔

Marfat.com

ہمارے ہاں میڈیا پر غیر نظریاتی اور سیکولر اذہان کا قبضہ ہے ——— جس کی وجہ سے "متاثرین مغرب" کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے ——— اور جو لوگ مغربی دنیا سے کچھ سرمایہ کما لاتے ہیں، تعلیم اور مغربی تربیت حاصل کر کے آتے ہیں ——— وطن عزیز کے لوگوں کو دیکھ کر ناک بھویں چڑھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام پسندوں کے لیے بنیاد پرست کا لیبل بھی لے کر آتے ہیں ——— آج جب مغربی دنیا اپنی معاشرتی زندگی کے تناؤ سے خود بھی بیزار ہے ——— ہمارے معاشرے کے نوجوان مغربی تہذیب کے دلدادہ کیوں ہیں؟ ——— فقط اس لئے کہ ہمارے قلمکاروں اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں نے نوجوانوں کو اسلاف کا شاندار ماضی یاد دلانے میں اپنا کردار ادا نہیں کیا ——— اور جوں جوں مغربی دنیا کی مادی ترقی بڑھتی جارہی ہے ——— ہم مغربی تہذیب و تمدن کے اسیر ہوتے جارہے ہیں ——— اور اپنی عظیم اسلامی ثقافت سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

آج نوجوان نسل کا آئیڈیل کہیں فلمسٹار ہے، تو کہیں کرکٹ سٹار ہیں ——— کہیں کسی فرقے کی شخصیات آئیڈیل ہیں، تو کہیں کسی جماعت کا بانی ——— اور کہیں سیاسی وابستگی مثالی شخصیت کا روپ دکھاتی ہے ——— غرضیکہ عہد حاضر کے باشعور لوگوں نے بھی فلمسٹار اور کرکٹ سٹار کے علاوہ سیاسی اور مذہبی و علاقائی شخصیات کے صنم کدے آباد کر رکھے ہیں ——— ان بتان مذہب و سیاست کو آنکھیں بند کر کے آئیڈیل قرار دیا جاتا ہے ——— مذہبی، سیاسی اور فلمی صنم پرستی کی اس دوڑ سے ہمارے مکار دشمن ہندو بنیئے نے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے ——— ہماری اسلامی ثقافت پر ضرب لگانے کے لئے، نہ صرف ہمارے ملک ——— بلکہ خلیج کی اسلامی کہلانے والی ریاستوں میں بھی اپنی فلموں کا جال بچھا رکھا ہے ——— اس طرح بڑے نظم وضبط سے ہندوانہ تہذیب کا پرچار کرنے کے علاوہ فحاشی اور عریانی کے جراثیم پھیلائے جارہے ہیں ——— جسے ہمارا مذہب اسلام

Marfat.com

دیگر تمام مذاہب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے۔

نوجوان نسل کے ہاتھوں ''گنڈاسہ'' فلموں نے موزر اور کلاشنکوف تھما دی—— جبکہ کچھ دیگر ''مہربانوں'' نے جاسوسی' رومانوی ڈائجسٹوں اور ناولوں کا تحفہ نوجوان نسل کو پیش کیا—— مذہبی حوالے سے ایسی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں کہ فلاں جگہ جانا شرک ہے—— فلاں طریقے سے دعا مانگنا شرک—— یہ شرک—— وہ شرک—— نوجوان نسل کے اخلاق و مذہب پر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کیسے کیسے حملے ہو رہے ہیں؟—— ہماری نوجوان نسل ہم سب کی غفلتوں کے سبب مذہب سے دور ہوتی جارہی ہے۔

شکنجۂ یہود و ہنود ہماری شہ رگوں کی طرف بڑھ رہا ہے—— ہمارے گرد سازشوں کا حلقہ تنگ ہوتا جارہا ہے—— ایسا تو ہوگا اور ہوتا رہے گا جب تک ہمارے قلمکار اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتے—— ذرائع ابلاغ نظریاتی ہاتھوں میں نہیں دیئے جاتے اور نوجوانوں کو عہد ماضی کے فخر روزگار علماء، دانشوروں، ادیبوں طبیبوں، سائنسدانوں اور حکمرانوں سے متعارف نہیں کرایا جاتا—— ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جب تک ہم معلمِ انسانیت مصطفیٰ کریم ﷺ کی انسان دوست شخصیت کی والہانہ محبت میں ڈوب نہیں جاتے—— ہمارے نوجوان یونہی بھٹکتے رہیں گے—— مغرب کی مادی ترقی کو دیکھ کر چندھیاتے رہیں گے—— شاعر مشرق علامہ اقبال تعلیم کے سلسلے میں انگلینڈ اور جرمنی میں مقیم رہے—— وطن واپس آئے تو مغرب سے مرعوبیت ساتھ نہ لائے—— علامہ فرماتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

Marfat.com

علامہ کی آنکھوں میں محبوب حجازی کی چمک دمک رچ بس چکی تھی ـــــ اسلاف کا تابناک ماضی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ کھلی کتاب تھا ـــــ قوت ایمانی اپنی تمامتر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر تھی ـــــ اس لئے مغرب کی مادی ترقی اور چکا چوند روشنیاں ان کی آنکھوں کو خیرہ کرنے سے عاجز رہیں ـــــ آج ہم نے فرقہ واریت اور سیاست کی بنیاد پر شخصیت پرستی کے سومنات تعمیر کر رکھے ہیں ـــــ ہماری تباہ حالی اور پسماندگی کا تقاضا ہے کہ عظیم تر ملی مفاد کی خاطر، مسلکی اور سیاسی لات ومنات پاش پاش کر دیئے جائیں ـــــ نوجوان نسل کو اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے جذبے سے سرشار کر دیا جائے ـــــ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی مثالی شخصیتوں کو نمایاں کیا جائے ـــــ اور مسلم امہ کا تابناک ماضی نوجوان نسل کے سامنے اجاگر کیا جائے ـــــ علماء دانشوروں اور سائنسدانوں کا گرانقدر علمی ورثہ حقیقی وارثوں تک پہنچایا جائے ـــــ ذرائع ابلاغ کو مثبت انداز میں بروئے کار لایا جائے ـــــ اہل قلم کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔

ماضی کے زریں واقعات اور حقائق کے متعلق اصحاب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جناب طالب ہاشمی کی کتب قابل ذکر ہیں ـــــ جناب ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کی تصنیف طب نبوی اور جدید سائنس نہایت اہم ہے ـــــ نبی کریم ﷺ کے چند جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ مقالے ہمارے حلقوں کی معزز ترین شخصیت جناب سید ریاض حسین شاہ صاحب دام ظلہ الکریم نے تصنیف کیے تھے ـــــ ان کا ایک ایک لفظ عشق ومستی کی کیفیت لیے ہوئے پڑھنے والے کو سوز وگداز کی کیفیت سے آشنا کرتا جاتا ہے ـــــ اس کے علاوہ انہوں نے مسلم نوجوانوں میں ملی غیرت وحمیت اور مقصدیت اجاگر کرنے کے لئے فکر شباب کے عنوان سے مقالہ سپرد قلم کیا

Marfat.com

—— خواتین کے لئے ایک مقالہ فکر بنات کے عنوان سے تحریر کیا—— ''فکر شباب'' کتابچے کی صورت میں الگ بھی چھپا ہے —— اور جن دوستوں نے پڑھا' بار بار پڑھا ہے —— عالم اسلام کی معروف ترین شخصیت رئیس القلم علامہ ارشد القادری کی شاہکار تصنیف ''زلف وزنجیر'' جمالیاتی ادب کا شہ پارہ بھی ہے —— اور مسلمانوں کے عہد ماضی کی بہترین عکاس بھی —— جسے پڑھ کر اسلاف کی عظمتوں کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں —— اور مسلم اُمہ کے تابناک ماضی کی کرنیں دل و دماغ کو منور کر جاتی ہیں۔ ——

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی' سعودی عرب کی عربی تصنیف عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ مَحَبَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (اپنی اولاد کو محبت رسول کی تعلیم دیں) ایک اہم کتاب ہے —— اس کا ترجمہ محترم ڈاکٹر محمد مبارز ملک صاحب نے کر دیا ہے —— اس کتاب کا تعلق ایمان کی بنیاد (محبت رسول) سے ہے —— اس لیے اس کتاب کی طباعت کا بعض باخبر قارئین کو شدت سے انتظار ہے۔

''من نفحات الخلود'' (زندہ جاوید خوشبوئیں) جمعیة الفتح الاسلامی دمشق کے صدر شیخ طریقت' حضرت شیخ محمد صالح فرفور کی تصنیف ہے —— جسے پڑھنے سے ایک ولولہ تازہ ملتا ہے —— جذبوں کو جوش وخروش میسر آتا ہے —— کیف وسرور میں ڈوبا ہوا قاری' خود کو معلم انسانیت کی مجلسِ درس میں زانوئے تلمذ تہہ کئے ہوئے پاتا ہے —— خود کو خوش نصیب اصحابِ صفہ میں پاتا ہے —— عہد ماضی میں اسلام کی بالادستی' اور فروغ علم کے سلسلے میں خدمات —— اور ایسے ہی دیگر واقعات سے قاری کو آگہی ملتی ہے اور اس کتاب سے ہمیں مثالی شخصیات کا پتہ بھی ملتا ہے —— جن کے نقش قدم پہ چل کر ہم آج بھی اقوامِ عالم میں سربلند ہو سکتے ہیں —— اس

Marfat.com

کتاب میں ہمارے لیے یہ درس بھی موجود ہے کہ مسلمان کا آئیڈیل کرکٹ سٹار، فلم سٹار، غیر مخلص مذہبی پیشوا، غیر نظریاتی سیاستدان نہیں ــــــ بلکہ ہمارے لئے آئیڈیل اور مثالی شخصیت معلم کائنات ﷺ اور ان کے پیارے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ہیں ــــــ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔

''میرے صحابہ (آسمان ہدایت کے) ستاروں کی مانند ہیں' ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

''زندہ جاوید خوشبوئیں'' ــــــ یہ وہ زندہ و جاوید خوشبوئیں ہیں جو اہل دل کے مشام جاں کو مدتوں معطر رکھیں گی ــــــ اللہ کرے کہ ہم مسلمان اپنے غیر نظریاتی سیاست دانوں اور غیر مخلص مذہبی قائدین کے لات و ہبل بنا کر پوجے جانے والے بتوں کو پاش پاش کر سکیں ــــــ اور اپنے دلوں کو صرف سرکار دو عالم ﷺ اور اپنے اسلاف کے ساتھ جوڑ کر' ان مثالی شخصیات کے نقشِ قدم پر چلیں ــــــ اور ان کی نور نور سیرت کی روشنی میں اپنے کردار میں نکھار لا سکیں ــــــ اور نوجوان نسل کو یہود و ہنود کے پنجے سے چھڑا سکیں ــــــ اور ان کی ثقافتی یلغار کا مقابلہ کر کے اسلام دشمن عزائم کو ناکام بنا سکیں۔

ممتاز احمد سدیدی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامۃ العصر سید محمد صالح فرفور حسنی قدس سرہ العزیز (دمشق)

۱۳۱۸ ـــــــــ ۱۴۰۷ھ

۱۹۰۱ ـــــــــ ۱۹۸۶ء

عالم اسلام کے نادر روزگار عالم' فقیہ جلیل' مرشد کبیر حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ ابن سید عبد اللہ فرفور ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء دمشق کے محلہ عمارہ جوانیہ میں پیدا ہوئے ـــــ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے ـــــ آپ کا خاندان فرفور صدیوں تک ملک شام میں علمی وجاہت وسیادت کا حامل رہا ـــــ بارہویں صدی ہجری میں اس خاندان کا علمی جاہ وجلال جاتا رہا ـــــ یہاں تک کہ پندرہویں صدی ہجری میں علامہ سید محمد صالح فرفور پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دم قدم سے وہ علمی اور روحانی بہاریں لوٹا دیں ـــــ

قرآن کریم کی تعلیم کے لئے شام کے استاذ القراء شیخ محمد سلیم حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے گئے ـــــ ذوق وشوق اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ سات سال کی عمر میں قرآن کریم یاد کرلیا اور روایت حفص کے مطابق تجوید وقراءت پڑھی ـــــ پھر مدرسہ کاملیہ عثمانیہ میں داخل ہوئے اور دو دو سال کا نصاب ایک ایک سال میں پڑھ کر اعلیٰ پوزیشن حاصل کرکے کامیاب ہوئے ـــــ والدین اور اساتذہ کی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ ان کا سینہ دین متین' مسلم امہ اور عربی زبان کی محبت سے لبریز ہوگیا۔

Marfat.com

امتیازی حیثیت کے ساتھ بی۔اے پاس کرنے کے بعد ان کا ارادہ دمشق کے طبیہ کالج میں داخلہ لینے تھا ـــــ والد ماجد سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا ـــــ خاندانِ فرفور کے اکابر کا تذکرہ لاؤ' جو شیخ محمد جمیل شطی نے بنام ''الضیاء الموفور فی اعیان بنی فرفور'' لکھا ہے ـــــ سعادت مند بیٹے نے تذکرہ لا کر پیش کیا تو فرمایا: اسے پڑھو ـــــ فرزند سعید نے پورا تذکرہ پڑھ ڈالا ـــــ جب ختم کر چکے تو دیکھا کہ والد ماجد کی آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی بہہ رہے ہیں ـــــ انہوں نے سوز وگداز میں ڈوبی آواز میں فرمایا:

> ''بیٹے! مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ارباب علم وفضل آباء واجداد کے نقش قدم پر چلو گے ـــــ اور آج سے تم اپنی تمام توانائی علم دین کے حاصل کرنے کے لئے صرف کردو گے ـــــ تا کہ تم آئندہ چل کر انبیاء کے وارث بنو۔''

والد ماجد کے وصال کے بعد انہوں نے حسب وعدہ علماء کی مجالس میں حاضری شروع کر دی ـــــ یہ وہ دور تھا کہ جنگ عظیم نے اہل شام کی معاشی اور اقتصادی حالت تباہ کر دی تھی ـــــ اس معاشی زبوں حالی سے سید محمد صالح فرفور بھی محفوظ نہ رہے ـــــ بامر مجبوری انہوں نے بڑھئی کی دوکان کھول لی ـــــ رات کو چراغ کی روشنی میں ادب عربی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور نظم ونثر کا ذخیرہ اپنے وسیع حافظے میں محفوظ کرتے رہے ـــــ موقع ملنے پر علماء، ادباء اور صوفیاء کی محفلوں میں حاضر ہو کر استفادہ کرتے رہے ـــــ تصوف اور روحانیت میں شیخ عبدالرحمٰن خطیب، ان کے بھائی شیخ محمد ہاشم خطیب اور خاص طور پر محدث جلیل شیخ محمد بدرالدین حسنی رحمہم اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا ـــــ انہوں نے اپنے شیخ بدرالدین حسنی سے پوچھا کہ آپ کی عمر اسی سال سے زائد ہے، اس کے باوجود آپ کے تمام حواس صحیح سالم ہیں اس کی کیا وجہ

Marfat.com

ہے؟—— شیخ نے فرمایا: ہم نے جوانی میں اپنے جسم کی حفاظت کی ،اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ہمارے جسم کی حفاظت فرمائی ہے۔

علامہ فرفور نے سب سے زیادہ استفادہ حضرت سید محمد بدرالدین حسنی سے کیا —— شیخ کامل نے اپنے شاگرد کی آنکھوں میں ذکاوت کی چمک اور پیشانی میں سعادت کے آثار دیکھے تو ان کی دلچسپی اتنی بڑھی کہ خود ان کی دوکان پر آنا جانا شروع کردیا—— اور ان کے شوق علم کو عشق کی حد تک بڑھادیا—— چنانچہ علامہ نے ان سے صرف ،نحو ،بلاغت ،عروض ،فلسفہ ،علم اسطرلاب ،میقات اور ریاضی پڑھی —— علم میراث ،علوم حدیث وتفسیر ،اصول حدیث وتفسیر معلم توحید وغیرہ علوم پڑھے ،یہاں تک کہ استاذ گرامی کا وصال ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں وصال ہوگیا۔

ان کے علاوہ محدث شام' شیخ صالح اسعد حمصی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سے فقہ حنفی ،اصول فقہ ،تصوف ،علم کلام وغیرہ علوم پڑھے—— پھر جامع معقول ومنقول علامہ عبدالباقی ہندی متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء (مقیم مدینہ منورہ) سے علمی استفادہ کیا—— انہوں نے اپنی تمام مرویات کی سند بھی عنایت کی ۔ان کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی مغربی ،مکہ معظمہ (م ۱۳۶۷ھ)—— علامہ عبدالقادر شلبی طرابلسی ،مدینہ منورہ (م ۱۳۶۹ھ) —— علامہ عمر ہمدانی محرسی (م ۱۳۶۸ھ) علامہ علی اعظم —— علامہ عبدالقادر قصاب (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) سے بھی فیض یاب ہوئے—— علم فلکیات اور علم میقات علامہ شیخ محمد ساعاتی فلکی سے پڑھا—— ان کے علاوہ بہت سے فضلاء وقت کی خدمت میں حاضر ہوکر مستفید ہوئے—— غرض یہ کہ تنگ دستی کے عالم میں علوم کے حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ،بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کرلیا—— اور عبادت وریاضت ، شب بیداری کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

اساتذہ کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد مختلف مساجد میں درس وتدریس کا

Marfat.com

سلسلہ جاری کیا —— دمشق کی جامع مسجد بنی امیہ میں مستقل طور پر عوام وخواص کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا مغرب اور عشاء کے درمیان عموماً تفسیر اور حدیث کا درس دیتے —— محلہ قیمریہ کی جامعہ مدرسہ فتحی میں مختلف علوم پڑھاتے —— ہفتے میں دو دن تصوف کا درس دیتے —— پیر کے دن عشاء کے بعد رسالہ قشیریہ اور جمعہ کے دن فجر کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ''احیاء العلوم'' کا درس دیتے —— شیخ کی پرکشش اور محبت سے لبریز شخصیت نے ذہین طلبہ کی خاصی بڑی جماعت اپنے گرد جمع کر لی —— ان کے دلوں میں علم کا شوق کوٹ کوٹ کر بھر دیا —— اور انہیں وہ سب کچھ پڑھا دیا جو ذاتی مطالعہ اور اساتذہ کی عنایات سے حاصل کیا تھا —— ان کی خصوصیت یہ تھی کہ طلبہ کو صرف مروج علوم ہی نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ ان میں اسلامی اور روحانی روح بھی پھونک دیتے تھے —— طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اصحاب ثروت کے تعاون سے ۱۹۵۶ء میں دمشق میں ''جمعیۃ الفتح الاسلامی'' قائم کی —— اور اس کے زیر انتظام ۱۹۵۹ء میں ''معهد جمعية الفتح الاسلامی'' طلباء کے لئے اور اس کے بعد طالبات کے لئے ''معهد الفتح الاسلامی'' کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔

دمشق میں تدریس کا آغاز کرنے سے پہلے مفتی لبنان، شیخ توفیق خالد کی دعوت پر بیروت کے کلیہ شرعیہ میں بھی پڑھاتے رہے —— ہفتے میں تین چار دن بیروت میں رہتے، پھر دمشق آجاتے —— اس دور میں بیروت کے بہت سے ادباء، خطباء اور مدرسین نے آپ سے سندِ فراغت حاصل کی —— بیروت، ترکی اور دمشق کے گوشے گوشے میں حضرت شیخ کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ ادب عربی، علم بلاغت، اصول نحو پر کامل دسترس رکھتے تھے —— انہیں دور جاہلی، ابتداءِ اسلام، اموی اور آغاز دور عباسی کے شعراء کے ہزاروں اشعار یاد

Marfat.com

تھے ـــــ فلسفہ‘ علوم عقلیہ‘ اصولِ فقہ‘ تفسیر‘ اسرار قرآن وغیرہ علوم پر وسیع نظر رکھتے تھے ـــــ تدریس‘ خطابت اور رشد وہدایت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

حضرت شیخ ائمہ اربعہ کی فقہ‘ اصولِ فقہ‘ حدیث‘ تفسیر‘ علوم القرآن‘ عقائد‘ تصوف‘ منطق‘ فلسفہ‘ صرف‘ نحو‘ عروض‘ ادب‘ بلاغت‘ غرض یہ کہ اس وقت کے رائج تمام علوم وفنون پڑھاتے تھے۔

حضرت شیخ نے اپنے لختِ جگر شیخ محمد عبداللطیف کو تقریباً تیس سال کی تعلیم اور تربیت کے بعد سند اجازت وخلافت عطا فرمائی ـــــ اس میں تحریر کیا کہ میں انہیں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور اذکار و اوراد کی اجازت دیتا ہوں جو مجھے اپنے اساتذہ سے حاصل ہوئے ہیں ـــــ اور علماء کے نزدیک طے شدہ شرائط کے مطابق سلسلہ شاذلیہ‘ قادریہ‘ نقشبندیہ اور خلوتیہ کی اجازت دیتا ہوں ـــــ اسی سند میں اپنے فرزند ارجمند کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے چند ہدایات سے نوازتے ہیں:

- اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور قول وفعل میں اخلاص سے کام لینا۔
- کسی فضیلت کا دعویٰ نہ کرنا اور مخلوقِ الٰہی کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا۔
- مقدور بھر اپنے علم پر عمل کرنا۔
- علم کے پھیلانے اور لوگوں کو سکھانے میں اپنی توانائی صرف کر دینا۔
- ہمیشہ تدریس‘ رشد وہدایت اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے میں مصروف رہنا۔
- ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا کیونکہ ذکر دلوں کو چمکا دیتا ہے۔
- اپنے دل کو ماسوی اللہ سے خالی کر لینا‘ ارشادِ ربانی ہے: جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے‘ ہاں! جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا۔
- اقوال وافعال میں شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔

Marfat.com

- اپنی نیتوں کو ہر آلودگی سے اس طرح پاک کر لینا کہ علام الغیوب راضی ہو جائے۔
- مخلوقِ خدا کے لیے خیر و برکت کا منبع ہونا' اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تمہاری اقتداء کرے' اس کے لیے بہترین راہنما بننا۔
- ہمیشہ علم کے سیکھنے اور سکھانے میں مصروف کوشش رہنا۔
- اپنی خلوت وجلوت میں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا۔

حضرت شیخ نے ابتدائی زندگی میں تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہیں کی —— جب عمر شریف پچاس سال سے متجاوز ہوئی تو مصروفیات کی زیادتی کے باوجود متعدد وقیع اور قیمتی کتابیں لکھیں۔

درج ذیل تصانیف ان کی یادگار ہیں۔

۱۔ الدر المنثور: علامہ محمد جمیل شطی کی تصنیف الضیاء الموفور فی اعیان بنی فرفور کی شرح' فرفور خاندان کے آباء واجداد کا تذکرہ

۲۔ سلسلة الخلود: یہ ادبی تصنیف ہے' تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) النفحات پیش نظر کتاب سلسلة الخلود کی یہی جزء ہے۔

(۲) النسمات (۳) الرشحات

۳۔ النسمات : ان احادیث کا مجموعہ جن کی مسلمان عورتوں کو ضرورت ہوتی ہے۔

۴۔ من مشکوٰة النبوة : اربعین' امام نووی کی مبسوط شرح

۵۔ المحدث الاکبر الشیخ محمد بدر الدین الحسنی کما عرفته: استاذ اور مرشد گرامی کا تذکرہ

۶۔ الرسالة النافعة و الحجة القاطعة :

عقائد میں یہ چھ تصانیف ۱۹۸۷ء تک چھپ چکی تھیں —— ان کے علاوہ چند

Marfat.com

تصانیف یہ ہیں۔

۷۔ شرح نور الایضاح : مدارس میں رائج فقہ حنفی کی مشہور کتاب کی مبسوط شرح

۸۔ الدر المنثور : دوسرا ایڈیشن جو اضافوں اور تحقیق وتہذیب پر مشتمل ہے۔

۹۔ ترجمہ للشیخ عبد الحکیم الافغان : تذکرہ

۱۰۔ آلام وآمال: شعری مجموعہ (دیوان)

۱۱۔ تراجم لمن عاصرھم من العلماء و اجتمع بھم : ہم عصر علماء کا تذکرہ

۱۲۔ شرح رسالۃ الغتیمی : فقہ حنفی

۱۳۔ رسالۃ احکام المسجد فی الاسلام : مسجد کے اسلامی احکام

۱۴۔ شرح الرسالۃ النافعۃ : توحید کے موضوع پر

اس کے علاوہ تقریباً تیس سال تک ان کے مقالات مختلف جرائد مثلاً التمدن الاسلامی، الھدایہ اور الرابطۃ الاسلامیہ میں شائع ہوتے رہے۔

حضرت شیخ صفاتِ کثیرہ کے جامع تھے' انہوں نے خوش خطی سیّد موسیٰ شلبی سے ——— کشتی اور پہلوانی کی مختلف قسمیں استاذ صائب بک المؤید العظم حاصل کیں ——— شمشیر زنی اور ڈھال سے بچاؤ کرنا سید ابو یاسین قصمانی سے سیکھا ——— بیک وقت دو تلواروں کے ساتھ پریکٹس کیا کرتے تھے ——— اسی طرح تیراندازی' تیراکی' گھڑسواری' گتکا بازی وغیرہ فنون میں نہ صرف ماہر تھے' بلکہ اپنی اولاد اور شاگردوں کو بھی سکھاتے تھے ——— ان کے نزدیک پسندیدہ ترین ورزش' طویل پیدل چلنا تھا ——— مایوسی اور تنگ دلی ان کے قریب نہیں آتی تھی ——— اور کوئی رکاوٹ ان کے مشن کی راہ میں حائل نہیں ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی جرأت اور ہیبت عطا فرمائی تھی ——— ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے' اسی دوران اس وقت کا سربراہ مملکت مسجد میں آ گیا ——— آپ

Marfat.com

نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ تعالیٰ سے ڈر ——— پھر موقع کے مناسب قرآن پاک کی آیات پیش کرتے ہوئے پورا خطبہ اسے نصیحت کرنے میں صرف کردیا ——— نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ بری طرح رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے ہمارے استاذ ہم کیا کریں؟

غنائے نفس کا یہ عالم تھا کہ سلاطین' امراء اور وزراء کے عطیات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی ——— ان کی طرف سے آنے والے تحفے تحائف مستحق طلباء میں تقسیم کردیا کرتے تھے ——— اور فرمایا کرتے تھے: ہم دینے والوں میں سے ہیں' لینے والوں میں سے نہیں ہیں۔

دمشق کی جمعية العلماء کے بنیادی رکن تھے ——— اور جمعية رابطة العلماء کے ممتاز ممبر تھے ——— اپنی توانائیاں امت مسلمہ کی بھلائی اور راہنمائی کے لیے صرف کرتے تھے ——— بڑے متواضع اور حلیم تھے ——— لیکن کیا مجال کہ کوئی شخص ان کے سامنے کسی کی غیبت کرتا' یا مخالف شریعت بات کہتا ——— کبھی کوئی شخص بیان کرتا کہ آپ کے فلاں حاسد نے آپ کے بارے میں یوں کہا ہے' تو اسے فرماتے: بیٹے! ایسی باتیں نہیں کیا کرتے' وہ ہمیں ہمارے عیبوں سے آگاہ کرتے ہیں ——— اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ——— باقاعدہ تہجد ادا کرتے' کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور خشیت الٰہیہ کی بناء پر ان کی آنکھیں اشکبار رہتیں۔

فرانس کے خلاف تحریک اٹھی تو اس کے قائدین علماء کے ساتھ مل کر باقاعدہ جنگ میں حصہ لیا ——— اور شوق شہادت میں خطرناک معرکوں میں کود گئے ——— ایک دفعہ خود بیان کیا کہ ستر ہ سے زیادہ مرتبہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچا ہوں ——— شام کی آزادی کے بعد تا زیست امت مسلمہ کی اصلاح اور اتحاد کے لیے قلمی اور لسانی جہاد کرتے رہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ نے دو نکاح کیے ـــــ اللہ تعالیٰ نے انہیں آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں ـــــ جن میں سے سات بیٹے اور تین صاحبزادیاں ۱۹۸۷ء میں حیات تھیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کا ان پر عظیم احسان ہے کہ تمام اولاد علومِ دینیہ اور اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے ـــــ سب سے بڑے صاحبزادے سید ابو الخیر محمد عبداللطیف ہیں ـــــ انہوں نے اپنے عظیم والد پر کئی کتابیں لکھی ہیں ـــــ اس وقت ان کی تصنیف لطیف الزاهر فی الحدیث العاطر عن الوالد الفاخر العلامة العارف باللّٰه الشیخ محمد صالح فرفور الحسینی رحمہ اللہ کا پہلا ایڈیشن (طبع ۱۹۸۷ء) راقم کے پیش نظر ہے ـــــ یہ تمام حالات اسی کتاب سے لیے گئے ہیں ـــــ ان ہی کا بیان ہے کہ میں نے تین مرتبہ والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت شیخ اپنے دور کے اولیاءِ کاملین اور علماءِ راسخین میں سے تھے ـــــ انہوں نے اپنی عمر عزیز کا بڑا حصہ تعلیم و تدریس، وعظ و ارشاد اور علمی مراکز کے قیام میں صرف کیا ـــــ انہوں نے اصحابِ علم و فضل اور ارباب دعوت و ارشاد مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو آج بھی تبلیغ اسلام میں مصروف ہے ـــــ لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے علوم و معارف سے فیض حاصل کرتے ـــــ کئی قسم کے امراض اور عوارض لاحق ہونے اور عمر شریف کے اسی سال سے متجاوز ہونے کے باوجود ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے ـــــ اور وصال سے چند دن پہلے تک تدریس اور افادہ کا سلسلہ جاری رکھا ـــــ ان کے ہاں عوام و خواص کی کوئی تخصیص نہ تھی ـــــ وہ پڑھنے پڑھانے کو ہی اپنے لیے علاج اور شفاء تصور کرتے تھے۔

حیاتِ مبارکہ کے آخری سالوں میں تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہے

Marfat.com

—— روحانیت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ خواب تو کیا بیداری میں اپنے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوتے —— وصال سے پہلے بتا دیا تھا کہ میری زندگی تقریباً ایک سال باقی رہ گئی۔

۵ محرم' ۱۹ اکتوبر ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء بروز منگل وہ وقت آ گیا کہ مجاہد عظیم' مرشد کبیر' علامۃ الشام' شیخ محمد صالح فرفور رحمہ اللہ پچاسی سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے —— ان کے وصال سے پورا دمشق غمگین ہو گیا —— ہزاروں افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی —— اور عارف باللہ شیخ ارسلان رحمہ اللہ کے مزار شریف کے پاس ان کی آخری آرامگاہ بنائی گئی۔

۹ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ — محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۲' فروری ۱۹۹۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے ایڈیشن کا مقدمہ

از حضرت مصنف علامہ رحمہ اللہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ـــــ اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے، افضل ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اقراء باسم ربک ـــــ اپنے رب کے نام سے پڑھو ـــــ نیز آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر۔ میں نے ہر پڑھے لکھے آدمی کے مطالعہ کے لئے ایک ادبی اور تاریخی کتاب کی ضرورت محسوس کی ـــــ جو عربوں کی تاریخ اور ان کے انوکھے واقعات پر مشتمل ہو ـــــ اور ان دلوں میں ایثار وقربانی کی روح کی بجلیاں پیدا ہوں ـــــ اور وہ بنیادی عقائد اور بہترین اخلاق سے عشق کی حدتک پیار کرنے لگیں۔

میں نے اپنے پیکران مجد وشرف آباء واجداد کے کچھ ورثے کے رخ زیبا سے نقاب ہٹایا ہے ـــــ اور تاریخ وادب کے خزانوں اور زندہ خوشبوؤں کا کچھ حصہ نذر قارئین کیا ہے جس پر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں ـــــ تاکہ اگر ہمارے قدم برے اخلاق میں ملوث ہوکر بہک گئے ہوں تو یہ بزرگ ہمارے لیے بہترین راہنما ثابت ہوں ـــــ ہم ان کے پسندیدہ اخلاق اور ان کے دکھائے ہوئے صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئیں ـــــ اور ان کے مفید ورثے کو اپنی اخلاقی بیماریوں کے لیے موثر دوا کے طور پر

Marfat.com

اختیار کریں —— کیونکہ اس امت کے آخری حصے کی اصلاح اسی طریقے سے ہوگی جس سے صدرِ اول کی اصلاح ہوئی ہے۔

میں نے اس کتاب میں کسی ایک زمانے یا کسی خطے کی بات نہیں کی —— اس میں وہ کچھ بیان کیا ہے جو عصرِ حاضر اور دورِ جدید کی ضرورت کو پورا کرتا ہے —— اس میں عربوں کے دلچسپ اور عجیب واقعات قصداً بیان کئے ہیں —— تاکہ قارئین بوریت محسوس نہ کریں اور ان کی دلچسپی برقرار رہے —— میں نے حاشیے میں عبارت کے مشکل الفاظ کی مختصر شرح بھی کر دی ہے —— تاکہ پڑھنے والوں کے لئے سمجھنا آسان، اور فائدہ مند بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ خطاؤں کو درست فرمائے —— ہمیں دولت اخلاص سے مالا مال فرمائے —— ہمارے علم کو فائدہ بخش —— اور ہمارے عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے —— ہماری اس کوشش کو تمام مسلمانوں کے لیے عموماً —— اور عربوں کے لیے خصوصاً سود مند بنائے —— بے شک وہی کارِ خیر کا القاء کرنے والا —— اور توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

تیسرے ایڈیشن کا مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ــــــ اور صلوٰۃ وسلام ہو صاحب خلق عظیم، صراط مستقیم کی ہدایت دینے والے ــــــ اور انسانیت کو کفر وگمراہی سے نجات دلا کر علم اور ہدایت کے نور کی طرف لانے والے محمد مصطفیٰ ﷺ پر ــــــ اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر ــــــ جنہوں نے آپ کے نقش قدم کی پیروی کی ــــــ اور آپ کے راستے پر چلے ــــــ نتیجہ یہ ہوا کہ کائنات کے سربراہ اور اقوام عالم کے قائد بنے۔

یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ قوموں کو لافانی عظمت اس کے عظیم رجال ہی کے ذریعے میسر آتی ہے ــــــ اور اقوام کی شوکت کا اندازہ ان کے نامور افراد کے جلیل القدر مقامات ہی سے لگایا جاسکتا ہے ــــــ کوئی بھی قوم اپنی تاریخ اور اپنے اکابر کے حالات زندگی سے بے خبر رہ کر کامیابی وکامرانی کے زینے طے نہیں کرسکتی ــــــ یہی وجہ ہے کہ اکابر کے تذکروں کے مطالعہ کی اہمیت، بنیادی نظریات اور افکار کے مطالعہ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اس حقیقت کے علاوہ اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں نے مسلمان نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد کو دیکھا ہے کہ وہ تاریخ اسلام کی نابغہ روزگار شخصیات کے مطالعہ سے عاری ہیں ــــــ انہیں پتا ہی نہیں کہ ہمارے یکتائے زمانہ عظیم المرتبت آباؤ اجداد کے کارنامے کیا ہیں؟ ــــــ وہ اس لیے فتنے میں واقع ہوگئے کہ انہوں نے دوسری قوموں کی تاریخیں پڑھیں ــــــ انہوں نے اغیار کے نامور افراد کو پڑھا ــــــ جن کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق، اور کوئی رابطہ ہی نہیں ــــــ نتیجہ یہ نکلا کہ

Marfat.com

نوجوانوں کو دوسری قومیں عظیم دکھائی دینے لگی ——— اور عظمتوں کی معراج پر فائز مسلمان قوم حقیر دکھائی دینے لگی ——— صرف یہی نہیں، بلکہ انہوں نے جہالت اور سرکشی کی بنا پر امت مسلمہ کے نقائص اور کوتاہیاں گنوانا شروع کر دیا ——— اور الزام عائد کر دیا کہ یہ قوم تہذیب و تمدن میں بہت پیچھے رہ گئی ہے ——— مشہور مقولہ ہے کہ آدمی اس چیز کا دشمن ہوتا ہے، جسے نہیں جانتا۔

واقعہ یہ ہے کہ اس امت کو مجد و شرف، رفعت و سربلندی اور صحیح تہذیب کی وہ خصوصیات دی گئی ہیں جنہوں نے اسے تاریخ انسانیت کے طویل عرصے تک اقوام عالم کا رہبر و رہنما بنا دیا ——— ایسا کیوں ہوا؟ ——— وجہ یہ تھی کہ مختلف زمانوں اور ادوار میں ملت اسلامیہ کے عظیم الشان سپوتوں نے وہ درخشندہ اور لازوال کارنامے انجام دیئے، جن کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں ——— یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ (القرآن، ال عمران، ۳/۱۱۰)

"تم لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی امت سے بہتر ہو۔"

میں نے ملت اسلامیہ کی قیمتی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے، غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کے ان تابندہ کارناموں کا انتخاب کیا ہے ——— جو ہمارے لیے زندگی کی راہیں روشن کرتے ہیں ——— اور ہمیں خیر، ترقی اور کامیابی کا راستہ بتاتے ہیں ——— میں نے انہیں یکجا کر دیا ——— حواشی میں مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت کر دی ہے ——— ان واقعات کے چھپے ہوئے اسرار اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتوں اور نصیحتوں کی طشت از بام کر دیا ہے ——— اس طرح یہ کتاب تیار ہوگئی ——— اور اس کا نام تجویز کیا من نفحات الخلود (زندہ جاوید خوشبوئیں)

کوشش یہ کی کہ الفاظ آسان اور تراکیب سلیس اور شستہ ہوں ——— تاکہ

Marfat.com

پڑھنے والوں کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

قارئین کرام! ان درخشاں اور قابل صد فخر کارناموں کے مطالعہ کے دوران واضح طور پر محسوس کریں گے کہ یہ واقعی زندہ خوشبوئیں ہیں ــــــ کیونکہ ان میں روحانی بلندی' مقاصد کی برتری اور فکر کی عبقریت سب کچھ موجود ہے۔ اگر چہ ہم ان عظمت مآب شخصیتوں سے جسمانی اور روحانی طور پر ملاقات نہیں کر سکے ــــــ لیکن اس کتاب میں ان کی سیرت اور زندۂ و جاوید کارناموں کا مطالعہ تو کر ہی سکتے ہیں ــــــ وہ لوگ اپنی عبقریت کی بنا پر لافانی ہیں اور ان کی عظمتوں کے نقوش جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو چکے ہیں۔

یہ کتاب اس سے پہلے دو دفعہ چھپ چکی ہے ــــــ اور الحمدللہ! قبولیت اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے ــــــ تیسرا ایڈیشن قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہے اس ایڈیشن میں مزید اصلاح اور تصحیح، نیز ضبط اور بہتری کی کوشش کی گئی ہے ــــــ علاوہ ازیں آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کے حوالے بھی دے دیئے ہیں ــــــ تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور دقت نظری میں معاون ہو۔

عظیم ترین ہستی' اللہ کریم جل شانہ سے دعا ہے ــــــ اور اس کے نبی مکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے درخواست ہے ــــــ کہ میری اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے ــــــ اہل ایمان کو اس سے نفع عطا فرمائے ــــــ اور اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے ــــــ تاکہ میں اس کی بارگاہ میں پیکر اخلاص جماعت میں شامل کیا جاؤں۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔

''جس دن نہ مال کام آئے، نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا' سلامتی والا دل لے کر۔'' (القرآن، الشعراء، ۸۹۔۸۸)

۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مؤلف (دمشق)

Marfat.com

فیضانِ رسالت

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

ایک مجاہد کی داستان جرأت و استقامت جو مدرستہ الرسول ﷺ کے فیض سے مستنیر تھا۔

مسلم مجاہدین کا طریقہ تھا کہ یہ دشمنوں کے علاقوں کو رزمگاہ بناتے تھے —— ان کی جنگی سپرٹ کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں پسپا ہونا جانتے ہی نہ تھے —— بلکہ دشمن پر اتنا دباؤ ڈالتے کہ وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو جاتے —— اور اپنے خزانوں اور عورتوں کو بطور مال غنیمت چھوڑ جاتے —— حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روم کی جانب روانہ کیا —— ان میں ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی[1] رضی اللہ عنہ تھا —— جنگ میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ کبھی ایک ایک فریق کا پلڑا بھاری، کبھی دوسرے فریق کا —— اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صحابی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے —— اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا۔

جب جنگ ختم ہو گئی' اور اس کی تپش سرد پڑ گئی تو انہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے' شاہ روم ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا —— بادشاہ نے اپنے سامنے اعتماد بھرپور'

۱۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی قریشی رضی اللہ عنہ اوّلین سابقین صحابہ میں سے ہیں —— کہا جاتا ہے کہ آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے —— حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مصر میں آپ کا وصال ہوا —— اور اسی جگہ مقبرہ میں محوِ استراحت ابدی ہوئے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

بلند حوصلہ نوجوان کو دیکھا ـــــ جس کے چہرے پر کوئی ایسی جھلک نہ تھی‘ جو بادشاہ کے سامنے پیش ہونے والے قیدیوں کے چہروں پر ہوا کرتی ہے ـــــ وہاں عاجزی‘ بزدلی اور احساس کمتری کا نام ونشان تک نہ تھا ـــــ بادشاہ، سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ کی روحانی قوت وعظمت ـــــ دنیا سے بے نیازی اور ایمانی استقامت کے چرچے سن چکا تھا ـــــ جن کی بنا پر اسے صحابہ کرام کے دیکھنے کا شوق تھا ـــــ ایک نظر دیکھنے میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی دین سے محبت ـــــ ایمانی استقامت اور ساتھیوں کے لیے ایثار وقربانی کے معیار کو پرکھا جائے۔

بادشاہ نے پیش کش کی‘ عبد اللہ! تم عیسائیت قبول کر لو ـــــ میں تمہیں اپنی حکومت میں شریک بناؤں گا، اور تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا ـــــ اس کا خیال تھا کہ میں بھاری قیمت ادا کر کے حضور ﷺ کے ایک شاگرد کا ضمیر خرید لوں گا ـــــ لیکن اس کا تیر نشانے پر نہ بیٹھ سکا ـــــ اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آدھی بادشاہی، بلکہ دنیا بھر کی دولت کے عوض اپنے وایمان کا سودا کرنے سے انکار کر دیا ـــــ اور واقعی ایمان جس کی رگ وپے میں سرایت کر چکا ہو ـــــ اور جو شخص تمام دنیا کو پس پشت ڈال چکا ـــــ وہ ہرگز اپنا دین وایمان بیچنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے سر کے اشارے سے نفی میں جواب دیا ـــــ یہ نفی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی کا نتیجہ تھی ـــــ جس میں ہر معبود کی نفی کر کے ایک خدا کی تصدیق ہے ـــــ جو ہر شے پر قادر ہے ہر شے کی چابی، اسی کے دست قدرت میں ہے ـــــ وہی عزت وذلت دینے والا ہے ـــــ تمام بندوں کے دل اور چوٹیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں ـــــ وہ جدھر چاہتا اور پسند فرماتا ہے ـــــ پھیر دیتا ہے۔

بادشاہ نے جب ان کی عظمت نفس اور پاکیزہ وبلند روح کی ایک جھلک دیکھی،

Marfat.com

تو وہ پیش کش کی بجائے دھمکی پر اتر آیا ـــــ اور حکم دیا کہ انہیں ایک بلند دیوار پر کھڑا کر کے سولی پر چڑھایا جائے ـــــ اور ان پر اس قدر تیر برسائے جائیں، کہ ان کی روح قفس عنصری کی طرف پرواز کر جائے ـــــ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے ـــــ نہ زبان سے پریشانی کا کوئی جملہ نکلا، اور نہ دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوا ـــــ ان کے ہونٹوں پر ایک دل نواز مسکراہٹ کھیل رہی تھی ـــــ ان کے چہرے پر دائی زندگی کی چمک جلوہ گر تھی ـــــ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے محبوب کو بڑی محویت سے دیکھ رہے ہوں ـــــ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اطمینان وسکون اور ثابت قدمی کو دیکھ کر بادشاہ کا خون کھول اٹھا ـــــ اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ میں انہیں ایسا عذاب دوں گا جو آج تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

بادشاہ کے حکم پر بہت بڑے کڑھاؤ میں پانی ڈال کر اس کے نیچے آلاؤ روشن کر دیا گیا ـــــ جب پانی خوب اچھی طرح کھول اٹھا تو ایک مسلمان قیدی کو لایا گیا ـــــ اور اسے وہی پیش کش کی گئی، جو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کی گئی تھی ـــــ انہوں نے صاف انکار کر دیا' اور فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں زندہ رہنے کی بجائے' راہِ خدا میں موت کو ترجیح دیتا ہوں ـــــ اور آخرت میں جہنم کے بدلے دنیا کا جہنم قبول کرتا ہوں ـــــ بادشاہ کا اشارہ ملتے ہی انہیں اٹھا کر کڑھاؤ میں ڈال دیا گیا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب انہیں کڑھاؤ میں ڈالا گیا تو میں آنکھ کے کنارے سے انہیں دیکھ رہا تھا ـــــ بخدا! چند لمحے گزرے ہوں گے کہ کڑھاؤ کے اوپر ان کی ہڈیاں تیرتی ہوئی دکھائی دینے لگیں ـــــ باقی جسم پانی میں اس طرح حل ہو گیا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

بادشاہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا ـــــ اس کا خیال تھا کہ یہ منظر دیکھ کر ان کا دل پارہ پارہ ہو چکا ہوگا ـــــ اور دوسرے لوگوں کی طرح موت

Marfat.com

کا خوف و ہراس انہیں اپنی لپیٹ میں لے چکا ہوگا۔

بادشاہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ——— یا تو عیسائیت اختیار کرلو یا کڑھاؤ میں اپنے بھائی کے پاس پہنچنے کے لیے تیار ہو جاؤ ——— لیکن ان کے عزم اور حوصلہ میں ذرہ برابر فرق نہ آیا ——— نہ ہی تردد دامن گیر ہوا ——— وہ پہاڑ کی چٹان کی طرح کھڑے تھے ——— خوف اور دہشت کی پرچھائیں تک' ان کے چہرے پر نہ تھی ——— بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھی کی طرح انہیں بھی اٹھا کر کڑھاؤ میں ڈال دیا جائے۔

جب انہیں کڑھاؤ کے قریب پہنچایا گیا تو ساون بھادوں کی گھٹا کی طرح آپ کے اشکوں کی جھڑی لگ گئی ——— یہ دیکھ کر بادشاہ کا دل باغ باغ ہو گیا، وہ سمجھا کہ میرا مقصد پورا ہو گیا ——— اس نے کہا، انہیں میرے پاس لاؤ ——— استہزاء اور تمسخر کے انداز میں گویا ہوا۔

عبد اللہ! تم کیوں رو دیئے؟ ——— کیا بیوی کی محبت نے تمہیں اشکبار کر دیا؟ یا بیٹوں اور بیٹیوں کے فراق پر پژمردہ ہو گئے ہو؟
——— یا عنقریب دنیا کے چھوڑ جانے پر تمہارا دل بھر آیا ہے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے آنسوؤں کو پونچھا اور ایسا جواب دیا' جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لئے اپنے صفحات میں محفوظ کر دیا ——— اور وہ جواب بعد میں آنے والے جیالوں کے لئے مشعل راہ بن گیا۔

انہوں نے فرمایا:

اے شاہ روم! خدائے برتر کی قسم! میں بیوی بچوں اور دنیا یا وطن کی یاد میں نہیں رویا ——— مجھے تو اس پر رونا آرہا ہے کہ میری ایک ہی جان ہے ——— جو اس کھولتے ہوئے پانی کی بھینٹ چڑھ جائے

Marfat.com

گی —— کاش! میری ایک لاکھ جانیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسی طرح قربان ہو جاتیں —— میری آنکھوں کے اشک فشاں ہونے کا یہی ایک سبب ہے۔

بادشاہ نے جب ایک مومن کامل کے دل کی یہ آواز سنی —— وہ دل جو ایمان' پاکدامنی اور استقامت سے لبریز تھا —— تو اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں بجلی کی رو دوڑ گئی ہے' اور اس کے حواس پر چھا گئی ہے —— اس کے دل سے سطوتِ شاہی کا غرور حرف غلط کی طرح مٹ گیا —— اس نے نوجوان کو انتہائی بلندیوں پر فائز پایا —— اور اس کے دل نے گواہی دی کہ میں ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر اور حقیر ہوں۔

اس نے نگاہ اٹھا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قید و بند میں جکڑے ہوئے دیکھا —— اور جب نگاہیں چار ہوئیں' تو اسے اپنے سامنے' آسمانی فرشتہ کھڑا دکھائی دیا' جس کی نگاہوں میں شاہانہ رعب اور جلال تھا —— جو حکم دینا جانتا ہے' اور اسے حکم نہیں دیا جا سکتا —— وہ تعمیل کرنا نہیں جانتا —— وہ اس لائق ہے کہ اس کی تعمیل کی جائے —— اس کے خائب و خاسر اور برائی کا حکم دینے والے نفس میں اچانک ہی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ وہ اس پاکیزہ اور پیکر اطمینان ذات کا قرب حاصل کرے —— اور اس کے ساتھ روحانی تعلقات قائم کرے —— ممکن ہے' اس کے قرب اور تعلق سے کوئی فائدہ حاصل ہو جائے۔

بادشاہ نے کہا' عبداللہ! کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تم میرے سر کو بوسہ دے دو؟ اس شرط پر کہ میں تمہیں رہا کر دوں گا —— اور تم جہاں جانا چاہو گے' آزادانہ جا سکو گے —— اس کی سوچ یہ تھی کہ میری یہ معمولی سی خواہش ضرور پوری کر دی جائے گی —— اور کون نہیں چاہے گا کہ ایک غضب ناک' اور با اختیار بادشاہ کی پیشانی

Marfat.com

پر بوسہ دے کر طے شدہ خوف ناک موت سے رہائی پالے —— لیکن چشمۂ اسلام کے آبِ زلال سے سیراب' اور سچی قربانی کے شوق سے سرشار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے عظیم اور بلند، دل و دماغ نے اس خیال ہی کو جھٹک دیا —— کہ وہ تنہا رہا ہو کر عیش و راحت کی زندگی بسر کریں —— اور ان کے دینی بھائی قید و بند میں جکڑے ہوئے شدید مشقت جھیلتے رہیں۔

بادشاہ جواب کا منتظر تھا اور یہ شوق اس کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا —— کہ کب میری پیشانی پر بوسے کی مہر ثبت کی جاتی ہے؟ اور اس بہانے ایک تو میرے حکم کی تعمیل ہو جائے گی —— دوسرا اس عظیم انسان کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کمال مہارت و بے نیازی سے فرمایا —— کیا اس طرح تم مجھے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو گے؟

بادشاہ کے دل میں ان کی عظمت پہلے سے کہیں زیادہ نقش ہو گئی اور ان کا جواب سن کر سکتے میں آ گیا —— دل ہی دل میں کہنے لگا' کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے —— یہ تو کوئی آسمانی فرشتہ ہے۔

اور حقیقت یہ تھی کہ ایمان کی قوت نے ایک قیدی کو شاہی مقام پر کھڑا کر دیا تھا —— جہاں وہ حکم دے رہا تھا —— اور مدمقابل طاغوتی قوت کے مالک' بادشاہ کو ایک معمولی غلام کی جگہ لا کھڑا کیا تھا۔

بادشاہ نے کہا' ہاں! تم بھی آزاد ہو گے اور تمام مسلمان قیدی بھی رہا کر دیئے جائیں گے —— اور اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس سے بادشاہی کا مطالبہ بھی کرتے تو وہ بخوشی اس حکم کی تعمیل کر گزرتا —— گویا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایثار و قربانی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کامل اعتماد کی بدولت —— بادشاہ سے لباسِ شاہی چھین کر اسے غلامی کا لبادہ پہنا دیا تھا —— تب' حضرت عبداللہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کی پیشانی پر بوسہ ثبت کر دیا —— بادشاہ کی دلی مراد بھر آئی —— اسے یوں محسوس ہوا کہ دنیا بھر کی مسرتیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں میں سمٹ آئی ہیں —— اور انہوں نے وہ مسرتیں' سراپا اشتیاق بادشاہ کے ماتھے کا جھومر بنا دی ہیں۔

بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا——

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسرت سے سرشار' اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگلوں اور بیابانوں کو برق رفتاری سے طے کرتے ہوئے —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتہائی مسرت کے ساتھ اٹھ کر ان کا استقبال کیا —— اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا:

''مسلمانوں کا حق ہے کہ عبداللہ کے سر کو بوسہ دیں۔''

یہ وہ طالب علم ہیں جو مدینہ طیبہ کے دارالعلوم ''صفہ'' سے فیض یاب ہوئے' اور ایمان کے چشمۂ صافی سے سیراب ہوئے —— تاریخ نے اپنے نورانی صفحات میں ان کا سنہری تذکرہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا —— وہ آنے والی نسلوں کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں —— انہوں نے سچی قربانی کے شیدائیوں کے لیے راستہ ہموار کر دیا' اور جوانوں کے دلوں میں ایمان صادق کے بیج بو دیئے —— وہ ایمان جو منفعت اور ریاکاری کی آلائشوں سے پاک ہے —— یہ برکت ہے ان کے سچے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد کی —— رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بنتِ صدیق اکبر

ہمت و جرأت کی پیکر صحابیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء[1] رضی اللہ عنہا دیندار، دانش و فصاحت کی مالک اور خوددار صحابیہ تھیں ——— انہوں نے اپنے لختِ جگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اس طرح پرورش کی کہ انہیں قوت، ذکاوت اور شجاعت کا پیکر بنادیا ——— اوران کی شہادت کے وقت حیرت انگیز استقامت کا مظاہرہ کیا۔

حجاج بن یوسف[2] نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے لیے ایک لشکر

۱۔ حضرت اسماء تیمیہ رضی اللہ عنہا پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سے تھیں ——— سترہ حضرات کے بعد مکۂ معظمہ میں ایمان لائیں ——— حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا ——— ہجرت کے وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے شکم اطہر میں تھے ——— آپ کا لقب 'ذات النطاقین' ہے ——— یہ لقب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے ——— کیونکہ جب آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ——— اسے باندھنے کے لیے کسی کپڑے کی ضرورت تھی، انہوں نے اپنا پٹکا دو حصوں میں تقسیم کرکے، ایک حصے سے دسترخوان باندھ دیا اور دوسرے کو پٹکا بنالیا ——— آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی ——— ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں ——— اور اپنے صاحبزادے کی شہادت تک زندہ رہیں ——— اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد وفات پاگئیں ——— ان کی عمر شریف سو سال تھی ——— اس کے باوجود نہ کوئی دانت گرا، اور نہ ہی ان کی عقل میں کچھ فرق آیا ——— ۱۲۔ ''اصابہ'' بتصرف

۲۔ ابو محمد حجاج بن یوسف بن الحکم ثقفی، عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا ——— اسی طرح بعد میں ولید بن عبدالملک کا گورنر رہا ——— یہاں تک کہ مرگیا ——— خونریزی میں شہرہ آفاق تھا ——— اس نے بہت سے علماء کو شہید کیا ——— جن میں حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ عنہ بھی تھے ——— اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری پیدا ہوئی، جس نے اسے بالکل کھوکھلا کر کے رکھ دیا ——— ۱۲ رمضان المبارک ۹۹ھ میں فوت ہوا۔

Marfat.com

بھیجا، جس نے مکہ معظمہ کا محاصرہ کرلیا، اور جبل ابوقیس پر منجنیقیں نصب کردیں، جن سے اہل مکہ پر سنگ باری کی جاتی تھی ـــــ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مردانہ وار، حجاج کے لشکر کے ساتھ نبرد آزما ہوئے ـــــ یہاں تک کہ آپ کے ساتھی ایک ایک کر کے شہید یا روپوش ہو گئے اور آپ تنہا رہ گئے ـــــ آپ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر مصروف نماز ہو گئے ـــــ حجاج کے لشکریوں نے بیت اللہ شریف پر پتھر برسانے شروع کر دیے ـــــ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو تن تنہا تلوار لے کر باہر نکل آئے اور لشکر پر ٹوٹ پڑے ـــــ سخت جنگ کے بعد سب لشکری بھاگ گئے ـــــ آپ والدۂ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ اس وقت وہ بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہی تھیں اور اُن کی بینائی زائل ہو چکی تھی ـــــ عبداللہ نے عرض کیا:

> ''والدہ محترمہ! آپ کا کیا حکم ہے؟ ـــــ میرے تمام ساتھی مجھے چھوڑ کر جا چکے ہیں، اور میں تنہا رہ گیا ہوں ـــــ دشمن نے مجھے امان دینے کی پیش کش کی ہے''۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

> ''میری رائے یہ ہے کہ تو شہادت کی عزت حاصل کر، اور ایک کمینے فاسق کی پیروی اختیار نہ کر ـــــ تیرے دن کا آخری حصہ، پہلے حصے سے زیادہ باعزت ہونا چاہیے''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> ''مجھے خوف ہے کہ وہ میری موت کے بعد، میری ناک اور کان کاٹ دیں گے ـــــ اور میری لاش کی بے حرمتی کریں گے''۔

حوصلہ مند ماں نے کہا:

Marfat.com

"دنبہ جب ذبح ہو جائے تو اسے کھال اتارنے کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے والدہ کے سر کو بوسہ دیا، اور ماں نے اپنے لختِ جگر کو آخری بار سینے سے لگا کر رخصت کر دیا—— حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے—— اور منبر پر کھڑے ہو کر، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنے ساتھیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"موت کے بادل تمہارے سروں پر منڈلا رہے ہیں—— اور موت تمہارے ہاں قیام کرنے کے لیے ارد گرد چکر لگا رہی ہے—— تم اپنی تلواروں کا ہدف مقرر کر لو، اور صبر کو اپنا دست و بازو بنا لو"۔

یہ کہتے ہی تن تنہا دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، اور انہیں دھکیلتے ہوئے حرم شریف سے باہر نکال دیا—— پھر مقابلہ کرتے ہوئے ان کے درمیان پہنچ گئے—— جب وہ مل کر حملہ آور ہوتے، تو اس قدر شدید جوابی کاروائی کرتے کہ وہ منتشر ہو جاتے—— یہاں تک کہ آپ کا جسم زخموں سے چور ہو گیا—— منجنیق کا ایک پتھر آپ کی پیشانی پر لگا، اور آپ زمین پر آ رہے—— دشمن آگے بڑھے—— اور آپ کو شہید کر کے بیت اللہ کی دیوار پر سولی چڑھا دیا۔

حجاج نے کہا:

"انہیں اس طرح سولی پر لٹکا ہوا رہنے دو—— میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کی والدہ یہ منظر دیکھ کر کیا کہتی ہیں؟"——

اس کا خیال تھا کہ وہ دوسری ماؤں کی طرح روئیں گی، بین کریں گی——

Marfat.com

شدتِ غم سے بیتاب ہو کر، اپنے منہ پر طمانچے ماریں گی ——— اور اپنا گریبان پھاڑیں گی ——— وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی عورت کمال صبر کا مظاہرہ کر سکتی ہے ——— اور اس کے جسم میں شیر مردوں جیسی روح بھی ہو سکتی ہے۔

جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبہ معظمہ کی طرف سے گزریں اور مردوں کے سروں کے اوپر سے اپنے بیٹے کو سولی پر چڑھے ہوئے دیکھا ——— تو انہوں نے شیروں کی ایک جماعت کو جنم دینے والی ماں کی طرح گفتگو کی ——— بیٹے کی شہادت کا ان کے حواس پر کوئی اثر نہ تھا ——— انہیں یقین تھا کہ میرے بیٹے نے حق کی حمایت میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے ——— اور وہ حق پر ثابت قدم رہ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا:

اَمَا آنَ لِهٰذَا الْفَارِسِ اَنْ يَّتَرَجَّلَ۔

''کیا اس شہسوار کے پیدل چلنے کا وقت نہیں آیا؟''

حجاج کو یہ اطلاع ملی تو وہ ششدر رہ گیا اور حکم دیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسد عنصری کو دفن کر دیا جائے ——— یہ روح فرسا واقعہ ۷۴ھ میں پیش آیا ——— رضی اللہ عنہا۔

یہ بارگاہ رسالت کی فیض یافتہ طالبہ ہیں، جنہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جیسے شیروں کو جنم دیا ——— اپنے ایمان کی صداقت سے آنے والی ماؤں کے لیے عزت و خودداری کی راہیں کھول دیں ——— اور دنیا والوں کو استقامت اور عظمتِ انسانی کا درس دیا۔

انہوں نے تاریخ کے صفحات میں ایماندار عورت کا وقار بلند کیا ——— اور اپنے آپ کو بہت سے مردوں سے بلند ثابت کر دکھایا ——— آج کی تہذیب و ثقافت کی دلدادہ عورت اور حضرت اسماء و خنساء کا تقابل کیا جائے ——— تو ان میں زمین و آسمان کا

Marfat.com

فرق دکھائی دے گا، سچ ہے کہ:

اِذَا کَانَ النِّسَاءُ کَمَنْ فَقَدْنَا

لَفُضِّلَتِ النِّسَآءُ عَلَی الرِّجَالِ

''اگر تمام عورتیں ایسی ہی ہوں جیسی ہم کھو چکے ہیں تو عورتیں بہت سے مردوں پر سبقت لے جائیں گی''۔

--------✿--------

Marfat.com

تاریخ کے جھروکوں سے

انوکھا شہسوار

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ماں کا سر چوما اور دشمن پر حملہ کی اجازت طلب کی۔ ماں نے بیٹے کو گلے لگایا تو زرہ پر ہاتھ لگا—— ماں نے زرہ اتارنے اور معمولی کپڑے پہن کر لڑائی پر جانے کے لیے کہا—— بیٹے نے زرہ وہیں پھینک دی اور آستین چڑھا کر ہاتھ میں تلوار لے کر دشمن کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ شامی فوج کے کئی افراد مارے گئے مگر کسی کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی جرات نہ ہوئی، حجاج بذات خود لڑائی کے لیے آگے آیا، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علم بردار کو گھیرے میں لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کو پیچھے دھکیل دیا اور علم بردار کو آزاد کرالیا پھر خانہ کعبہ کے رو برو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ شامی فوج نے خانہ کعبہ کے تمام دروازوں اور صفا مروہ پر قبضہ کر لیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کرنے کے بعد صفا کی جانب سے حملہ کیا، اور کئی افراد کو قتل کیا۔ ان کے تمام ساتھی ختم ہو چکے تھے۔ وہ خود بھی زخمی تھے ان کے جسم پر بے شمار زخم تھے۔ آخر ماہ جمادی ثانیہ ۷۳ھ آنحضرت کا نوعمر صحابی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نواسہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا بیٹا اس زمانے کا عظیم بہادر شہید کر دیا گیا۔ شامیوں نے ان کا سر کاٹ لیا جو خلیفہ عبدالملک بن مروان کو بھیج دیا گیا۔ لاش کو مقام حجون میں

Marfat.com

سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کے سر کو خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکا دیا گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی لاش دفن کرنے کی اجازت مانگی مگر حجاج بن یوسف نے انکار کر دیا۔ ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا گزر مقام حجون میں سے ہوا، تو فرمانے لگیں: ''ابھی یہ شہسوار سواری سے نہیں اترا'' پھر خلیفہ عبدالملک بن مروان نے لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔ جس کے چند دن بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی فوت ہو گئیں۔

(نوائے وقت شمارہ یکم مارچ ۱۹۸۶ء)

Marfat.com

اسلامی عدل کی درخشندہ مثال

آل جفنہ کے بادشاہ، جبلہ ابن ایہم غسانی نے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر، باریابی کی اجازت طلب کی ــــ آپ نے اجازت عطا فرمائی تو وہ اپنے پانچ سو اعزہ واقرباء کے ہمراہ عازم مدینہ منورہ ہوا ــــ جب دو منزل کا فاصلہ رہ گیا، تو اس نے اپنی آمد کی تحریری اطلاع بھجوائی ــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور چند حضرات کو اس کے استقبال کے لیے بھجوایا ــــ اور اس کے شایانِ شان مہمانی کے انتظامات کا حکم صادر فرمایا ــــ جبلہ کے حکم پر اس کے ایک سو ساتھیوں نے ہتھیار اور ریشمی لباس زیب تن کیے ــــ ایسے گھوڑوں پر سوار ہوئے جن کی دمیں آرائشی انداز میں باندھی گئی تھیں ــــ اور ان کے کانوں میں سونے اور چاندی کے زیور پہنائے گئے تھے ــــ خود جبلہ نے ایک تاج پہنا جس میں قیمتی موتی اور چھلے جڑے ہوئے تھے ــــ جب وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، تو نوعمر بچیاں اور عمر رسیدہ عورتیں اس کی سج دھج دیکھنے کے لیے نکل آئیں ــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خوش آمدید کہا، لطف و کرم سے نوازا، اور اپنے پاس بٹھا کر عزت افزائی فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے، تو جبلہ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ــــ مکہ معظمہ میں خاصا رش تھا ــــ طواف کے دوران بنو فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں اس کے تہ بند پر آگیا ــــ جس سے اس کا تہ بند ڈھیلا ہوگیا ــــ جبلہ نے

Marfat.com

پلٹ کر اسے اس زور کا تھپڑ رسید کیا کہ اس کے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ـــــ اس شخص نے بارگاہ فاروقی میں مقدمہ دائر کر دیا ـــــ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو بلایا، اور فرمایا: ''یہ کیا کیا؟''

جبلہ: ''امیر المومنین! اس شخص نے دانستہ میرے تہ بند پر پاؤں رکھا تھا ـــــ اگر کعبہ شریف کی عزت وحرمت کا پاس نہ ہوتا، تو میں تلوار سے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیتا۔

حضرت عمر: اب جب کہ تم اقرار کر چکے ہو، تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس سے معافی مانگو ـــــ بصورت دیگر تم سے قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ: وہ کیسے؟

حضرت عمر: میں اسے حکم دوں گا کہ تمہاری ناک توڑ دے ـــــ جس طرح تم نے اس کی ناک توڑی ہے۔

جبلہ: امیر المؤمنین! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ـــــ جب کہ میں بادشاہ ہوں اور وہ عام آدمی ہے۔

حضرت عمر: اسلام نے تمہیں اور اسے یک جا کر دیا ہے ـــــ تمہیں اس پر صرف تقویٰ و پرہیزگاری، اور بھلائی میں ہی فضیلت ہوسکتی ہے ـــــ اس کے علاوہ کوئی فضیلت نہیں ہے۔

جبلہ: امیر المؤمنین! میرا خیال تو یہ تھا کہ جاہلیت کے مقابلے میں اسلام میں مجھے زیادہ عزت ملے گی۔

حضرت عمر: اس بات کو چھوڑو ـــــ اس وقت دو ہی راستے ہیں، یا

Marfat.com

تو اس سے معافی مانگ کر اسے راضی کرلو —— ورنہ مجھے تم سے قصاص لینا پڑے گا۔

جبلہ: پھر تو میں عیسائیت کو ترجیح دوں گا۔

حضرت عمر: اب اگر تم عیسائیت اختیار کرو گے تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی —— کیونکہ تم مسلمان ہو چکے ہو، اور اسلام لانے کے بعد مرتد ہونے کی سزا قتل ہے۔

جبلہ، حضرت عمر کے اٹل فیصلے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ:

''مجھے غور وفکر کے لیے ایک رات کی مہلت دیجئے''۔

جبلہ اور اس اعرابی کے قبیلے کے بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جمع تھے —— قریب تھا کہ آپس میں تصادم ہو جاتا —— اتنے میں شام ہوگئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہجوم منتشر ہوگیا —— جب لوگ آرام سے سو رہے تھے —— جبلہ اپنے ساتھیوں سمیت شام کی طرف بھاگ گیا —— صبح ہوئی تو مکۂ معظمہ میں ان کا ایک فرد بھی موجود نہ تھا —— شام پہنچ کر جبلہ اپنے پانچ سو ساتھیوں کو لے کر استنبول پہنچا —— اور شاہ روم ہرقل کے پاس جا کر عیسائیت کا اعلان کر دیا —— ہرقل اس بات سے بہت خوش ہوا، اور اُس نے اس واقعہ کو اپنی فتح قرار دیا —— جبلہ کو منہ مانگا انعام دیا، اس کی پسند کے مطابق خطۂ زمین بھی اس کے نام کر دیا اور اسے اپنا خصوصی ہم نشین بنالیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے —— اس طیب و طاہر اور مقدس روح پر رحمت و رضوان کی برکھا برسائے —— جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

Marfat.com

کسی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی تھی ـــــ انہوں نے ایک نادار، فقیر اور عامی بدوی کے لیے جاہ و حشمت کے مالک، بادشاہ سے قصاص لینے کا فیصلہ فرمادیا ـــــ جبلہ اور اس کے ساتھیوں کی مرضی معلوم نہیں کی ـــــ وہ دنیا پر یہ واضح کردینا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام انسان یکساں ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ سب کا مالک اور سب اس کے بندے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی سے کسی ایک کو دوسرے پر برتری حاصل ہوسکتی ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی صرف تقویٰ و پرہیزگاری کی بدولت ہی میسر ہوسکتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے حکمرانوں کو سختی سے عدل و انصاف کا حکم دے رکھا تھا ـــــ اور انسانوں کے درمیان پائے جانے والے مادی امتیازات کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا تھا ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر صحیح طور پر کاربند تھے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ۔

(القرآن، الحجرات ۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و زن سے پیدا کیا، اور تمہیں شناخت کے لیے گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ـــــ بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے''۔

Marfat.com

سلطان العلماء

مصر میں اعلان ہوتا ہے:

> ''لوگو! تمہارے حکمران تمہارے غلام اور مملوک ہیں، وہ حکمرانی کے قابل نہیں ہیں ـــــ ان کی نہ تو خرید و فروخت صحیح ہے اور نہ ہی ان کا کوئی تصرف اور نکاح درست ہے ـــــ جب تک انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع نہیں کرا دی جاتی ـــــ اور اس کے بعد انہیں آزاد نہیں کر دیا جاتا''۔

دمشق کے عالم اور قاضی، جامع بنو اُمیہ کے خطیب، بلکہ اس دور میں عالم اسلام کے عظیم ترین عالم دین ـــــ سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام[1] نے یہ فتویٰ صادر کیا ـــــ جنہیں اللہ تعالیٰ نے فصیح و بلیغ زبان کے ساتھ ساتھ دانش و حکمت سے معمور دل اور نورانی روح بھی عطا فرمائی تھی ـــــ نیز انہیں حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے حوصلے سے سرشار فرمایا تھا۔

جوں ہی اس فتوے کا چرچا ہوا، نظامِ مملکت اور قوانینِ سلطنت درہم برہم ہو گئے اور حکام کے فیصلے اپنا اثر و نفوذ کھو بیٹھے ـــــ عوام الناس حیران تھے کہ کیا کریں؟

۱۔ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام مصر کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے انہوں نے دیکھا کہ ترکی غلام اتنا اثر رسوخ حاصل کر گئے ہیں کہ اراکین سلطنت بن گئے ہیں، یہاں تک کہ نائب سلطان بھی غلام ہے اس لئے انہوں نے فتویٰ جاری کیا کہ جب تک انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا کر انہیں شرعی طریقے سے آزاد نہ کیا جائے ان کا کوئی تصرف جائز نہیں، اس فتوے نے ایک تہلکہ مچا دیا، اراکین سلطنت، نائب سلطان یہاں تک کہ خود بادشاہ نجم الدین ایوب نے دباؤ ڈالا کہ اپنا فتویٰ واپس لیں، لیکن انہوں نے فتوے پر عمل درآمد کروا کر ہی دم لیا۔۱۲ صور من ابتلاء العلماء از وحید عبدالسلام بالی (طبع دار الایمان، اسکندریہ، مصر صفحہ ۶۲۔۶۱)

Marfat.com

—— اور حکمرانوں کی یہ حالت تھی کہ کوئی ان کے حکم کی تعمیل ہی نہیں کرتا تھا—— یہ اطلاع نائب سلطنت کو پہنچی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا—— سوچ بچار کے بعد امراءِ سلطنت کی میٹنگ طلب کی اور باہمی صلاح مشورے کے بعد طے کیا کہ شیخ کو بلا کر جواب طلبی کی جائے—— شیخ تشریف لا کر بھرے مجمع میں بیٹھ گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ: ''آپ نے ہمارے بارے میں کیا فتویٰ دیا ہے؟''

شیخ ان کے اجتماع سے قطعاً مرعوب نہیں ہوئے—— بلکہ ان کی پرواہ تک نہیں کی—— وہ ایک ایسے پہاڑ کی طرح دکھائی دے رہے تھے، جسے بڑے سے بڑا طوفان جنبش بھی نہیں دے سکتا—— انہوں نے پرسکون اور بااعتماد انداز میں فرمایا:

> ''میرے نزدیک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تم سب غلام ہو، اور اسلامی بیت المال کی ملکیت ہو—— شرعی طور پر تمہارے تصرفات صحیح نہیں ہیں—— کیونکہ غلام اپنے مولا کی اجازت کے بغیر کوئی تصرّف نہیں کر سکتا—— اور اس کا کوئی حکم اس کے آقا پر نہیں چل سکتا—— اس لیے میں نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ تمہیں فروخت کیا جائے اور تمہاری قیمت بیت المال میں جمع کرائی جائے—— اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اور تمام علماء پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے''۔

اراکین سلطنت نے پوچھا:

> ''آپ کے فتوے سے خلاصی کی کیا صورت ہے''؟

شیخ نے فرمایا:

> ''تمہارے لیے ایک بورڈ مقرر کیا جائے گا جو تمہیں فروخت کرنے کا اعلان کرے گا—— تمہیں بیچ کر قیمت بیت المال میں داخل کرائی جائے گی—— پھر تمہیں شرعی طریقے سے آزادی حاصل

Marfat.com

ہوگی، تب تمہارے تصرفات صحیح ہوں گے ـــــ اور شریعتِ مطہرہ
کے صحیح طریقے کے مطابق تمہارے احکام قابل عمل ہوں گے"۔

شیخ کی گفتگو کیا تھی؟ ـــــ ایک آسمانی بجلی تھی جس نے ان کے کانوں کے پردے پھاڑ دیے اور ان کے جسموں پر لرزہ طاری کر دیا ـــــ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف استفہامی انداز میں دیکھا کہ "اب کیا کیا جائے؟" ـــــ شیخ خاموشی سے سر جھکائے ان کی سرگوشیاں سُن رہے تھے ـــــ انہوں نے عمائد ینِ حکومت سے پوچھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی کہ "تمہارا کیا خیال ہے؟" ـــــ شیخ کی ہیبت اور روحانی قوت ان کے دل و دماغ پر چھا گئی اور انہیں کچھ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی ـــــ البتہ! انہوں نے یہ معاملہ بادشاہِ وقت کے سامنے پیش کر دیا ـــــ اور فریاد کی کہ: "شیخ نے ہم پر بڑی زیادتی کی ہے اور یہ فتویٰ سراسر ظالمانہ ہے"۔

بادشاہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ حکومت کے ذمہ دار افراد پر بڑی زیادتی کی گئی ہے ـــــ اس نے شیخ کو طلب کیا اور تقاضا کیا کہ اپنا فتویٰ واپس لیں ـــــ شیخ نے فتویٰ واپس لینے سے واشگاف الفاظ میں انکار کر دیا ـــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء پر ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ شاہانِ وقت اور اُمراءِ دولت کے سامنے کُھل کر حق کا اظہار کریں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کی ملامت سے متاثر نہ ہوں۔

بادشاہ نے زیادہ زور دیا اور دھمکی آمیز گفتگو پر اُتر آیا تو شیخ بھی اپنے موقف پر ڈٹ گئے اور بادشاہ کے عتاب کو کوئی وقعت نہ دی ـــــ بلکہ جلال میں آ کر فیصلہ کیا کہ:

"میں اس شہر میں نہیں رہ سکتا، جہاں کا بادشاہ ظالم ہو ـــــ اور اس کے
بُرے امراء و وزراء باطل سے کنارہ کش ہونے کے لیے تیار نہ ہوں"۔

شیخ نے اپنا ضروری ساز و سامان ایک گدھے پر لادا ـــــ اور اپنے اہل و

Marfat.com

عیال کو کرائے کی سواریوں پر سوار کیا، اور خود ان کے پیچھے پیدل چل پڑے ---- ارادہ یہ تھا کہ قاہرہ کو چھوڑ کر اپنے پیدائشی وطن شام چلے جائیں گے ---- انہوں نے ذِلّت و رسوائی کے ساتھ قیام پذیر ہونے کی بجائے مشقت اور مصیبت سے پُر ہجرت کی شرافت اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے دین کے لیے دُنیا ---- اور دار بقا کے لیے دار فنا کو قربان کر دینے کا عزم کرلیا تھا۔

لیکن وہ زندہ قوم جس کے دل کی گہرائیوں میں مخلص علماء کی محبت جاگزیں تھی ---- جو ان کے احکام کو دل و جان سے قبول کرتی تھی ---- اور جو ان کے مقام کو اپنی قابل فخر تاریخ میں محفوظ کرنا جانتی تھی ---- اس قوم کے جیالوں نے گوارہ نہ کیا کہ علم و فضل، پاک دامنی اور شجاعت، اخلاص اور خودداری اپنے وطن سے یوں رخصت ہو جائے ---- اور ہم بے جان جسم کی طرح اکیلے ہی پڑے رہیں ---- اس قوم کے علماء، تاجر، عورتیں، بچے اور مرد، سب کے سب شیخ کے پیچھے پیچھے چل پڑے ---- اور یہ تہیہ کرلیا کہ جہاں شیخ جائیں گے، وہیں ہم بھی جائیں گے اور جہاں شیخ قیام کریں گے، ہم بھی وہیں رہیں گے ---- سارے کا سارا شہر خالی ہوگیا ---- صرف چند عورتیں اور بچے باقی رہ گئے جو اپنا ساز و سامان سمیٹ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس پہنچنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ، لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتے ہیں ---- دلوں پر تو وہ لوگ حکومت کرتے ہیں جو صحیح معنوں میں عالم ہوتے ہیں ---- جسموں اور دلوں پر حکومت کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

بادشاہ کو بھی اطلاع مل گئی کہ شیخ ترک وطن کر کے جا رہے ہیں ---- اور تمام آبادی ان کے پیچھے روانہ ہو چکی ہے ---- بادشاہ کو بتایا گیا کہ:

Marfat.com

''شہر میں ایک فرد بھی باقی نہیں رہا ـــــ سب لوگ شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہجرت کر گئے ہیں ـــــ اب آپ کس پر حکم چلائیں گے؟ ـــــ جو فیصلہ کرنا ہے فوری طور پر کیجئے''۔

بادشاہ لرز گیا، اسے اپنی ذات بڑی حقیر معلوم ہوئی ـــــ اسے اپنا خوفناک انجام سامنے دکھائی دینے لگا ـــــ اس کے اکثر و بیشتر نوکر چاکر شیخ کے ہمراہ جا چکے تھے ـــــ بادشاہ بلا تاخیر سوار ہوا اور بچے کھچے خدام کو ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں جا پہنچا ـــــ اور بہت دیر تک منت سماجت کرتا رہا، اور شیخ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا ـــــ مگر شیخ کی طرف سے ایک ہی مطالبہ تھا ـــــ آخر بادشاہ نے ہتھیار ڈال دیے، اور شیخ کے فتویٰ کو تسلیم کر لیا کہ ارا کین دولت کو سر بازار فروخت کیا جائے گا ـــــ اور ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرائی جائے گی۔

شیخ کی واپسی کے دوسرے دن نائب سلطنت کو شیخ اور بادشاہ کے درمیان ہونے والی گفتگو اور اس فیصلے کی خبر ملی کہ ''امراء و وزراء کو سر عام فروخت کیا جائے گا'' ـــــ تو اس نے اپنا ایک نمائندہ بھیجا جو اپنی حکمت عملی، شیریں بیانی اور انعام کی پیش کش کے ذریعے شیخ کو اپنا فتویٰ واپس لینے پر آمادہ کرے ـــــ لیکن شیخ کا فیصلہ اٹل تھا ـــــ وہ کسی صورت بھی اپنی رائے بدلنے پر تیار نہ ہوئے، تو نائب سلطنت کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ اس نے کہا:

''افسوس! یہ شیخ بازاروں میں ہمارے بارے میں اعلان کریں گے اور ہمیں معمولی مال و متاع کی طرح فروخت کریں گے ـــــ حالانکہ ہم قوم کے قائد ہیں ـــــ زمین کے بادشاہ ہیں، ہم رعایا کے امراء اور سردار ہیں ـــــ خدا کی قسم! میں اپنی تلوار سے شیخ کا سر قلم کر دوں گا اور ان کا بے جان جسم میرے قدموں میں پڑا ہوا

Marfat.com

دکھائی دے گا"۔

یہ کہا، اور اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ شیخ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا ——— مارے غصے کے اس کا برا حال تھا ——— ننگی تلوار اس کے ہاتھوں میں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

جاتے ہی پوری قوت سے دروازہ دھڑ دھڑایا ——— شیخ کے صاحبزادے یہ معلوم کرنے کے لیے باہر آئے کہ دروازے پر کون ہے؟ ——— کیا دیکھتے ہیں کہ باہر نائب سلطنت کھڑا ہے، اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے اور وہ اتنا غضبناک ہے کہ وہ صاحبزادے ہی کا کام تمام کرنے کے لیے تیار ہے ——— وہ پلٹ کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے ——— گھبراہٹ سے صاحبزادے کا رواں رواں کانپ رہا تھا ——— خوف کسی برچھی کی طرح ان کے دل کے آر پار ہو رہا تھا ——— اور آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا ——— اسی حالت میں انہوں نے صورت حال والد گرامی کے گوش گزار کی اور ان الفاظ میں درخواست کی:

"ابا جان! دروازے پر موت کھڑی ہے ——— خدا کے لیے آپ اپنی جان اور ہم پر رحم کھائیں ——— اور کسی صورت میں باہر نہ جائیں"۔

شیخ نے اپنے بیٹے کی گفتگو کی کوئی پرواہ نہ کی ——— مکمل حوصلے اور سچے عزم کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنے لخت جگر کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"بیٹے تیرے باپ کی قسمت میں کہاں کہ وہ خدا کی راہ میں شہید ہو جائے؟"

بیٹے کے ہاتھ سے دامن چھڑاتے ہوئے اس طرح دروازے کی طرف لپکے جیسے تیر قضا ہو یا آسمان سے گرنے والی بجلی۔

جیسے ہی شیخ کی نگاہ نائب سلطنت پر پڑی، اسے یوں محسوس ہوا کہ شیخ کی

Marfat.com

روحانی قوت اس پر حاوی ہوگئی ہے، اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ــــــ طاقت کا سارا غرور اور غیظ و غضب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا ــــــ بے ساختہ عجز و انکسار کے ساتھ جھکا ہوا سر اٹھایا اور شیخ سے درخواست کی کہ: ''میرے لیے دعا فرمایئے ــــــ اللہ تعالیٰ میرے اس جرم کی توبہ قبول فرمائے''۔

پھر پوچھنے لگا:

''جناب عالی! اب آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ ــــــ ہم آپ کی خدمت میں حاضر اور آپ کے اشارے کے منتظر ہیں''۔

شیخ نے فرمایا:

''تمہیں فروخت کروں گا ــــــ اور تمہاری قیمت مسلمانوں کی ضروریات میں صرف کروں گا''۔

نائب نے کہا:

''قیمت کون وصول کرے گا؟''

شیخ نے فرمایا:

''میں بیت المال کے وکیل کے فرائض سرانجام دوں گا ــــــ اگر بیت المال کا کوئی ذمہ دار منتظم نہ ہو تو قاضی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے''۔

نائب کچھ دیر خاموش رہا اور ندامت کے آنسو بہاتا رہا ــــــ شوکتِ اقتدار اور غرورِ شاہی کی جگہ اس پر عجز و انکساری طاری ہوگیا ــــــ اور اس کے دل نے کہا کہ ''شیخ کا حکم مانے بغیر چارہ نہیں'' ــــــ بے خودی کے عالم میں کہنے لگا:

''ہم نے معاملہ آپ کے سپرد کردیا ــــــ آپ جو چاہیں کریں ــــــ ان شاء اللہ! آپ ہمیں صابر پائیں گے اور ہم آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے''۔

Marfat.com

شیخ نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ بازار میں جا کر ایک ایک امیر کو فروخت کردے ـــــ اس شخص نے سر بازار اعلان کیا ـــــ اور بھاری قیمت پر تمام امراء کو فروخت کردیا ـــــ شیخ نے وصول ہونے والی تمام رقوم، کارہائے خیر اور عام مسلمانوں کی ضروریات پر صرف کردیں۔

پھر شیخ نے اعلان کیا کہ: ''عوام الناس جنہیں چاہیں اپنے حکام اور وزراء منتخب کرلیں'' ـــــ سب نے بالاتفاق ان ہی وزراء کو منتخب کرلیا ـــــ انہی کے حکامِ سلطنت ہونے کی توثیق کردی اور انہیں دوبارہ ان کے مناصب پر بحال کردیا۔

تب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اب امراء کے تصرّفات درست ہیں ـــــ پہلے یہ غلام اور مملوک تھے ـــــ اب آزاد ہوگئے ہیں ـــــ اب انہیں امتِ مُسلمہ کے تمام معاملات میں کاروائی کا حق پہنچتا ہے ـــــ اب یہ صحیح معنوں میں رعایا کے حاکم اور محافظ بنے ہیں''۔

خداداد صلاحیتوں والے یہ وہ قُدسی نفوس ہیں جن کا قول، اُمت کے مستقبل کی عملی اصلاح کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے ـــــ اپنے ایمان کی صداقت، انسانی عظمت، اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد اور دین پر غیر متزلزل یقین کی بدولت تاریخ کا دھارا موڑ دیا کرتے ہیں ـــــ حکومتوں کے نقائص دور کردیا کرتے ہیں ـــــ اور عوام الناس کو کامیابی و کامرانی کی راہ میں ڈال دیا کرتے ہیں ـــــ رحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

Marfat.com

پانچویں خلیفہ راشد

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پاک دامنی، عدالت وتقویٰ اور میں مشہور ——— دُنیا اور اس کی زیب و زینت سے بے نیازی میں شہرۂ آفاق، امام عادل اور پانچویں خلیفۂ راشد ہیں۔

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ محترمہ فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس پیغام بھیجا کہ: ''ہمیں اپنے شوہر کے بارے میں کچھ بتایئے''۔

انہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر رحمتیں نازل فرمائے ——— انہوں نے اپنی ذات اور اپنے دماغ کو مسلمانوں اور ان کے معاملات کے لیے وقف کررکھا تھا ——— رات ہوجاتی اور دن کا کام ختم نہ ہوتا ——— وہ رات گئے تک کام کرتے رہتے ——— جب فرصت ملتی تو اپنے ذاتی مال سے خریدا ہوا چراغ منگواتے، اور اس کی روشنی میں دو رکعت نماز ادا کرتے ——— پھر گھٹنے کھڑے کرکے زمین پر بیٹھ جاتے ——— اور حالت یہ ہوتی کہ سر دونوں ہتھیلیوں پر رکھا ہوا ہے ——— آنسو رخساروں پر بہہ رہے ہیں ——— اور اس شدت سے روتے کہ یہ خدشہ محسوس ہوتا کہ

Marfat.com

شدت گریہ کے سبب ان کا دل پارہ پارہ ہوجائے گا ——— اور جسم و جان کا رشتہ منقطع ہوجائے گا ——— ساری رات اسی کیفیت میں گزر جاتی اور دن کو روزہ رکھتے''۔

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ایک وقت تھا کہ آپ شاہانہ کرّ وفر کی زندگی بسر کرتے تھے، اب کیا حال بنالیا ہے؟ ——— انہوں نے فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن اب تم اپنا کام کرو ——— اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو'' ——— میں نے عرض کیا کہ: ''میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے کوئی نصیحت کریں''۔

فرمایا: تو سنو!

''میں نے جب دیکھا کہ اس امت کے ہر سرخ اور سفید کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے ——— اور اس کے ساتھ ہی مجھے دور دراز شہروں اور زمین کے اطراف و اکناف میں رہنے والے بھوک کے مارے ہوئے فقیروں، بے سہارا مسافروں، ستم رسیدہ قیدیوں، غریبوں اور ایسے ہی دیگر افراد کا خیال آیا تو میرے دل نے کہا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھے گا ——— اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ان کے حق میں، میرے خلاف بیان دیں گے ——— پھر کیا تھا؟ ——— میرے دل پر یہ خوف مسلط ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میرا کوئی عذر قبول نہیں فرمائے گا ——— اور میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کرسکوں گا۔

Marfat.com

اے فاطمہ! یہ سوچ کر مجھے اپنے اوپر ترس آیا —— میری آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا اور مجھے دلی صدمہ پہنچا —— اب میں اس حقیقت پر جتنا غور کرتا ہوں، اتنا ہی میرے خوف میں اضافہ ہوتا جارہا ہے —— اب تیری مرضی ہے کہ نصیحت حاصل کر یا نہ"۔

ایسے عظیم دل و دماغ کے مالک جو اس خیال ہی سے کانپ اٹھتے تھے کہ ہم سے رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی —— اور ان پر یہ خوف سوار رہتا تھا کہ قیامت کے دن ہم سے رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا —— اس لائق ہیں کہ تمام لوگ کھلے دل سے ان کی قیادت قبول کریں —— اور زمامِ سلطنت ان کے ہاتھوں میں دے دیں۔

ایسے ہی عدل و انصاف اور ایثار و قربانی کی بدولت انہوں نے دشمنوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی —— ممالک پر حکمرانی کی —— عوام الناس نے ان کی اطاعت کو سعادت جانا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول مکرم ﷺ کی عزت کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان داروں کے لیے جس عزت و کرامت کا وعدہ فرمایا تھا، وہ ایسے ہی سراپا عدل و انصاف حضرات کا حصہ ہے —— یقیناً! انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کر کے دکھا دیا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

(بخاری شریف، کتاب الجمعہ)

"تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی تلوار

دشمنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی برہنہ شمشیر —— ابوسلیمان خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ قریش کے رؤساء میں سے تھے —— دورِ جاہلیت میں جنگی گھوڑوں کی لگامیں ان کے ہاتھ میں تھیں —— عمرۂ حدیبیہ تک تمام جنگوں میں مشرکینِ قریش کے ساتھ رہے —— غزوۂ خیبر کے بعد ۸ھ میں دل و جان سے اسلام لے آئے —— غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ شریک جہاد رہے —— جب یکے بعد دیگرے تین کمانڈر شہید ہوگئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا سنبھال لیا —— انہوں نے دیکھا کہ صحابہ کرام بڑی تعداد میں شہید ہو گئے ہیں اور باقی بھی خطرے کی زد میں ہیں —— تو وہ حکمت عملی سے کام لے کر پیچھے ہٹ گئے اور مجاہدین کو رومیوں کے نرغے سے نکال لائے۔

حضرت خالد جب اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو بعض حضرات نے کہا کہ: ''وہ جنگ کی تاب نہ لا کر بھاگ آئے ہیں'' —— اور انہیں کہا کہ: ''تم بھگوڑے ہو'' —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس معرکے کی تفصیلات سنیں تو ان کی کاروائی کی تائید فرمائی —— اور پیچھے ہٹ جانے کو ان کی جنگی حکمتِ عملی قرار دیا —— کیونکہ وہ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو بچا لائے تھے، اور اگر انہیں اسی حالت میں رہنے دیتے تو بہت زیادہ صحابۂ کرام شہید ہو جاتے۔

ارشاد فرمایا:

Marfat.com

لَا بَلْ اَنْتُمُ الْکُرَّارُ، خَالِدٌ سَیْفٌ

مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ سَلَّہٗ عَلٰی اَعْدَائِہٖ

''تم راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں ـــــ بلکہ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو ـــــ خالد اللہ تعالیٰ کی برہنہ شمشیر ہے جسے اس نے دشمنوں کے سر پر مسلط کر رکھا ہے''۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت خالد بن ولید، نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، اور انہوں نے خوب دادِ شجاعت دی ـــــ آپ ہی نے مشہور زمانہ بت، لات کو اس کے پجاریوں کے سامنے پاش پاش کیا ـــــ حُنین اور طائف کے میدان میں شریک ہوئے ـــــ ۹ھ میں سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر[۱] کی طرف بھیجا جسے آپ نے گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا ـــــ بعد میں اکیدر نے جزیہ دینے کی شرط پر مصالحت کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدین کے خلاف جہاد کرنے والوں کا سپہ سالار مقرر کیا اور انہیں جھنڈا عطا کرتے ہوئے فرمایا:

''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور اپنے خاندان کا نہایت عمدہ فرد ہے ـــــ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تلوار ہے جسے اس نے اپنے دشمنوں کے سر پر بے نیام کر رکھا ہے''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان عظیم انسانوں میں سے ایک تھے جنہوں نے

۱۔ اکیدر: یہ اکیدر بن عبدالملک، دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا ـــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کیا اور لا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا ـــــ آپ نے اسے پناہ عطا فرمائی اور اس کے ساتھ صلح کر کے اس کے علاقے کی طرف واپس کر دیا ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس نے عہد توڑ دیا، آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا ـــــ چنانچہ وہ جنگ میں شکست کھا کر بھاگ گیا انہوں نے اس کے پیچھے چند افراد کو روانہ کیا جنہوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

اسلام کے نور سے دنیا کا گوشہ گوشہ منور کرنے میں بے مثال خدمات انجام دیں ـــــــ انہوں نے پہلے طلیحہ اسدی[1] کی طرف رخ کیا اور اس کی جمعیت پارہ پارہ کردی ـــــــ پھر یمامہ پہنچ کر اسے فتح کیا اور مسیلمۂ کذاب[2] کو واصل جہنم کیا، اور یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں، اسلام کو سربلندی عطا فرمائی۔

یمامہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق پہنچنے کا حکم دیا ـــــــ چنانچہ وہاں جا کر ''حیرہ'' کو صلح سے اور بہت سے دوسرے شہروں کو جنگ کے بعد فتح کیا۔

پھر دربار خلافت سے انہیں شام میں موجود امرائے افواج کی امداد کے لیے پہنچنے کا حکم ملا ـــــــ چنانچہ وہاں پہنچ کر جنگ یرموک میں شامل ہوئے اور دمشق فتح کیا ـــــــ جنگ یرموک میں ایک دن ان کی ٹوپی گم ہوگئی ـــــــ حکم دیا کہ ''اسے تلاش کیا جائے''، لیکن وہ نہ ملی، حضرت خالد اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک وہ مل نہ گئی ـــــــ کسی نے پوچھا: ''اتنی سختی سے ٹوپی کے تلاش کرنے کی کیا وجہ تھی؟'' فرمایا:

۱۔ طلیحہ بن خویلد اسدی، اسلام لائے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے مرتد ہو گئے ـــــــ وہ کہتے تھے کہ: ''جبریل امین میرے پاس آتے ہیں''، قبیلہ اسد اور غطفان کے بہت سے لوگ ان کے پیروکار بن گئے ـــــــ وہ انہیں کہتے تھے کہ ''نماز میں سجدہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو خاک آلود کرنے اور سرینوں کو بری طرح اوپر اٹھانے کو کیا کرے گا؟ تم کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو'' ـــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف روانہ کیا، وہ اور ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور شام چلے گئے ـــــــ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واپس آ کر اسلام لائے ـــــــ کافروں کے ساتھ جنگوں میں بڑے معرکے انجام دیے ـــــــ عراق کے فاتحین میں شامل تھے، اور مشہور زمانہ بہادروں میں سے ایک تھے ـــــــ نہاوند میں شہید ہوئے ـــــــ رضی اللہ عنہ۔ ۱۲ فرفور

۲۔ مسیلمۂ کذاب ہارون بن حبیب کی کنیت ابو ثمامہ اور وہ بنو حنیفہ میں سے تھا ـــــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا ـــــــ پھر اپنی قوم کے پاس جا کر مرتد ہو گیا، اور نبوت کا دعویٰ کر دیا ـــــــ وہ قرآن پاک کے مقابلے میں انتہائی گھٹیا اور کمزور کلام، مسجع، مقفی انداز میں پیش کرتا تھا ـــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر بھیجا ـــــــ چنانچہ انہوں نے جنگ میں مسیلمہ کو شکست فاش دی ـــــــ یہ واقعہ ۱۱ھ کا ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

"نبی اکرم ﷺ نے عمرہ کرنے کے بعد بال منڈوائے تو صحابہ کرام آپ کے مقدس بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے —— وہ بابرکت بال میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیے تھے —— پھر میں جس جنگ میں بھی یہ ٹوپی پہن کر گیا، وہیں میں نے جیتی جاگتی آنکھوں سے فتح مبین دیکھی"۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جنگ موتہ میں نو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں —— صرف چوڑے پھل والی یمنی تلوار تھی جو کام دیتی رہی" ——

حضرت خالد جب حیرہ تشریف لے گئے تو وہاں کے سرداروں نے چیلنج کیا کہ:

"اگر آپ حق پر ہیں تو یہ زہر پی جائیں، اور یہ بات آپ کے ذہن میں رہے کہ اسے پیتے ہی آدمی اگلے جہان روانہ ہو جاتا ہے" ——

آپ نے فرمایا: "تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟" —— انہوں نے کہا: "ہاں!" آپ نے وہ زہر لے لی اور کہا:

"اس ذات اقدس کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں دیتی"۔

یہ کہا، اور ان کے سامنے سارا زہر پی گئے —— زہر نے انہیں کوئی گزند نہیں پہنچایا، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین و ایمان تھا —— وہ پیکرِ اخلاص تھے —— اور صدقِ دل سے ایمان کی دعوت دیتے تھے۔

وہ اسلام کی نصرت اور فتوحات کا پرجوش ولولہ رکھتے تھے —— اگر آپ اندازہ کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کے اس عظیم جرنیل کو تلواروں کے سائے میں شہادت کا کتنا شوق

Marfat.com

تھا؟ تو سنئے!_____ وہ کس حسرت اور کرب کے ساتھ فرما رہے ہیں:

"آہ! آہ! میں اسلام کی راہ میں بہت سی جنگوں میں شریک ہوا_____ ہر جنگ میں مجھے تلوار کا چرکا لگا، اور کسی میں مجھے نیزے کا نشانہ بنایا گیا_____ میں نے بنوحُنَیفہ (مسیلمہ کے ساتھیوں) سے بڑھ کر تلوار کا شدید وار کرنے اور موت پر صبر کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی"۔

پھر پھولتے ہوئے سانسوں میں روتے ہوئے فرمایا:

"اور اب میں جانور[1] کی طرح اپنے بستر پر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں_____ خدا کرے کہ بزدلوں کو چین کی نیند نصیب نہ ہو"۔

وصال سے پہلے فرمایا:

" میں نے موت کو اُن اُن جگہوں میں تلاش کیا جہاں اس کے ملنے کی توقع تھی_____ مگر میری قسمت میں یہی تھا کہ میری موت بستر پر آئے_____ کلمۂ طیبہ کے بعد میرے لیے سب سے زیادہ باعث امید وہ رات ہے جب اوپر سے بارش ہو رہی تھی اور میں ساری رات صبح تک ڈھال سنبھالے رہا_____ پھر جنگ میں مصروف ہو گیا"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تمام عمر جہاد کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی خواہش تھی کہ ان کے وصال کے بعد بھی ان کے ہتھیار، جہاد میں استعمال ہوتے رہیں_____ اس لیے فرمایا:

"میری وفات کے بعد میرے ہتھیار اور میرا گھوڑا فی سبیل اللہ، اسلام کے لیے وقف کر دینا"۔

پھر اپنی اولاد کی دیکھ بھال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور وصال فرما

۱۔ یہ ان کی عاجزی کی انتہا ہے_____ ورنہ وہ عظیم انسان اور بے مثال کمانڈر تھے_____ رضی اللہ عنہ ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

گئے—— اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ان پر نازل ہوں، مدینہ منورہ میں بنومخزوم کی عورتیں بے ساختہ رو پڑیں—— کچھ صحابہ نے انہیں منع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''انہیں ابوسلیمان پر آنسو بہانے دو—— اب خالد جیسا اسلام کا شیر، عورتوں کی کوکھ سے جنم نہیں لے گا''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے روحانی قیادت اور صحیح قربانی کا راستہ کھول دیا—— ان کی روح اس مادی جہان میں نہیں، بلکہ آسمانِ مقاصد پر زندگی بسر کرتی تھی—— بظاہر وہ زمین پر چلتے تھے مگر ان کی جان، جنت کے شوق میں سرشار رہتی تھی—— شراب کے عادی کو شراب کا اتنا شوق نہیں ہوگا، جس قدر انہیں جنت کا شوق تھا۔

دنیا کی نعمت وراحت سے معمور زندگی سے کہیں زیادہ انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا شوق تھا—— اپنی قوم کا مخلص قائد، ایسا ہی ہونا چاہیے—— روحانی قیادت، اخلاص، قربانی اور ایثار کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں عرض کیا ہے:

- ''دنیا کی تمام تر چمک دمک کے باوجود، مال دنیا آپ کو راہ راست سے نہیں ہٹا سکا—— اور نہ ہی کوئی چھوٹا یا بڑا مرتبہ آپ کے لیے آزمائش بن سکا ہے۔
- بلکہ آپ کی عظیم روح، بلند پرواز کے ساتھ غالب رہی اور سب لوگ آپ کی بارگاہ میں جسمانی اور روحانی طور پر جھک گئے۔
- قیادت، صرف قائد کی اس روح کی ہوتی ہے جو دوسرے لوگوں سے ایمان اور ایثار میں بلند و بالا ہوتی ہے''۔

Marfat.com

(اقوامِ عالم کے قائدین)

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے

قائد ایران، رُستم پورے شاہی طمطراق کے ساتھ دربار لگائے بیٹھا ہے —— حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ [1] کو اپنا نمائندہ بنا کر اس کے پاس بھیجا —— حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے جگمگاتے تاج اپنے سروں پر سجا رکھے ہیں —— اور سونے چاندی کے تاروں سے بُنے ہوئے سُندس کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں، جن میں قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں —— حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ایک شانِ بے نیازی سے جوتوں سمیت قالینوں پر چل رہے تھے —— اور اپنے نیزے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے تکیوں اور قالینوں کو چھیدتے جارہے تھے —— اسی طرح چلتے چلتے رُستم کے پاس پہنچ گئے —— وہ سنہری تخت پر بُت کی طرح براجمان تھا، اور درباری اس کے اردگرد پجاریوں کی طرح باادب بیٹھے تھے —— حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جاکر اس کے پہلو میں بیٹھ گئے —— انہیں نہ تو دربانوں کی طاقت روک سکی اور نہ ہی شاہی ہیبت ان کے راستے میں رکاوٹ بنی۔

دربانوں نے جب انہیں رستم کے پہلو میں بیٹھا ہوا دیکھا تو آگ بگولہ ہوگئے —— دوڑ کر اُن کے پاس پہنچے اور جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگے: —— ''تخت سے نیچے اترو'' —— حضرت مغیرہ نے قالین کا کنارہ الٹ دیا اور بے تکلفی کے ساتھ

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں —— فتح ایران میں شامل ہوئے —— وہ اپنے دور کے چار نابغۂ روزگار دانشوروں میں سے ایک تھے۔ ۱۲ فرفوز

Marfat.com

زمین پر بیٹھ گئے —— وہ نہ تو ایرانیوں سے مرعوب تھے اور نہ ہی خوف زدہ، بلکہ انہیں نگاہِ حقارت سے دیکھ رہے تھے —— ان کی نگاہیں کیا تھیں؟ کمانوں سے نکلے ہوئے تیز تیر تھے —— انہوں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم تو سُنا کرتے تھے کہ تم لوگ بڑے دانش ور ہو، لیکن میں نے تم سے زیادہ احمق کوئی قوم نہیں دیکھی —— ہم غریبوں میں سچی مساوات ہے، ہم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا —— میرا گمان تھا کہ ہماری طرح تم بھی اپنی قوم سے ہمدردی رکھتے ہو گے —— تمہاری موجودہ روش سے تو بہتر تھا کہ تم مجھے پہلے بتا دیتے کہ تم اس شخص کی پوجا کرتے ہو، اور تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کے رب ہیں —— میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا یہ طریقہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، اور دُنیا میں کسی نے بھی یہ طریقہ نہیں اپنایا —— میں تمہارے پاس خود نہیں آیا، بلکہ تمہارے بُلانے پر آیا ہوں۔

''آج مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارا اقتدار ڈگمگا رہا ہے، اور تم بہت جلد شکست کھا جاؤ گے —— یاد رکھو کہ اس روش اور ان عقلوں کی بنیاد پر کوئی بھی حکومت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی''۔

اُن کی گفتگو کے ختم ہونے سے پہلے حاضرینِ مجلس کے ذہنوں میں برپا ہونے والے انقلاب کے اثرات، ان کے چہروں پر دکھائی دینے لگے —— اور ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں کہنے لگے:

''خدا کی قسم! اس عربی نے جو کچھ کہا ہے —— سچ کہا ہے، اس کی

Marfat.com

ایک ایک بات سچی ہے"۔۔۔۔۔

ایک دربان نے ان کی گفتگو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے غلام اس گفتگو کا عرصہ دراز تک پسندیدگی اور محبت سے چرچا کرتے رہیں گے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بڑوں کا ستیاناس کرے، وہ کتنے بے وقوف ہیں؟ جو اس قوم کو ذلیل کر رہے ہیں"۔

پھر تو سرگوشیوں کا سلسلہ چل نکلا:۔۔۔۔۔

"یہ عربی ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ واقعی عربوں کے قائدین اور عوام کے حقوق یکساں ہیں۔۔۔۔۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ہمارے لیڈروں کو دیکھو، کھانے پینے اور بیٹھنے میں ہم سے الگ رہتے ہیں۔۔۔۔۔ برتری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تکبر کے پیکر ہیں۔۔۔۔۔ ہم ان کی خدمت و طاعت اور ان کی خواہشات پوری کرنے میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر بھی ان کی نظر میں ہماری کوئی وقعت نہیں ہوتی"۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کیا تھی؟۔۔۔۔۔ وہ ایسا تیر تھا جو سیدھا اپنے نشانے پر جا کر لگا تھا۔۔۔۔۔ رستم نے محسوس کیا کہ ان کی گفتگو کو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور اس کی رعایا کے دلوں کے کنول کھل اٹھے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔۔۔۔۔ اور اسے اس کلام کے نتائج سے خوف آنے لگا۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کی عزت وعظمت اور عظیم حکومت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ عربوں کے فقر و فاقہ، باہمی اختلاف اور کمزوری کا ذکر کر کے ان کی بے مائیگی کا اظہار ضروری سمجھا۔۔۔۔۔ رستم نے کہا:

Marfat.com

''ہماری قوم مختلف ممالک پر حکمران رہی ہے ـــــ دشمنوں پر غالب اور اقوام عالم میں سربلند رہی ہے ـــــ عزت و سلطنت میں کوئی قوم ہمارے مدِ مقابل نہیں ہے ـــــ ہم دوسروں پر غالب ہوتے ہیں کوئی دوسری قوم ہمارے گناہوں کی بنا پر صرف ایک دو دن یا ایک مہینہ ہم پر غلبہ پالیتی ہے ـــــ اور جب اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دے دیتا ہے اور ہم سے راضی ہو جاتا ہے تو دوبارہ ہمیں فتح و نصرت عطا فرما دیتا ہے ـــــ اور ہم پھر غالب ہو جاتے ہیں''۔

پھر عربوں کی تذلیل کرتے ہوئے ان کے عیوب گنوانے لگا ـــ ـــ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور عربوں کے رعب اور دبدبے کو ختم کرنے کے لیے ان کے فقر، نادانی، کمزوری اور ذلت کا حوالہ دیتے ہوئے کہنے لگا:

''ہمارے نزدیک کوئی قوم تم سے زیادہ حقیر نہ تھی ـــــ تم تنگ حال اور نادار تھے ـــــ تمہاری معاشی حالت تباہ تھی ـــــ ہم تمہیں کسی گنتی میں شمار میں نہ لاتے تھے ـــــ قحط سالی کے مواقع پر تم ہمارے پاس آتے تھے تو ہم تمہیں کچھ کھجوریں اور جَو دے کر واپس کر دیتے تھے ـــــ میں جانتا ہوں کہ تمہاری لشکر کشی کا باعث صرف یہ ہے کہ تم اپنے ملک میں افلاس کا شکار ہو ـــــ تم واپس لوٹ جاؤ ـــــ میں تمہارے امیر کے لیے بہترین پوشاک، خچر اور ایک ہزار درہم کا حکم دیتا ہوں ـــــ اور تمہارے ہر فرد کو کھجوروں کی بھاری مقدار دیتا ہوں ـــــ میں نہ تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں اور

Marfat.com

نہ ہی قیدی بنانا چاہتا ہوں"۔

رستم چند لمحے بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ خاموش رہا —— اس نے خیال کیا کہ میں نے اپنے مدِ مقابل کا زور توڑ دیا ہے —— اسے شکست دے دی ہے، اور اس سے اپنا مقصد حاصل کرلیا ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی لن ترانیوں کو ذرہ برابر وقعت نہ دی —— اور جب گویا ہوئے تو ان کے ہونٹوں پر استہزائی تبسم کھیل رہا تھا، انہوں نے فرمایا:

"ہاں! ماضی میں ہمارا وہی حال تھا جو تم نے بیان کیا —— پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے ہم میں سے ایک عظیم رسول بھیجا —— جس نے ہمارے تمام اختلافات مٹا کر ہمیں متحد اور یک جان کردیا —— اور ہمیں بتایا کہ تمہارے ممالک، ہمارے لیے فتح ہوجائیں گے —— اور تمہارے اموال ہماری ملکیت میں آجائیں گے —— ہم تو وہ سب کچھ وصول کرنے آئے ہیں جس کا وعدہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے"۔

ہم تمہارے سامنے تین صورتیں رکھتے ہیں، ان میں سے جو چاہو قبول کرلو۔

(1)۔ اسلام قبول کرلو، تمہارے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں —— ہم تمہیں تمہاری حالت پر چھوڑ دیں گے، پھر حکومت بھی تم خود ہی کرو گے۔

(2)۔ جزیہ ادا کرو، جتنی مقدار پر ہم متفق ہوجائیں گے اسے ہم قبول کرلیں گے اور تم سے ہاتھ روک لیں گے —— اور اگر تمہیں

Marfat.com

امداد کی ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری امداد کریں گے۔

(3)۔ جنگ ...... اور پہل ہم نہیں کریں گے، تم کرو گے ــــــ

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ہاں! یہ بھی سن لو! کہ ہمارے اہل وعیال نے تمہارے شہروں کے کھانے چکھ لیے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں چھوڑ نہیں سکتے''۔

رستم نے تعجب کیا اور کہنے لگا:

''تب تو تم ان شہروں تک پہنچنے سے پہلے ملک عدم کو کوچ کر جاؤ گے''۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہمارا مقتول جنت میں اور تمہارا مقتول دوزخ میں جائے گا ــــــ پھر ہمارے باقی ماندہ افراد تمہارے بچ جانے والوں پر غلبہ پائیں گے ــــــ اور اس کے بعد ہم وہ کچھ حاصل کرلیں گے جس کا وعدہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے''۔

اور خاموش ہو گئے۔

رستم کا غیظ وغضب اپنی انتہا کو پہنچ گیا ــــــ قریب تھا کہ شدتِ غضب کی بنا پر پھٹ جائے ــــــ آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں، منہ سے جھاگ اُڑنے لگی ــــــ اور چنگھاڑتے ہوئے سورج اور اس کی دھوپ کی قسم کھا کر کہنے لگا:

''کل سورج کے بلند ہونے سے پہلے ہم تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے''۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ مسکرائے اور مرعوب یا خوفزدہ ہوئے بغیر پلٹ گئے ــــــ

Marfat.com

ان کی حقیقت پسندانہ گفتگو نے رستم کی آنکھیں کھول دی تھیں ـــــ وہ انہیں جاتے ہوئے ایک ٹک دیکھتا رہا' یہاں تک کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

پھر رستم اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوتا ہوا کہنے لگا:

''اُف! عمر نے اپنے لشکروں کے ذریعے میرا جگر جلا دیا ہے ـــــ

اے اہل فارس! ان لوگوں کا تمہارے ساتھ کیا مقابلہ؟ ـــــ خدا کی قسم! اگر عرب اتنے دانشمند ہیں کہ وہ اپنے رازوں کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اپنے اختلافات مٹا کر یک جان ہو سکتے ہیں ـــــ تو کوئی قوم ان سے بڑھ کر اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔

اے اہل فارس! میری بات مانو ـــــ میری رائے یہ ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب آنے والا ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے''۔

لیکن اس کی قوم نے پورے اصرار کے ساتھ کہا کہ اب جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے ـــــ چنانچہ جنگ ہوئی اور زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ رستم مارا گیا، اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا ـــــ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد اور نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی برکت سے فتح و نصرت اور عزت و سیادت حاصل ہوئی، جس کا وعدہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا ـــــ اُن کے تخت و تاج مسلمانوں کا ورثہ بنے، اور ان کے اموال اور خواتین، غنیمت کا حصہ بنے ـــــ شاہ ایران کی بیٹی، جس نے بڑے جاہ و جلال کی زندگی بسر کی تھی، وہ بھی مال غنیمت میں شامل ہوئی۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدرسہ سے فارغ ہونے والا عساکرِ اسلام کا یہ وہ

Marfat.com

فوجی ہے ـــــ جس کا دل اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور ایمان سے پُر ہے ـــــ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اس کے علاوہ کسی سے ڈرنا ہی نہ جانتے تھے ـــــ انہوں نے بڑے بڑے سلاطین اور لیڈروں کو انصاف اور حریّت کا درس دیا اور انہیں رعایا کے ان حقوق سے آگاہ کیا جو ان کے ذمہ تھے ـــــ اسلام کا صراطِ مستقیم واشگاف لفظوں میں ان کے سامنے پیش کیا اور اس کی طرف راہنمائی کی ـــــ چنانچہ انہوں نے اپنے بعد سخت پتھر دلوں اور جامد عقلوں کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نرم ہو چکے تھے، اور ان کے مشتاق تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کیا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (۶۵/۲)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اسے گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے''۔ (کنز الایمان)

Marfat.com

نظامِ مُصطفےٰ کی بالا دستی

جرأت مند قاضی ——— حق پرست حکمران

کوفہ کے قاضی شریک بن عبداللہ[1] کی عدالت لگی ہوئی تھی ——— ایک عورت حاضر ہوکر بلند آواز سے کہتی ہے کہ: ''میں پہلے اللہ تعالیٰ کی، پھر قاضی کی پناہ لیتی ہوں'' ——— قاضی نے پوچھا: ''تم پر کس نے ظلم کیا''، کہنے لگی: ———

''امیر المؤمنین کے چچا، موسیٰ بن عیسیٰ نے ——— دریائے فرات کے کنارے میرا کھجوروں کا ایک باغ تھا، جو مجھے والد کے ورثے میں ملا تھا ——— میں نے اپنا حصہ اپنے بھائیوں سے الگ کرکے درمیان میں دیوار تعمیر کردی ——— اور کھجوروں کی دیکھ بھال کے لیے ایک ایرانی شخص کو مقرر کردیا ——— امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے میرے بھائیوں کے تمام حصص خرید لیے ——— اُس نے مجھ سے بھی بات چیت کی اور بھاری معاوضے کا لالچ دیا ——— لیکن میں نے اپنا حصہ بیچنے سے انکار کردیا ——— گزشتہ رات اس نے پانچ

۱۔ شریک بن عبداللہ بن ابی شریک کی کنیت ابوعبداللہ ہے ——— خطۂ خراسان کے شہر بخارا میں پیدا ہوئے ——— ان کے دادا قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے تھے ——— ابوجعفر منصور نے شریک کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، وہ اس عہدے پر فائز رہے یہاں تک کہ مہدی نے انہیں معزول کردیا ——— ۱۷۷ھ ماہ ذوالقعدہ کے آغاز میں بروز ہفتہ، کوفہ میں راہی دارِ آخرت ہوئے ——— حضرت شریک ثقہ، قابلِ اعتماد اور کثیر احادیث کے راوی تھے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

سو غلام بھیج کر دیوار مسمار کرادی —— اب میری اور میرے بھائیوں کی کھجوروں میں کوئی امتیاز نہیں رہا"۔

قاضی نے غلام سے مٹی طلب کی اور اس پر اپنی مہر لگا کر اسے حکم دیا کہ: "امیر کے گھر لے جاؤ اور اسے اپنے ساتھ لا کر عدالت میں حاضر کرو" —— دربان عدلیہ کی مہر والا حکم نامہ لے کر موسیٰ کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ: "قاضی نے آپ کے خلاف سمن جاری کیا ہے اور یہ ہے ان کی مہر"۔

موسیٰ نے پولیس کے سربراہ کو بلا کر کہا:

"شریک کے پاس جاؤ —— اور اس سے کہو، یہ کتنی عجیب بات ہے؟ —— میں نے تمہارے معاملے سے زیادہ عجیب کوئی معاملہ نہیں دیکھا —— ایک عورت نے بے بنیاد دعویٰ کیا ہے —— اور تم عدالت میں طلب کر رہے ہو اور میرے خلاف اس بڑھیا کی امداد کر رہے ہو"۔

پولیس کا سربراہ، اُمتِ مسلمہ میں قاضی کے مقام اور اس کی ہیبت کو جانتا تھا —— اس لیے وہ خوفزدہ ہو گیا، اور کہنے لگا: "مجھے تو آپ معاف ہی رکھیں" —— امیر نے اسے ڈانٹ کر کہا: "جاؤ" —— وہ بے چارہ بادل نخواستہ روانہ ہو گیا —— اور اپنے غلاموں کو کہہ گیا کہ: "میرا بستر اور ضرورت کی چیزیں قاضی کی جیل میں پہنچا دو" —— پھر قاضی شریک کے پاس چلا گیا —— جب قاضی کے سامنے حاضر ہوا، تو اسے موسیٰ کا پیغام دے دیا —— قاضی نے اپنے کارندے کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دو —— پولیس کے سربراہ نے کہا:

"بخدا! مجھے معلوم تھا کہ آپ مجھے قید کر دیں گے —— اس لیے

Marfat.com

میں نے پہلے ہی ضرورت کی چیزیں جیل میں بھجوادی ہیں ——
آپ مجھے جہاں چاہیں بھیج دیں، میں اس کے لیے تیار ہوں"۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے دربان کو قاضی کے پاس بھیجا اور کہا: —— "ہمارے نمائندے نے صرف ہمارا پیغام پہنچایا تھا، اس کا کیا گناہ ہے؟" —— شریک نے کہا: "اسے بھی اُس کے ساتھی کے پاس جیل بھیج دو" —— چنانچہ اسے بھی قید کر دیا گیا۔

امیر نے نماز عصر پڑھنے کے بعد قاضی شریک کے دوستوں اور کوفہ کے سرکردہ لوگوں اسحاق بن صباح اشعثی وغیرہ کو طلب کیا —— اور انہیں کہا کہ:

"شریک کو ہمارا سلام دینا اور اسے کہنا کہ اس نے ہماری بے عزتی کی ہے —— ہم کوئی عام آدمی نہیں ہیں" (بلکہ امیر المومنین کے چچا ہیں)

وہ لوگ پہنچے، تو قاضی شریک عصر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے —— جب انہوں نے پیغام دیا تو قاضی صاحب کہنے لگے: —— "اچھا تو کیا تم وفد کی صورت میں آکر اس بارے میں مجھ سے گفتگو کر رہے ہو؟" —— اور آواز دی کہ: "اس وقت قبیلے کے جوانوں میں سے کون کون حاضر ہے؟" —— چند جوان حاضر ہو گئے —— قاضی نے انہیں حکم دیا کہ "ان میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور سیدھے جیل لے جاؤ" —— پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: "تم فتنہ ہو، تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہیں قید کر دیا جائے" —— انہوں نے پوچھا: "جناب! کیا آپ سنجیدہ ہیں؟" —— قاضی نے کہا: "ہاں! تاکہ تم دوبارہ ایک ظالم اور سرکش کا پیغام نہ پہنچاؤ —— اور دوسرے لوگوں کو غلط کام کی جرأت نہ ہو" —— چنانچہ انہیں بھی قید کر دیا گیا۔

Marfat.com

رات ہوئی تو موسیٰ بن عیسیٰ خود پہنچ گئے اور جیل کا دروازہ کھول کر سب کو رہا کر دیا ـــــ دوسرے دن جب قاضی شریک مسندِ قضا پر جلوہ گر ہوئے تو جیلر نے آ کر رات کا تمام واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا ـــــ قاضی نے اپنا حکم نامہ منگوا کر سیل کیا اور اپنے گھر بھیج دیا ـــــ اپنے غلام کو حکم دیا کہ:

"ہمارا ساز و سامان بغداد لے چلو ـــــ ہم کوفہ میں نہیں رہیں گے ـــــ بخدا! ہم نے ان سے منصب قضا کی درخواست نہیں کی تھی ـــــ بلکہ امیر المؤمنین نے ہمیں اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا تھا ـــــ اور عہدۂ قضا قبول کرنے پر ہمیں پورے تحفظ کی یقین دہانی کرائی تھی" ـــــ

چنانچہ قاضی صاحب، بغداد جانے کے لیے کوفے کے پل کی طرف روانہ ہو گئے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو اطلاع ملی تو ایک جماعت کو ساتھ لے کر ان کے پیچھے لپکا، اور کہنے لگا:

"ابو عبداللہ! خدا کے لیے رک جایئے ـــــ آپ سوچیں تو سہی کہ آپ نے میرے بھائیوں کو قید میں ڈال دیا تھا" ـــــ

قاضی نے کہا:

"اس لیے کہ انہوں نے ایسے مسئلے میں دخل دیا تھا جس میں انہیں دخل دینے کا کوئی حق نہیں تھا ـــــ میں اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک ان سب کو جیل نہیں بھیج دیا جاتا ـــــ ورنہ میں امیر المؤمنین مہدی کے پاس جا کر منصب قضا سے استعفیٰ پیش

Marfat.com

کردوں گا''۔

موسیٰ نے بادل نخواستہ حکم دیا کہ: ''ان سب لوگوں کو واپس جیل بھیج دیا جائے''—— اور خود اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ جیلر نے واپس آ کر سب کے جیل چلے جانے کی رپورٹ نہیں دے دی—— امیر نے اپنے ایک حواری کو حکم دیا کہ: ''قاضی کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلو اور انہیں عدالت میں لے جاؤ''—— سب لوگ چل پڑے یہاں، تک کہ قاضی صاحب مسجد میں پہنچ کر مسندِ قضا پر جلوہ افروز ہوئے—— ستم رسیدہ عورت کو حاضر کیا گیا، قاضی نے کہا: ''یہ تمہارا فریق مخالف حاضر ہے''—— موسیٰ عورت کے ساتھ قاضی کے سامنے کھڑا تھا، اس نے کہا: ''سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں حاضر ہوگیا ہوں لہٰذا، قیدیوں کو رہا کردیا جائے''—— قاضی شریک نے کہا: ''ہاں! اب انہیں رہا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے''۔

قاضی نے کہا:

''آپ اس عورت کے دعوے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''——

موسیٰ نے کہا: ''وہ سچ کہتی ہے''—— قاضی نے کہا:

''تو کیا تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے، وہ واپس کرو گے؟—— اور فوراً اس کی دیوار حسب سابق تعمیر کردو گے؟''——

موسیٰ نے اقرار میں سر ہلایا، تو قاضی نے عورت سے پوچھا:

تیرا اس پر کوئی اور دعویٰ باقی ہے؟''——

اس نے کہا: ''نہیں! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت اور جزائے خیر عطا فرمائے''——

قاضی نے کہا: ''تب پھر جاؤ''—— وہ عورت قاضی اور اس کی قضا کو دعائیں دیتی ہوئی

Marfat.com

اٹھ کر چلی گئی۔

قاضی شریک اس معاملہ سے فارغ ہوئے تو موسیٰ بن عیسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھایا اور کہنے لگے:

''السلام علیکم! جناب امیر ——— میرے لائق کوئی حکم؟

موسیٰ ہنستے ہوئے کہنے لگے: ——— ''اب میں آپ کو کیا حکم دوں؟''

قاضی شریک نے کہا: ''جناب امیر! وہ شرعی فیصلے کا معاملہ تھا اور یہ گفتگو ادب کا تقاضا ہے''۔ امیر اٹھے اور خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

دور اسلام کے آغاز میں عدلیہ کا یہ مخلصانہ، باوقار اور جانب داری سے پاک رویہ تھا، اور ججوں کی نظر میں ہر چھوٹا بڑا، امیر اور فقیر برابر تھا۔

اسی لیے اسلام ایک ایسی قوت بن کر ابھرا جو ممالک کے فتح کرنے سے پہلے، اپنے عدل و انصاف کی بدولت دلوں کو فتح کرتی تھی ——— اور دلوں کی بستیاں، اسے خوش آمدید کہنے کے لیے بے تابی سے انتظار کرتی تھیں۔

اسلام نے بتادیا کہ کسی شخص کو کسی بھی دوسرے شخص پر اگر فضیلت حاصل ہے تو صرف اطاعتِ الٰہی اور تقویٰ کی بنا پر ہے ——— نظامِ مصطفیٰ نے حق کے سامنے، انسانوں کے خود ساختہ تمام طبقاتی امتیازات کا خاتمہ کر دیا۔

Marfat.com

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

(اسلامی غیرت اور حریّتِ فکر کا پیکر جمیل)

ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیر غران سطوت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر اور قریش کے دلاور جوان ابوعمارہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال پہلے پیدا ہوئے —— بعثت کے تیسرے سال اسلام لائے —— سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور دل و جان سے خدمت کی —— پھر ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا۔

ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا کے پاس تشریف فرما تھے —— ابوجہل وہاں سے گزرا تو اس نے آپ کے دین پر طعن و تشنیع کی —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا —— عبداللہ بن جدعان تیمی کی آزاد کردہ کنیز اپنے گھر میں تھی، اس نے یہ گفتگو سن لی —— ابوجہل ہرزہ سرائی کر کے چلا گیا اور بیت اللہ شریف کے پاس جا کر قریش کی جمی ہوئی محفل میں بیٹھ گیا —— زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کر کے واپس آ گئے، کمان انہوں نے گلے میں ڈالی ہوئی تھی —— ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے بیت اللہ شریف

Marfat.com

کا طواف کرتے ـــــ پھر قریش کی محفل میں جاتے، ان سے علیک سلیک کرتے اور گفتگو کرتے ـــــ وہ قریش کے معزز ترین اور نہایت جری جوان تھے ـــــ جب مذکورہ کنیز کے پاس سے گزرے، تو رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ مبارکہ میں تشریف لے جا چکے تھے ـــــ کنیز نے کہا:

"ابو عمارہ! ابھی ابھی آپ کے بھتیجے محمد ﷺ سے ابو جہل نے ایسی ناشائستہ گفتگو کی ہے کہ اگر آپ سن لیتے تو یقیناً آپ کو بڑا صدمہ ہوتا ـــــ وہ یہاں تشریف فرما تھے، ابو جہل نے ان سے غیر مہذب گفتگو کی، اور ان کی دل آزاری کی ہے ـــــ لیکن قربان جائیں حلم اور شرافت کے کوہ گراں پر، انہوں نے جواباً ایک لفظ بھی نہیں کہا"۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کا اعزاز اور حُسنِ خاتمہ منظور تھا، اس لیے امیر حمزہ جلال میں آگئے ـــــ ابو جہل سے دو دو ہاتھ کرنے کے ارادے سے راستے میں کسی کے پاس ٹھہرے بغیر، تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے، روانہ ہو گئے ـــــ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابو جہل دوسرے لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے ـــــ سیدھے اس کے پاس پہنچے اور پوری قوت کے ساتھ کمان اس کے سر پر دے ماری ـــــ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا ـــــ پھر اسے چیلنج کرتے ہوئے کہنے لگے:

"تم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو گالیاں بکتے ہو؟ ـــــ کان کھول کر سُن لو! میں ان کے دین پر ہوں ـــــ میں وہی کہتا ہوں، جو وہ فرماتے ہیں ـــــ اگر ہمت ہے تو میری بات کا رد کر کے دکھاؤ" ـــــ

Marfat.com

ابو جہل کی امداد کرنے کے لیے بنو مخزوم کے کچھ لوگ اٹھ کر امیر حمزہ کی طرف بڑھے ——— ابو جہل نے کہا:

''ابو عمارہ کو چھوڑ دو، واللہ! میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی ناروا باتیں کہی ہیں'' ———

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، نہ صرف اسلام کے جاں نثار سپاہی بنے، بلکہ تمام زندگی نصرت اسلام میں بسر کردی۔

ان کے اسلام لانے پر قریش نے واضح طور پر محسوس کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشوکت میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے ——— اور اس طرح ان کی ایذا رسانیوں میں کسی حد تک کمی آ گئی۔

جنگ بدر میں شریک ہوئے اور شجاعت و بسالت کے نئے باب رقم کیے ——— انہوں نے نشانی کے طور پر شتر مرغ کا پر اپنے جسم پر سجایا ہوا تھا ——— اس دن انہوں نے شیبہ بن ربیعہ، اور طعمہ بن عدی کو واصل جہنم کیا ——— ربیعہ کے قتل میں شریک ہوئے ——— غزوۂ بدر میں مارے جانے والے مشرکین کا ایک تہائی حصہ حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا۔

ان کا جھنڈا تاریخ اسلام کا پہلا جھنڈا تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ——— سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسد اللہ (شیر خدا) کا لقب دیا ——— جنگِ اُحد میں انہوں نے مشرکین کو شدید نقصان پہنچایا ——— اس دن آپ کے ہاتھوں میں چھ تلواریں ٹوٹ گئیں ——— ۳ھ میں اسی جنگ میں شہید ہوئے ——— حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان رسالت سے انہیں ''سیّد الشہداء'' کا لقب عطا فرمایا ———

Marfat.com

جُبیر بن مطعم[1] کے غلام وحشی[2] نے انہیں دھوکے سے شہید کیا۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''میں حبشی تھا اور حبشیوں کے انداز میں خنجر پھینکتا، میرا نشانہ بہت کم خطا جاتا تھا —— جب لوگ گتھم گتھا ہو گئے تو میں امیر حمزہ کے انتظار میں بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا —— وہ مجھے لوگوں کے درمیان سیاہی مائل سفید اونٹ کی طرح دکھائی دیے۔ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہیں تھا —— اللہ تعالیٰ کی قسم! میں درخت یا پتھر کی آڑ لے کر ان کے لیے تیار کھڑا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ وہ میری زد میں آئیں کہ اچانک مجھ سے پہلے سباع بن عبدالعزیٰ اُن کے سامنے آ گیا —— امیر حمزہ نے دیکھا تو اسے للکارا اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا —— اب میرے اور ان کے درمیان کوئی حائل نہ تھا —— میں نے خنجر اپنے ہاتھوں میں لے کر تولا، اور جب مجھے اطمینان ہو گیا تو میں نے نشانہ لے کر خنجر پھینک دیا —— جو سیدھا ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا —— انہوں نے میری طرف

۱۔ جبیر بن مطعم بن عدی قرشی، قریش کے اکابر میں سے تھے —— وہ تمام عربوں اور خاص طور پر قریش کے انساب کے مانے ہوئے ماہر تھے —— ایک وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے —— ان کا بیان ہے کہ یہ پہلا موقع تھا جب ایمان میرے دل میں داخل ہوا —— فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، ۵۷، ۵۸، یا ۵۹ھ میں حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں وصال ہوا۔ ۱۲ قرفور۔

۲۔ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ، نوفل کے آزاد کردہ غلام تھے —— غزوۂ احد میں حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا —— طائف کے وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ''ہمارے سامنے نہ آیا کرو'' —— مُسَیلمہ کذاب کے قتل میں شریک ہوئے —— جنگ یرموک میں شامل ہوئے —— حمص میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ان کی رحلت ہوئی۔

Marfat.com

بڑھنے کی کوشش کی، لیکن ہمت جواب دے گئی —— میں نے انہیں اسی حالت میں رہنے دیا، یہاں تک کہ وہ شہادت کے مرتبۂ عظمیٰ پر فائز ہو گئے —— میں نے اپنا خنجر نکالا اور مکہ مکرمہ واپس لوٹ گیا —— میرے آقا نے حسب وعدہ مجھے آزاد کر دیا''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ستر[1] مرتبہ نماز جنازہ پڑھی —— رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں اس قدر اشک بار ہوئیں کہ آپ کی مبارک داڑھی تر ہو گئی —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر کیا کرتے تھے اور ان کے لیے رحمت و رضوان کی دعا کرتے تھے۔

یہ تھے شیر خدا، سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ —— جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا: تو ایک لمحے میں شرّ کا راستہ چھوڑ کر خیر کی طرف آ گئے —— لہٰذا انسان کو معصیت کیش اور غفلت شعار لوگوں کے تذکرے سے مایوس نہیں ہونا چاہیے —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کانیں پاؤ گے —— جو ان میں سے جاہلیت میں بہترین تھے وہ اسلام میں بھی بہترین ہیں بشرطیکہ وہ دین کا فہم حاصل کر لیں''۔[2]

---

[1] یعنی شہداء کو باری باری لا کر ان کی نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی —— لیکن حضرت امیر حمزہ کی میت بدستور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رہی۔ ۱۲ اشرف قادری

[2] یہ حدیث امام بخاری نے کتاب ''بدء الخلق'' باب مناقب قریش میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

Marfat.com

صُبحِ صادق کا اُجالا
اور
وَجد آفریں تلاوت

میری عمر دس سال تھی ــــــ میں پورا قرآن کریم حفظ کر چکا تھا، قرأت و تجوید مکمل کر لی تھی ــــــ اور اصول قرأت خوب اچھی طرح پڑھ چکا تھا ــــــ اس وقت ہم بُخَیرَہ کے دارالخلافہ دمنور نامی شہر میں تھے ــــــ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس خطے میں شرعی عدالت کے چیف جسٹس تھے ــــــ ان کی عادت یہ تھی کہ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کسی نہ کسی مسجد میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔

ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کے پاس مسجد میں گیا اور رات بھر ان کی خدمت میں رہا ــــــ رات کے آخری حصے میں انہوں نے مجھے سحری کے لیے جگا دیا ــــــ پھر میں نے ان کے حکم پر نماز فجر کے لیے وضو کیا ــــــ والد ماجد تلاوت میں مصروف ہو گئے ــــــ سحری کے آخری لمحات میں انہوں نے بلند آواز سے دعائے ماثور پڑھی۔

''اے اللہ! ہر تعریف تیرے لیے ہی ہے، تُو آسمانوں اور زمین کا منور کرنے والا ہے ــــــ تیرے لیے ہی ہر ستائش ہے، تُو آسمانوں اور زمین کو رونق دینے والا ہے ــــــ سب خوبیاں تیرے لیے ہی ہیں، تُو آسمانوں اور زمین کو مزیّن کرنے والا ہے ــــــ ہر ثنا

Marfat.com

تیرے لیے ہی ہے، تُو آسمان اور زمین اور ان میں، اور ان اوپر رہنے والی مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے ___ تُو برحق ہے اور تجھی سے حق ہے"۔ (آخر تک)

اتنے میں لوگ مسجد میں آنے لگے ___ اور ہم بالا خانے (دکہ) سے اتر کر نماز کے انتظار میں بیٹھ گئے ___ اس وقت مسجدوں میں زیتون کے تیل کی قندیلیں روشن کی جاتی تھیں، ہر قندیل میں فتیلہ ہوتا تھا ___ ان قندیلوں میں لرزتی ہوئی دھیمی دھیمی، روشنی جگمگا رہی تھی ___ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ روشنی نہیں بلکہ اس کی جھلملاہٹ ہے ___ ان قندیلوں کے گرد تاریکیاں بل کھاتی ہوئی دکھائی دیتیں، دیکھنے میں یوں محسوس ہوتا جیسے فضا میں روشن کرنیں بکھری ہوئی ہوں ___ اس سے رات کے اندھیرے تو نہیں چھٹ رہے تھے، البتہ رات کے حسین اسرار آہستہ آہستہ بے نقاب ہو رہے تھے ___ رات کی تاریکی میں یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ قندیلیں کسی گہرے مطلب کو واضح کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہوں ___ جیسے اس کی طرف اشارہ تو کر رہی ہوں، لیکن اسے پوری طرح ظاہر کرنے سے قاصر ہوں ___ آدمی یہ محسوس کیے بغیر نہ رہتا کہ وہ جس چیز کو دیکھنا چاہتا ہے اس کی بجائے نظر کسی دوسری چیز پر جا پڑتی ہے ___ وہ قندیلیں خود راز تھیں جو کسی دوسرے راز سے پردہ اٹھا رہی تھیں۔

صبح صادق کے اس ماحول میں جب رخصت ہونے والی تاریکی جانبِ مشرق سے پھوٹنے والی روشنی سے گلے مل رہی تھی ___ مسجد میں بیٹھنے والا اپنے جاگتے ہوئے شعور کے ساتھ صبح صادق کا یوں نظارہ کرتا جیسے فرشتے اس کے دل کو چھونے والے لطیف بادل لے کر زمین پر اتر آئے ہوں ___ اور اسے اپنے ہاتھوں رحمت و دل کشی سے شروع ہونے والے دن کا تحفہ دینے آئے ہوں۔

Marfat.com

میں اس مسرت بھرے لمحے کو نہیں بھول سکتا ـــــــ ہم مسجد کی مسحور کن فضا میں بیٹھے تھے ـــــــ اور قندیلیں یوں معلق تھیں جیسے ستارے اپنے مدار کے مختلف مقامات پر جگمگا رہے ہوں ـــــــ اور یہ چراغ ان قندیلوں میں خیالاتِ محبت کی طرح ہلکورے لے رہے ہوں ـــــــ لوگ پُرسکون انداز میں بیٹھے ہوئے تھے، جیسے ان پر روحانی وقار کی چادر تنی ہوئی ہو ـــــــ ہر انسان کے گرد قلبی اطمینان کا ہالہ بنا ہوا تھا ـــــــ اشیاء واضح طور پر دکھائی نہیں دیتی تھیں تا کہ انسانی ذہن انہیں روحانی احساس کا لبادہ پہنا دے ـــــــ اور جیسے ہر چیز کے دو چہرے ہوں ایک اس کا اپنا اور ایک دوسرا ـــــــ اور اس طرح اس میں شاعرانہ حُسن و جمال پیدا ہو جائے۔

میں زندگی بھر اس جمالیاتی ماحول کا کیف و سُرور نہیں بھول سکتا ـــــــ جب اچانک مسجد کی خاموش فضائیں رات کے پردوں کو چیرتی ـــــــ اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دھیمی آواز سے گونج اٹھیں ـــــــ آواز کیا تھی؟ ـــــــ دور آسمان کے اُفق کے نیچے گھنٹی بج رہی تھی ـــــــ وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں سورۂ نحل کی آخری آیات پڑھ رہا تھا، جن کا ترجمہ یہ ہے:

> ''اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ، پختہ تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے بہترین طریقے پر بحث کرو ـــــــ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے، اسے جو اس کی راہ سے بہکا ـــــــ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو ـــــــ اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ـــــــ اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر بہتر ہے ـــــــ اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے ـــــــ اور ان کے

Marfat.com

فریبوں سے دل تنگ نہ ہو ـــــ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں''۔ (القرآن، ۱۶/ ۱۲۸،۱۲۵)

جتنا اس قاری کو اپنی آواز پر کنٹرول تھا کسی طرب انگیز آواز والے کو کیا ہوگا؟ ـــــ وہ قُمری کی طرح اپنی آواز کے زیر و بم پر دسترس رکھتے ہوئے فضا میں نغمے بکھیر رہا تھا ـــــ وہ وجد آفرینی کی اس انتہا کو پہنچا ہوا تھا جو انسانی طاقت کے دائرہ امکان میں ہے ـــــ اس کی آواز نے جو عجیب لذت و نشاط بخشی وہ کسی بھی موسیقی سے حاصل نہیں ہو سکتی ـــــ اس کی مثال اس بلبل کی سی تھی جس پر چاندنی رات میں وجد کی کیفیت طاری ہو اور وہ اسی حالت میں نغمہ سرا ہو۔

اس کے نغموں میں عجیب ترتیب تھی، قوت بھی تھی اور نرمی بھی ـــــ اس کی آواز میں ایک روحانی اضطراب تھا، جیسے کسی غم کے مارے ہوئے کو اچانک مسرت و شادمانی مل جائے ـــــ اس کی آواز کی گونج دلوں میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی اور فضاؤں میں گردش کر رہی تھی ـــــ اس کے لحن داؤدی کی بدولت یوں محسوس ہوتا جیسے واقعی کلامِ الٰہی نے روح کو چھو کر رحمت کے پانی سے نہلا دیا ہو ـــــ اور وہ اس پھول کی طرح جھوم رہی ہو جس کا حسین چہرہ بادِ صبا نے شبنم سے ابھی ابھی دُھلایا ہو۔

ہم نے ترو تازہ قرآن پاک سنا جیسے حضرت روح الامین ابھی ابھی لے کر نازل ہوئے ہوں ـــــ وہ دل کش آواز دل و دماغ میں اس طرح رچ بس رہی تھی جیسے روحِ عالم، نظامِ کائنات میں جاری و ساری ہو ـــــ اور دل ان آیات سے اس طرح فیض یاب ہوا جیسے درخت کی جڑ پانی حاصل کر کے اس کے ایک ایک حصے کو سیراب کر دیتی ہے۔

زمان و مکان جھوم رہے تھے ـــــ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے خود متکلم جل شانہٗ

Marfat.com

اپنے کلام میں جلوہ فرما ہے ـــــ اتنے میں صبح صادق نمودار ہوئی ـــــ وہ اس طرح ٹھہری ہوئی تھی جیسے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگ رہی ہو کہ اس نور سے فیض یاب ہو کر تمام جہان کو منور کردے ـــــ ہم صبح صادق کے اُجالے میں وجد آفریں تلاوت سن رہے تھے ـــــ اور ہمارا وجدان کہہ رہا تھا کہ مسجد سے باہر دنیا کا نام ونشان اور ہر باطل مٹ چکا ہے ـــــ اور روئے زمین پر طیب وطاہر انسانیت باقی ہے یا مسجد ـــــ جب انسان اپنی خاکی فطرت سے بلند ہو کر روحانی لذت کے بلند مقام پر فائز ہوتا ہے تو اس وقت اس قسم کے روحانی معجزے دکھائی دیتے ہیں۔

اس وقت کے کم سن لڑکے کو اس روحانی ماحول نے یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ مسجد میں آنے والے ہر شخص کو یہ پیغام پہنچائے ـــــ چنانچہ میں ہر حال میں اس آواز کے حکم کا پابند ہوں جو کہتی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ۔

''آپ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ''۔

اور میں ہر مصیبت میں اس آواز کی تعمیل کرتا ہوں جس نے کہا ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

''اور تم صبر کرو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے''۔

(وحی القلم ـــــ للرافعی تبصرف)

Marfat.com

معاف کرنے کی شاندار مثال

(ابراہیم ابن مہدی ——— اور مامون)

ابراہیم بن مہدی نے رے میں خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا ——— وہ ایک سال گیارہ مہینے اور بارہ دن بلاشرکت غیرے اس علاقے کے مالک رہے ——— اس دوران انہیں بہت سے واقعات پیش آئے ——— ایک واقعہ خود انہی کی زبانی سنئے:

''مامون مجھے گرفتار کرنے کے لیے رَے پہنچا ——— اس نے آتے ہی اعلان کر دیا کہ ''جو مجھے گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرے گا اسے ایک لاکھ درہم بطور انعام دیئے جائیں گے'' ——— مجھے اپنی جان کی فکر لاحق ہو گئی اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں؟ وہ ایک گرم دن تھا جب میں ظہر کے وقت گھر سے نکلا ——— مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ ——— چلتے چلتے میں ایک ایسی گلی میں جا نکلا جو آگے سے بند تھی ——— میں نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ——— اگر میں واپس لوٹتا تو میرے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے۔

میں نے گلی کے کنارے ایک دروازے کے سامنے سیاہ فام غلام کو کھڑے ہوئے دیکھا ——— میں اس کے پاس چلا گیا اور اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کچھ جگہ ہے جہاں میں ایک گھڑی آرام کر سکوں'' ——— اس نے کہا: ''ہاں!'' اور دروازہ کھول دیا ——— وہ اُجلا اُجلا گھر تھا جس میں بستر بچھے ہوئے تھے، تکیے قرینے سے لگے

Marfat.com

ہوئے تھے اور کچھ صاف ستھری کھالیں پڑی ہوئی تھیں —— وہ مجھے بٹھا کر اور دروازہ بند کر کے چلا گیا —— میں نے سوچا کہ شاید اسے انعام کی خبر مل چکی ہے اور اب وہ مخبری کرنے گیا ہے —— اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ میں انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔

اسی حالت میں نہ جانے کتنا وقت گزر گیا —— پھر وہ اچانک آ گیا، اس کے ساتھ ایک مزدور تھا، جس نے روٹی، گوشت، نئی ہنڈیا، نیا گھڑا، نئے لوٹے اور ضرورت کی ہر چیز اٹھا رکھی تھی —— اس نے سب چیزیں مزدور کے سر سے اتاریں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

> ''اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے! —— میں حجام ہوں[1] اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ذریعۂ معاش کی بنا پر مجھ سے گھن محسوس کریں گے —— آپ یہ چیزیں لے لیجئے انہیں کسی نے استعمال نہیں کیا''۔

اور واقعی مجھے کھانے کی حاجت تھی —— میں نے خود سالن تیار کیا، مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اتنا لذیذ کھانا کھایا ہو —— اس نے کہا:

''کیا آپ مشروب نوش فرمائیں گے؟ اس سے غم دور ہو جاتا ہے'' —— میں نے اس کا دل رکھنے کے لیے کہا کہ ''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے'' —— اس نے بالکل نیا جام اور مشروب لا کر پیش کیا اور کہنے لگا: ''اپنے لیے مشروب تیار کیجئے'' —— میں نے اپنے لیے مشروب تیار کیا، وہ بہترین مشروب تھا —— اس کے علاوہ اس نے مٹی کی نئی پلیٹوں میں سجا کر مختلف پھل اور سبزیاں پیش کیں۔

پھر اس نے کہا:

> ''اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک

۱۔ پچھنے لگانے والا اور خون نکالنے والا۔ ۱۲ق

Marfat.com

گوشے میں بیٹھ کر کیف وسُرور حاصل کرلوں"۔۔۔۔۔

میں نے کہا: "اجازت ہے"۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد کہنے لگا:

"جناب! میری یہ حیثیت تو نہیں ہے کہ میں آپ سے گانے کی فرمائش کرسکوں۔۔۔۔۔ لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ پر میری عزت وحرمت لازم ہوچکی ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ اپنے غلام کو یہ شرف بخشنا چاہیں تو بخش دیں"۔۔۔۔۔

میں نے کہا: "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے گانا آتا ہے؟"۔۔۔۔۔

کہنے لگا: "سبحان اللہ! میرے آقا تو بہت مشہور شخصیت ہیں۔۔۔۔۔ آپ ابراہیم بن مہدی ہیں جو کل تک ہمارے خلیفہ تھے۔۔۔۔۔ آپ کی اطلاع دینے والے کے لیے مامون نے ایک لاکھ درہم کا اعلان کررکھا ہے"۔

اس کی یہ بات سن کر میری نگاہوں میں اس کی قدر ومنزلت مزید بڑھ گئی اور مجھے ماننا پڑا کہ یہ شخص بڑے بلند کردار کا مالک ہے۔۔۔۔۔ پھر جلد ہی مجھے نیند نے آلیا اور میں مغرب کے بعد جاکر کہیں بیدار ہوا۔۔۔۔۔ میں سوچنے لگا کہ یہ حجام کتنے نفیس مزاج کا مالک ہے؟ اور کتنے حسین اخلاق اور آداب کا حامل ہے؟ میں نے اٹھ کر ہاتھ اور منہ دھویا اور اسے بھی جگادیا۔۔۔۔۔ میرے پاس تھیلی میں قیمتی دینار تھے۔۔۔۔۔ میں نے وہ تھیلی اس کی طرف پھینک دی۔۔۔۔۔ اور اسے کہا:

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، کیونکہ میں تمہارے پاس سے رخصت ہورہا ہوں۔۔۔۔۔ میری تم سے درخواست یہ ہے کہ اس تھیلی میں جو کچھ ہے اسے اپنی ضروریات پر خرچ کرلینا۔۔۔۔۔ اور

Marfat.com

اگر میں خطرے کی زد سے نکل گیا تو تمہیں مزید انعام دوں گا''۔۔۔۔

اس نے وہ تھیلی ناگواری کے ساتھ مجھے واپس کردی۔۔۔۔ اور کہنے لگا:

''میرے آقا! آپ جیسے بڑے لوگوں کے ہاں ہم جیسے ناداروں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔۔۔۔ زمانے نے مجھے آپ کا قرب عطا کیا ہے اور آپ کی تشریف آوری کا مجھے شرف بخشا ہے۔۔۔۔ کیا میں اس کا معاوضہ قبول کرلوں؟۔۔۔۔ خدا کی قسم! اگر آپ نے دوبارہ یہ پیش کش کی تو میں خودکشی کرلوں گا''۔۔۔۔

چنانچہ میں نے تھیلی اپنے پاس رکھ لی، لیکن مجھے وہ بوجھل محسوس ہو رہی تھی۔

جب میں چلنے لگا تو وہ کہنے لگا:

''آقا! یہ مکان آپ کے لیے دوسری جگہوں سے زیادہ محفوظ ہے۔۔۔۔ اور آپ کے اخراجات کا مجھ پر کوئی بوجھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔ آپ میرے ہاں قیام کیجئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمادے''۔۔۔۔

چنانچہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اسے کہا کہ: ''اس تھیلی میں جو کچھ ہے اسے خرچ کرو''، لیکن اس نے انکار کردیا۔۔۔۔ میں نے چند دن بہترین خوشحالی میں اس کے پاس گزارے۔۔۔۔ پھر میں اس کے پاس قیام کرنے سے اکتا گیا اور مجھے اس پر بوجھ بننا اچھا نہیں لگا۔

وہ اشیاءِ ضروریہ لینے گیا تو میں وہاں سے چل دیا۔۔۔۔ میں نے زنانہ لباس پہنا اور نکل کھڑا ہوا۔۔۔۔ جب میں شارع عام پر آیا تو مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔۔۔۔ میں نے ایک پل سے گزرنے کا ارادہ کیا۔۔۔۔ میں جہاں سے گزر رہا تھا وہاں پانی کا

Marfat.com

چھڑکاؤ کیا گیا تھا ـــــ اچانک ایک فوجی نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا: ''مامون کو اسی تلاش ہے'' ـــــ یہ وہی فوجی تھا، جو کسی وقت میری خدمت کیا کرتا تھا۔

اس فوجی نے مجھے دبوچ لیا، میں نے اسے اس کے گھوڑے سمیت دھکا دے کر پھسلن میں پھینک دیا ـــــ وہ تماشہ بن گیا، بہت جلد لوگوں کا ہجوم اس کے گرد جمع ہوگیا، جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تیزی سے پل کے پار پہنچ گیا ـــــ چلتے چلتے ایک گلی میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہے ـــــ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اے عورتوں کی سردار! مجھے پناہ دو، کیونکہ میری جان کو خطرہ لاحق ہے'' ـــــ

اس نے کہا: ''میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں'' ـــــ اس نے مجھے ایک بالا خانے میں پہنچا دیا جس میں فرش بچھا ہوا تھا ـــــ اس نے کھانا لا کر پیش کیا ور کہنے لگی: ''اطمینان رکھیے! کسی کو آپ کے بارے میں علم نہیں ہے'' ـــــ اچانک دروازہ پوری قوت سے کھٹکھٹایا گیا ـــــ اس عورت نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر وہی شخص تھا جسے میں نے پل پر دھکا دیا تھا ـــــ اس کا سر پھٹا ہوا تھا، کپڑے خون آلود تھے اور گھوڑا غائب تھا ـــــ عورت نے اس سے پوچھا کہ: ''تمہیں کیا حادثہ پیش آگیا؟'' ـــــ اس نے کہا: ''وہ میرے ہاتھ آگیا تھا، لیکن بچ نکلا'' ـــــ اس نے وہ تمام واقعہ بیان کر دیا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا ـــــ عورت نے کچھ دھجیاں نکال کر اس کی مرہم پٹی کی، اس کے لیے بستر بچھایا، تکلیف کے باوجود وہ سوگیا ـــــ عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ـــــ ''میرا خیال ہے کہ یہ واقعہ آپ کے ساتھ ہی پیش آیا ہے'' ـــــ میں نے کہا: ''ہاں!'' اس نے کہا: ''آپ فکر نہ کریں'' ـــــ اور میری عزت و تکریم میں اضافہ

Marfat.com

کر دیا ـــــ میں تین دن اس کے پاس رہا ـــــ پھر اس نے کہا:

''مجھے اس شخص سے تمہارے بارے میں تشویش ہے، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ آپ کی مخبری نہ کر دے ـــــ اس لیے اپنی جان بچانے کی فکر کیجئے''۔

میں نے اس سے رات تک کی مہلت لی ـــــ رات ہوئی تو میں زنانہ لباس پہن کر اس کے گھر سے روانہ ہو گیا ـــــ ہماری ایک کنیز ہوا کرتی تھی، میں اس کے گھر چلا گیا ـــــ اس نے مجھے دیکھا، تو رو پڑی اور بڑے دکھ کا اظہار کیا، میری سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائی ـــــ اور یہ تاثر دے کر باہر چلی گئی کہ وہ ضیافت کا اہتمام کرنے کے لیے بازار جا رہی ہے، میں نے اس کے بارے میں اچھا گمان کیا ـــــ اچانک مجھے محسوس ہوا کہ مامون کے سوار اور پیادہ کارندوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا ہے ـــــ کنیز نے مجھے ان کے حوالے کر دیا ـــــ مجھے آنکھوں کے سامنے موت ناچتی ہوئی دکھائی دی ـــــ مجھے اسی زنانہ لباس میں مامون کے پاس لے جایا گیا ـــــ مامون نے دربارِ عام لگایا اور مجھے اس کے سامنے پیش کر دیا گیا ـــــ جب میں مامون کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا: ''السلام علیکم! اے خلیفۃ المسلمین!'' ـــــ اس نے کہا: ''اللہ تجھے سلامتی، زندگی اور رعایت عطا نہ فرمائے ـــــ میں نے کہا:

''امیر المؤمنین! ذرا ٹھہریئے ـــــ بے شک انتقام کے مالک کو بدلہ لینے کا اختیار دیا گیا ہے، لیکن معاف کر دینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر معافی سے بلند مقام عطا فرمایا ہے، جیسے کہ میرا گناہ ہر گناہ سے برتر ہے ـــــ اگر آپ انتقام لیں تو یہ آپ کا حق ہے ـــــ اور اگر آپ معاف کر دیں تو

Marfat.com

آپ کا احسان ہے"——

پھر میں نے یہ اشعار پڑھے:

ذَنْبِیْ اِلَیْکَ عَظِیْمٌ وَاَنْتَ اَعْظَمُ مِنْهُ

فَخُذْ بِحَقِّکَ اَوْلَا فَاصْفَحْ بِحِلْمِکَ عَنْهُ

اِنْ لَمْ اَکُنْ فِیْ فِعَالِیْ مِنَ الْکِرَامِ فَکُنْهُ

o "میرا گناہ آپ کی نظر میں بڑا ہے، لیکن آپ تو اس سے بھی بڑے ہیں۔

o آپ اپنا حق لیں یا نہ لیں، اسے اپنے حلم سے معاف کر دیں۔

o اگر میں اپنے افعال و کردار میں شریف لوگوں میں سے نہیں ہوں، آپ تو اصحاب کرم کا رویہ اختیار کریں"۔

مامون نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا، تو میں نے فوراً کہا:

اَتَیْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا وَاَنْتَ لِلْعَفْوِ اَهْلٌ

فَاِنْ عَفَوْتَ فَمَنٌّ وَاِنْ جَزَیْتَ فَعَدْلٌ

o "میں نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا، اور آپ معاف کرنے کے لائق ہیں۔

o اگر آپ معاف کر دیں تو احسان ہے، اور اگر سزا دیں تو عین انصاف ہے"۔

مامون پر رقت طاری ہوگئی—— مجھے اس کے انداز و اطوار سے رحم و کرم کی خوشبو محسوس ہوئی—— پھر مامون نے اپنے بیٹے عباس اپنے بھائی ابو اسحاق اور تمام حاضرین خواص کی طرف متوجہ ہو کر کہا:——

"تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟"——

سب نے میرے قتل کرنے کا مشورہ دیا، البتہ اس میں اختلاف تھا کہ کس طرح قتل کیا جائے—— پھر مامون نے احمد بن ابی خالد سے پوچھا کہ: "تم کیا کہتے ہو؟"—— اس نے کہا:

Marfat.com

''امیر المؤمنین! اگر آپ اسے قتل کردیں تو ہمیں ایسی مثال مل جائے گی کہ آپ جیسی شخصیت نے اس جیسے باغی کو قتل کیا ہو ـــــ اور اگر آپ اسے معاف کردیں تو ہمیں اس کی نظیر نہیں ملے گی کہ آپ جیسے بااختیار بادشاہ نے ایسے مجرم کو معاف کیا ہو'' ـــــ

مامون نے چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدتے ہوئے متفکرانہ لہجے میں یہ شعر پڑھا:

قَوْمِیْ هُمْ قَتَلُوْا اُمَیْمَ اَخِیْ
فَاِذَا رَمَیْتُ یُصِیْبُنِیْ سَهْمِیْ

''اُمیمہ! (بیوی کا نام) یہ میری قوم کے لوگ ہیں ـــــ جنہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے ـــــ اگر میں اسے نشانہ بناؤں تو مجھے ہی تیر لگے گا''۔

میں نے اپنے سر سے دوپٹا اتار دیا اور بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا ـــــ اور کہا: ''بخدا! امیر المؤمنین نے مجھے معاف کردیا ہے'' ـــــ مامون نے کہا: ''چچا جان! آپ کیلئے کوئی خطرہ نہیں ہے'' ـــــ میں نے کہا:

''امیر المؤمنین! میرا جرم اتنا بڑا ہے کہ میں معذرت بھی زبان پر نہیں لاسکتا ـــــ اور آپ کا فرمان اتنا عظیم ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ آپ کے معاف کرنے کے سامنے میرے شکریے کی کوئی حیثیت نہیں ہے ـــــ تاہم میں اتنا ضرور کہوں گا:

اِنَّ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَکَارِمَ حَازَهَا ... فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ لِلْاِمَامِ السَّابِعِ
مُلِئَتْ قُلُوْبُ النَّاسِ مِنْهُ مَهَابَةً ... وَتَظَلُّ تَکْلَؤُهُمْ بِقَلْبٍ خَاشِعِ
مَا اِنْ عَصَیْتُكَ وَالْغُوَاةُ تَمُدُّنِیْ ... اَسْبَابُهَا اِلَّا بِنِیَّةِ طَائِعِ
فَعَفَوْتَ عَمَّنْ لَّمْ یَکُنْ عَنْ مِّثْلِهٖ ... عَفْوٌ وَّلَمْ یَشْفَعْ اِلَیْكَ بِشَافِعِ

Marfat.com

وَ رَحِمْتَ اَطْفَالًا كَافْرَاخِ الْقَطَا
وَ حَنِيْنَ وَالِدَةٍ بِلُبِّ جَازِعٍ

o "بے شک کمالات کے خالق نے جملہ فضائل، آدم علیہ السلام کی پشت میں ساتویں امام[1] (مامون) کے لیے جمع کر دیئے ہیں۔

o لوگوں کے دل اس کے رعب اور دبدبے سے بھرے ہوئے ہیں، اور (اے امیر المؤمنین) آپ خضوع وخشوع والے دل سے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔

o جب گمراہوں کے اسباب میری امداد کر رہے تھے اس وقت بھی میں نے ایک فرمانبردار کی نیت سے آپ کی نافرمانی کی تھی (یعنی میری نیت یہی تھی کہ دوبارہ فرمانبردار بن جاؤں گا)

o آپ نے ایسے شخص کو معاف کیا کہ اس جیسوں کو معاف نہیں کیا جاتا اور اس نے کوئی سفارشی بھی تو پیش نہیں کیا تھا۔

o آپ نے بھٹ تیتر (ایک پرندہ) کے چوزوں جیسے بچوں اور پریشان عقل ماں کے رونے پر رحم کیا"۔

مامون نے کہا:

"آج تم پر کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں ہے ــــ میں نے تمہیں معاف کر دیا ــــ اور تمہارا مال اور تمہاری جائیداد تمہیں واپس کر دی"۔

میں نے کہا:

رَدَدْتَ مَالِیْ وَلَمْ تَبْخَلْ عَلَیَّ بِهٖ ... وَقَبْلَ رَدِّكَ مَالِیْ قَدْ حَقَنْتَ دَمِیْ
فَلَوْ بَذَلْتُ دَمِیْ، اَبْغِیْ رِضَاكَ بِهٖ ... وَالْمَالَ حَتّٰی اَسُلَّ النَّعْلَ مِنْ قَدَمِیْ

ا۔ عراق کے عباسی خلفاء میں مامون الرشید ساتویں خلیفہ تھے (۱) سفاح عبداللہ ابن محمد (۲) ابوجعفر منصور (۳) مہدی (۴) ہادی (۵) ہارون الرشید (۶) امین (۷) مامون (تاریخ الخلفاء) شرف قادری۔

Marfat.com

مَا كَانَ ذَاكَ سِوَى عَارِيَةٍ رَجَعَتْ إِلَيْكَ لَوْلَمْ تُعِرْهَا كُنْتَ لَمْ تُلَمِ

فَإِنْ جَحَدْتُكَ مَا أَوْلَيْتَ مِنْ كَرَمٍ

إِنِّي إِلَى اللُّؤْمِ أَوْلَى مِنْكَ بِالْكَرَمِ

o ''آپ نے میرا مال مجھے واپس کر دیا اور کسی بخل سے کام نہیں لیا، اور میرا مال واپس کرنے سے پہلے آپ نے میری جان بخشی کی۔

o اگر میں آپ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا خون اور سارا مال بھی خرچ کردوں، یہاں تک کہ پاؤں کے جوتے بھی اتار دوں

o تو یہ عاریۃً دی ہوئی چیز ہوگی جو آپ کی طرف لوٹ جائے گی، اور آپ اسے عاریۃً نہ دیں تو آپ پر کوئی ملامت نہ ہوگی (یعنی میری جان اور مال آپ کی ملکیت ہیں، اگر میں آپ کو پیش بھی کردوں تو یہ آپ ہی کی چیز آپ کے حوالے کرنا ہوگی)

o آپ نے از راہ کرم جو کچھ مجھے عنایت کیا ہے، میں اس کا انکار کردوں (اور شکریہ ادا نہ کروں) تو آپ جس قدر جود وسخا کے قریب ہیں، میں اس سے زیادہ کمینگی کے قریب ہوں گا (یعنی یہ میری انتہائی رذالت ہوگی)''۔

مامون نے کہا: ''کچھ کلام موتیوں جیسے ہوتے ہیں، یہ بھی ایسا ہی کلام ہے'' ——— اس نے مجھے خلعت عطا کی ——— اور کہا: ''چچا ابو اسحاق اور عباس (مامون کے بھائی اور بیٹے) نے تو تمہارے قتل کا مشورہ دیا تھا ——— میں نے کہا: امیر المؤمنین! انہوں نے ناصحانہ ہمدردانہ مشورہ دیا تھا ——— اور آپ نے وہ کچھ کیا جو آپ کے شایان شان تھا ——— اور آپ نے میری توقع پوری کرکے میرا خوف و ہراس دور کردیا'' ———

Marfat.com

مامون نے کہا: ''تم نے جاندار عذر پیش کر کے میرا تمام غصہ ختم کر دیا ——
میں نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں سفارشیوں کے احسان کی تلخی نہیں چکھائی''۔

پھر مامون نے طویل سجدہ کیا —— اور سر اٹھا کر کہا: —— ''چچا! آپ جانتے ہیں، میں نے سجدہ کیوں کیا؟'' —— میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہ اس نے آپ کو آپ کی حکومت کے دشمن پر غلبہ عطا کیا'' —— مامون نے کہا:

''میرا یہ ارادہ نہ تھا، بلکہ اس امر کا شکر ادا کیا کہ اس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تمہیں معاف کر دوں —— اب تم اپنی سرگزشت بیان کرو'' ——

میں نے اپنے حالات تفصیلاً بیان کیے —— مامون نے حکم دیا کہ فوجی کی بیوی کو حاضر کیا جائے —— اور یہ کہتے ہوئے اسے اپنے محل میں قیام کی جگہ دی کہ یہ دانشور خاتون ہے اور اس لائق ہے کہ اہم امور انجام دے —— حجام کو بھی حاضر کیا اور اسے کہا:

''تمہارے اخلاق کی عظمت سامنے آچکی ہے —— اور اس کا تقاضا ہے کہ تمہیں بھرپور انعام واکرام سے نوازا جائے'' ——

اسے بہترین لباس پہنایا گیا —— اور تاحیات سالانہ ایک ہزار دینار اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔

Marfat.com

نعرۂ حق

(قاضی عمر بن حبیب کا عجیب واقعہ)

قاضی عمر بن حبیب اپنی زندگی کا عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ——— ایک دن ہارون الرشید کی محفل میں حاضر ہوا ——— وہاں ہارون کے رشتے داروں اور حاشیہ برداروں کا ہجوم تھا ——— وہ بلند آواز سے ایک مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے، شور وغوغا کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی ——— ہر شخص غالب آنے کی فکر میں تھا ——— دونوں طرف سے دلائل و براہین پیش کیے جا رہے تھے ——— ہارون الرشید خاموشی سے سر جھکائے ان کی گفتگو اور بحث مباحثہ سن رہا تھا ——— ان میں سے ایک شخص نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی ——— اس کا مد مقابل راضی نہ ہوا، اس نے نہ صرف حدیث پر اعتراض کیا بلکہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ——— بحث شدت اختیار کر گئی ——— ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث قابل اعتماد اور لائق قبول نہیں ہے'' ——— ایک دوسرے شخص نے کہا: ''بلکہ مردود ہے'' ——— پھر کیا تھا، انہوں نے یہ حدیث اور اس کے راوی کی کھلے بندوں تکذیب کی شروع کر دی۔

میں نے دیکھا کہ حدیث کا انکار کرنے اور اس پر طعن کرنے میں ہارون الرشید

Marfat.com

نے بھی ان لوگوں کا ساتھ دیا اور ان ہی کی تائید کی ـــــ ظاہر ہے کہ اعتراض کرنے والوں کی دلیل کو قوت حاصل ہوگئی ـــــ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی حدیث کی حمایت کرنے والوں کا پلڑا جھک گیا۔

بخدا! جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور آپ کے صحابہ پر طعن و تشنیع سنی تو مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہوسکا ـــــ مجھے کچھ یاد نہ رہا کہ میں کون ہوں؟ ہارون الرشید کون ہے؟ ـــــ اور اس کی سلطنت اور گرفت کیا ہے؟ ـــــ مجھ پر رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور آپ کے صحابۂ کرام کی غیرت چھا گئی ـــــ میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا، مجھے پتا نہیں کہ میں کس طرح کھڑا ہوا؟ ـــــ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمانی طاقت میرے جسم میں حلول کرگئی ہے اور اس نے مجھے نئی روح بخش دی ہے۔

میں نے اونچی آواز میں گفتگو کا آغاز کیا، میری آواز میں خوف اور بزدلی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ تھی۔

میں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح ہے ـــــ اور حضور کے صحابی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معتبر راوی ہیں ـــــ وہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث روایت کرنے میں سچے ہیں اور ان کا بیان صحیح ہے"۔

میری گفتگو کے مکمل ہونے سے پہلے ہی ہارون الرشید نے مجھے غضبناک نگاہوں سے دیکھا ـــــ اس کی نگاہوں میں دھمکی تھی ـــــ اور اس کی آنکھوں میں انتقام اور سزا کے شعلے لپک رہے تھے ـــــ حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ عمر بن حبیب نے خلیفہ کے غضب کو چیلنج کیا ہے ـــــ لہٰذا آج خلیفہ کے انتقام اور اس کی سخت گیری سے بچ نہیں سکے گا ـــــ آج اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔

Marfat.com

مجلس برخاست ہوگئی اور میں اٹھ کر اپنے گھر آگیا ــــ میں نے ہارون الرشید سے ہونے والی گفتگو پر غور کیا ـــــ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کی نصرت وحمایت کی توفیق عطا فرمائی ـــــ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک غلام نے دروازہ کھٹکھٹایا ـــــ میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' ـــــ اس نے کہا:

''عمر بن حبیب! امیر المؤمنین آپ کو یاد کر رہے ہیں ـــــ آپ کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں، آپ کفن پہن لیں اور مردوں کو لگائی جانے والی خوشبو لگالیں ـــــ رب کعبہ کی قسم! میں آپ کا خیر خواہ ہوں، جاتے ہوئے وصیت بھی کرتے جائیں''۔

قاضی عمر نے غلام کی بات سنی تو ان کے دل میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی ـــــ انہوں نے ذرہ برابر خوف یا گھبراہٹ محسوس نہ کی ـــــ بلکہ آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر، اپنے رب کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئے:

''اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی کے صحابی کا دفاع کیا ہے ـــــ میں نے اعلان کیا ہے کہ تیرے نبی ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کے صحابۂ کرام کے خلاف، زبان طعن دراز نہیں کی جاسکتی ـــــ میں نے تیری رضا کے لیے ان کی نصرت وحمایت کی ہے ـــــ تو ہی مجھے بادشاہ وقت سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی حفاظت وعنایت کا سایہ عطا فرما''۔

دعا مانگنے کی دیر تھی کہ ایک روحانی جھونکا قاضی کے دل میں اتر گیا ـــــ اور انہیں اطمینان وسکون بخش گیا ـــــ خوف وہراس کا نام ونشان نہ تھا ـــــ قاضی کہتے

Marfat.com

ہیں کہ: ''جب مجھے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ غیظ و غضب سے بھرا ہوا، آستین چڑھائے ہوئے، تخت شاہی پر بیٹھا تھا ــــــ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور سامنے چمڑے کا فرش بچھا ہوا تھا، جس پر مجرموں کا سر قلم کیا جاتا تھا''۔

جب اس نے مجھے دیکھا تو اس کا غصہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا ــــــ قریب تھا کہ غصے کی شدت کی بنا پر پھٹ جائے ــــــ اس نے میری طرف ایسی نگاہوں سے دیکھا جن سے غضب اور انتقام کے شرارے پھوٹ رہے تھے ــــــ کہنے لگا:

''عمر بن حبیب! آج تم نے جس طرح میری بات کارد کیا ہے کسی کو اس کی جرأت نہیں ہوسکی ــــــ تم نے بھرے مجمع میں میرے آگے بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے''۔

اس کا غیظ و غضب اور اس کی دھمکی میرے عزم کا کچھ نہ بگاڑ سکی ــــــ بلکہ میری طاقت اور صاف گوئی میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ــــــ میں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

''امیر المؤمنین! ــــــ جو بات آپ نے کہی، اس کی طرف آپ نے میلان ظاہر کیا اور اس میں حاضرین سے موافقت کی ــــــ یہاں تک کہ اعتراض کرنے والوں کا پلڑا بھاری ہوگیا ــــــ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کے مقام کے لائق نہیں ہے۔

اگر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اور آپ کی حدیث کے روایت کرنے والے جھوٹے ہوں، جیسے کہ ان لوگوں نے کہا ــــــ تو خدا کی پناہ! شریعت باطل قرار پائے گی ــــــ فرائض، نماز، روزے، نکاح، طلاق اور حدود کے احکام مردود اور نامقبول ٹھہریں گے''۔

Marfat.com

ہارون الرشید سر جھکائے سن رہا تھا، اس پر حق کی ہیبت چھا گئی اور وہ پُرسکون ہوگیا ــــــ یوں دکھائی دیتا تھا کہ وہ پہلے والا ہارون الرشید نہیں رہا ــــــ میں نے مزید اونچی آواز میں کہا:

''امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے! اس بات کو تسلیم کرنا تو کجا، اسے سننا بھی گوارا نہ کیجئے! ــــــ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کے بارے میں غیرت پر سب لوگوں سے زیادہ آپ کا حق ہے''۔

ہارون الرشید نے قاضی عمر کی گفتگو سنی تو یوں معلوم ہوا کہ ایک معظم فرشتے کی روح اس میں حلول کر گئی ہے، جس نے اس کے شیطان کو بھگا دیا ہے ــــــ اسے انجانی قوت نے اپنی گرفت میں لے لیا ــــــ وہ سوچنے پر مجبور ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ بہتے ہوئے آنسوؤں میں کہنے لگا اور تین بار یہ الفاظ کہے:

''عمر بن حبیب! تم نے مجھے نئی زندگی عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے۔

خدا کی قسم! اگر میں اپنے فیصلے پر عمل درآمد کر بیٹھتا تو برباد ہوجاتا ــــــ کل میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کو کیا جواب دیتا؟'' ــــــ

ہارون الرشید کے حکم پر انہیں دس ہزار درہم بطور انعام دیئے گئے ــــــ قاضی عمر کامیابی کے پھریرے لہراتے ہوئے واپس آئے ــــــ انہوں نے کلمۂ حق کہنے اور پرچم شریعت بلند کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد اسی طرح ہوتا ہے ــــــ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے

Marfat.com

والے کو ایسی روح عطا کرتا ہے جس پر خوف اور بزدلی کا سایہ بھی نہیں پڑتا ـــــ وہ بندۂ خدا ہر جگہ کسی ڈر اور خوف کے بغیر، ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق بلند کر دیتا ہے ـــــ اس کی نگاہوں میں دنیا اور مال و جاہ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی ـــــ اس کی نظر میں صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہوتا ہے ـــــ جو مخلوق کے دلوں کو اپنی مشیّت اور پسند کے مطابق پھیر دیتا ہے ـــــ وہ اللہ والا، خلیفۂ وقت کو بھی شریعت کے اوامر و نواہی سنانے سے نہیں گھبراتا۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ تو رزق کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں اور نہ ہی موت کو وقت سے پہلے لے آتے ہیں"۔[۱]

۱۔ اس حدیث کو امام اصبہانی نے روایت کیا ـــــ اور یہ ایک ضعیف حدیث کا حصہ ہے ـــــ جیسے کہ امام منذری نے الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۱ میں بیان کیا ـــــ میں کہتا ہوں کہ علماء کے نزدیک یہ طے شدہ امر ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاتا ہے ـــــ البتہ احکام کے ثابت کرنے اور حلال و حرام میں معتبر نہیں ہوتی ـــــ ۱۲ فرفور

Marfat.com

حاتم طائی کی سخاوت

(حاتم طائی کی بیوی ماویہ کی زبانی)

حاتم طائی کی بیوی ماویہ کا بیان ہے کہ ——— ایک دفعہ ہولناک قحط پڑا——— جس کی بنا پر زمین سکڑ گئی——— آسمان کے اطراف میں غبار ہی غبار دکھائی دینے لگا——— آیاؤں نے بچوں کو دودھ پلانا چھوڑ دیا، کیونکہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں اترتا تھا——— خشک سالی نے مال بیکار کر دیا——— اور ہمیں ہلاکت کا یقین ہو گیا——— بخدا! سردیوں کی ایک طویل رات تھی——— ہمارے بچے عبداللہ، عدی، اور سفّانہ بھوک کے ہاتھوں چیخ رہے تھے——— حاتم نے دو بچوں کو سنبھال لیا اور میں نے بچی کو اٹھالیا——— حاتم، مجھے باتوں سے بہلانے لگے——— میں نے ان کا مقصد سمجھتے ہوئے سونے کی کوشش شروع کر دی۔

جب ستارے ڈوب گئے تو اچانک کسی نے گھر کا پردہ اٹھایا اور چھوڑ دیا——— حاتم نے پوچھا: ''کون ہے؟''——— ایک عورت کی آواز آئی کہ:

''میں آپ کی فلاں پڑوسن ہوں——— میں اپنے بچوں کو بھیڑیوں کی طرح چلاتے ہوئے چھوڑ کر آپ کے پاس آئی ہوں——— اے ابوعدی! مجھے آپ کے سوا کوئی قابل اعتماد آدمی نظر نہیں آیا''———

حاتم نے کہا:

''انہیں جلدی لے آ، اللہ تعالیٰ نے تیری اور ان کی خوراک کا انتظام

Marfat.com

کردیا ہے"——

چند لمحوں میں وہ بچوں کو لے آئی—— دو اس نے گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور چار اس کے ساتھ چل رہے تھے—— یوں دکھائی دیتی تھی جیسے وہ شتر مرغ ہو اور اس کے بچے اس کے اردگرد چل رہے ہوں۔

حاتم نے اٹھ کر اپنے گھوڑے کی گردن پر چھری چلا دی اور وہ گر گیا—— پھر اس کی کھال اتار کر چھری عورت کو تھما دی اور اسے کہا: "اب تم جانو اور تمہارا کام"—— ہم سب مل جل کر گوشت بھوننے اور کھانے لگے—— حاتم قبیلے کے ایک ایک گھر گئے اور کہنے لگے: "لوگو! آؤ اور دعوت کے مزے لوٹو"—— سب لوگ جمع ہو گئے—— اور حاتم کپڑے میں لپٹ کر ایک طرف بیٹھ گئے اور ہمیں دیکھنے لگے—— خدا کی قسم! انہوں نے ایک بوٹی بھی نہیں کھائی، حالانکہ انہیں ہم سے زیادہ گوشت کی حاجت تھی—— صبح ہوئی تو زمین پر گھوڑے کی ہڈیوں اور کھروں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا—— حاتم اپنی اس کاروائی پر بڑے مسرور تھے۔

انہوں نے مسرت کے عالم میں کہا:

أَمَــاوِيُّ إِنَّ الْـمَــالَ غَــادٍ وَّرَائِـحٌ
وَ يَبْقٰى مِنَ الْمَالِ الْاَحَادِيْثُ وَ الذِّكْرُ

ماویہ! مال آنے جانے والی چیز ہے، مال کے بدلے باتیں اور یادیں باقی رہ جاتی ہیں۔

أَيَـا ابْـنَـةَ عَبْـدِاللّٰـهِ وَابْـنَـةَ مَـالِكٍ — وَيَاابْنَةَ ذِي الْبُرْدَيْنِ وَالْفَرَسِ الْوَرْدِ
إِذَا مَـا طَـلَبْـتِ الزَّادَ فَـالْتَمِسِيْ لَـهُ — اَكِيْلًا فَـاِنِّـيْ لَسْتُ آكُلُـهُ وَحْدِيْ
اَخـاً طَـارِقًـا اَوْجَـارَ بَيْتٍ فَـاِنَّنِيْ — اَخَافُ مَذَمَّاتِ الْاَحَادِيْثِ مِنْ بَعْدِيْ

Marfat.com

وَاِنِّیْ لَعَبْدُ الضَّیْفِ مَا دَامَ ثَاوِیًا وَمَا فِیْ اِلَّا تِلْكَ مِنْ شِیْمَةِ الْعَبْدِ

o ''اے عبداللہ اور مالک کی بیٹی! اور اے دو چادروں والے اور سرخ گھوڑے والے کی بیٹی!

o جب تو زادِ راہ تلاش کرے تو اسے کھانے والا بھی ڈھونڈ، کیونکہ میں اسے اکیلا نہیں کھاؤں گا۔

o کوئی رات کو آنے والا بھائی یا پڑوسی تلاش کر، کیونکہ میں بعد میں بنائی جانے والی باتوں سے ڈرتا ہوں۔

o مہمان جب تک قیام کرے میں اس کا غلام ہوں، اور مجھ میں غلاموں والی یہی ایک خصلت ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ۔

''اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے''۔[1]

۱۔ یہ حدیث امام ترمذی نے باب ماجاء فی السخاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔۔۔۔۔ امام بیہقی نے حضرت جابر سے شعب الایمان میں ۔۔۔۔۔ اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ضعیف سندوں سے روایت کی ۔۔۔۔۔ تاہم یہ سندیں ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں ۔۔۔۔۔ علاوہ ازیں یہ حدیث معنوی اعتبار سے صحیح ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

جوامعُ الکَلِم

(وہ احادیث جن کے مختصر کلمات میں جہانِ معانی پوشیدہ ہیں)

پہلی حدیث:

حضرت حذیفہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ——— اور صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ: "ہمارے پاس آؤ" ——— صحابۂ کرام آکر بیٹھ گئے تو فرمایا: "یہ رب العالمین کے رسول جبریل امین ہیں" ——— انہوں نے ہمارے دل میں القاء کیا ہے کہ:

"کوئی شخص بھی اپنی قسمت کا پورا رزق حاصل کیے بغیر نہیں مرے گا ——— جب رزق کے ملنے میں دیر ہو جائے ——— تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور حسن طلب سے کام لو ———
رزق کی تاخیر تمہیں ہرگز اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے سے رزق حاصل کرو ——— کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کی فرمانبرداری سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں"۔[۲]

۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان جیسی اکابر صحابہ میں سے تھے ——— غزوۂ خندق میں حاضر ہوئے، اور اس موقع پر شاندار کارنامہ انجام دیا ——— اس کے بعد دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے ——— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا حاکم مقرر کیا ——— تاحیات وہیں رہے ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ——— اس کے چالیس روز بعد حضرت حذیفہ کا وصال ہوا ——— یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے ——— حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کی خبر دی"۔ بحوالہ اصابہ بتصرف۔ ۱۲ فرفور

۲۔ حافظ منذری نے الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۵۳۵ میں فرمایا: "اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں ——— سوائے قدامہ بن زائدہ کے ——— ان کے بارے میں مجھے جرح یا تعدیل مستحضر نہیں ہے"۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

دوسری حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت[۱] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات اقدس کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! —— میری امت کے کچھ لوگ فخر و تکبر اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے —— صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے —— یہ ان کے ان جرائم کی سزا ہوگی، جو انہوں نے

حرام چیزوں کو حلال جانا ——

گانے بجانے والی رقاصائیں رکھیں ——

شراب پی ——

سود کھایا ——

اور ریشم پہنا"۔[۲]

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، ابوالولید انصاری خزرجی ہیں —— بیعت عقبہ میں مقرر کردہ نقیبوں میں سے تھے —— غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے —— فتح مصر میں شامل ہوئے —— کمک کے چوتھائی حصے کے امیر تھے —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت معاذ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل شام کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا —— فلسطین میں قیام پذیر ہوئے —— طویل القامت اور رحیم تھے —— ۳۴ھ میں رملہ میں وصال فرمایا۔ ۱۲ فرفور

۲۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ نے روایت کی —— حافظ منذری الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۶۳ میں کہتے ہیں کہ یہ "حدیث ضعیف ہے" —— میں کہتا ہوں:

"اس حدیث کے شواہد موجود ہیں جو معنوی طور پر اسے تقویت دیتے ہیں" —— لہٰذا یہ صحیح ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

تیسری حدیث:

حضرت ابو سعید خدری[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''راستوں میں بیٹھنے سے بچو!'' —— صحابۂ کرام نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہمارے مل بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ہم باہمی گفتگو کر سکیں'' —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم بیٹھنے پر ہی مصر ہو تو راستے کو اس کا حق دو'' —— عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! راستے کا کیا حق ہے؟'' —— فرمایا:

''نگاہوں کو جھکانا —— ایذاء رسانی سے باز رہنا —— سلام کا جواب دینا —— نیکی کا حکم دینا —— اور برائی سے منع کرنا''۔

--------✿--------

چوتھی حدیث:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے —— یا تو تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ ضرور تم پر اپنا عذاب بھیجے گا —— پھر تم اس سے دعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی'' ——

یہ حدیث حسن ہے، اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔

--------✿--------

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے —— کنیت کے ساتھ مشہور ہیں —— غزوۂ احد کے موقع پر انہیں کم عمر قرار دیا گیا —— اس غزوہ میں ان کے والد ماجد شہید ہوئے —— حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے —— افاضل صحابہ میں سے تھے —— احادیث مبارکہ بکثرت یاد تھیں —— ۷۴ھ میں وصال ہوا —— سن وصال کے بارے میں کچھ دوسرے اقوال بھی ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

پانچویں حدیث:

حضرت ابوالولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل امور پر بیعت کی:

(۱) باوجودیکہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے گی ——— ہم تنگی اور آسانی، خوشی اور ناخوشی، ہر حال میں امیر کا حکم سنیں گے ——— اور اس کی اطاعت کریں گے۔

(۲) ہم خلافت کے مسئلے پر اس کے مستحق سے جھگڑا نہیں کریں گے (فرمایا) مگر اس صورت میں کہ تم کھلا ہوا کفر دیکھو ——— جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل ہو۔

(۳) ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں گے ——— اور راہِ خداوندی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ——— (صحیحین)

چھٹی حدیث:

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر آگ میں ڈالا جائے گا ——— اس

۱۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت زید رضی اللہ عنہ، دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی ہیں ——— زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی ——— انہیں ابو زید بھی کہا جاتا تھا ——— ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں کھلایا تھا ——— حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اسلام میں پیدا ہوئے ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی ——— سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک عظیم لشکر کا کمانڈر بنایا تھا ——— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی کمان کو برقرار رکھا ——— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور انہیں اپنے بیٹے سے زیادہ وظیفہ دیتے تھے ——— ۵۴ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں ان کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا ——— ان کے فضائل بہت ہیں ——— اور ان کی روایت کردہ حدیثیں مشہور ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی —— وہ انہیں لے کر اس طرح گھومے گا، جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے —— اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو جائیں گے، اور پوچھیں گے: "اے فلاں! تمہیں کیا ہوا؟ —— کیا تم نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے، اور برائی سے منع نہیں کرتے تھے؟" وہ کہے گا: "کیوں نہیں؟ میں یہ سب کچھ کرتا تھا —— لیکن میں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا —— اور برائی سے منع کرتا تھا مگر خود اس کا مرتکب ہوتا تھا"۔ (صحیحین)

Marfat.com

زم زم کی کھدائی

عبدالمطلب بن ہاشم کہتے ہیں: میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا ــــ ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا: ''طیبہ کی کھدائی کرو'' ــــ میں نے پوچھا:[1] ''طیبہ کیا ہے؟'' وہ جواب دیئے بغیر چلا گیا ــــ دوسرے دن میں پھر اسی جگہ جا کر سو گیا ــــ وہی شخص آ کر کہنے لگا: ''برہ کی کھدائی کرو'' ــــ میں نے کہا: ''برہ کیا ہے؟'' تو وہ پھر جواب دیئے بغیر چلا گیا ــــ تیسرے دن میں پھر اسی جگہ جا کر سو گیا ــــ وہ پھر آیا اور کہنے لگا:

> ''زم زم کی کھدائی کرو ــــ اگر اس کی کھدائی کرو گے تو تمہیں ندامت نہیں ہوگی'' ــــ

میں نے پوچھا: ''زمزم کیا ہے؟'' ــــ اس نے کہا: ــــ

> ''وہ ایسا کنواں ہے جو کبھی خشک نہیں ہوگا ــــ اور نہ ہی کبھی اس کی برائی کی جائے گی ــــ وہ عظمت والے حاجیوں کو سیراب کرے گا ــــ وہ ان مقامات کے درمیان ہے۔ (۱) فرث۔ (۲) دم۔ (۳) نقرۃ الغراب الاعصم۔ (۴) قریۃ النمل''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب خواب میں دکھائی دینے والے شخص نے عبدالمطلب کو اس کنوئیں کی اہمیت سے آگاہ کر دیا ــــ اور اس کی جگہ کی نشاندہی کر دی ــــ اور انہیں احساس ہو گیا کہ اس نے سچ کہا ہے ــــ تو دوسرے دن کدال .

ا۔ مسجد حرام میں واقع کنوئیں کے یہ نام ہیں: (۱) زمزم۔ (۲) طیبہ۔ (۳) برہ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

لے کر پہنچ گئے ــــــ ان کے ساتھ ان کے بیٹے حارث بن عبدالمطلب بھی تھے ــــــ اس دن ان کے علاوہ کوئی دوسرا بیٹا ساتھ نہ تھا ــــــ انہوں نے کھدائی شروع کر دی۔

جب کنوئیں کی منڈیر دکھائی دی تو انہوں نے مسرت سے سرشار ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا ــــــ قبیلۂ قریش کے افراد کو پتا چل گیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں ــــــ سب اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے:

''عبدالمطلب! یہ ہمارے جد امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا کنواں ہے ــــــ اس میں ہمارا بھی حصہ ہے ــــــ اس میں ہمیں بھی شریک کیجیے!'' ــــــ

انہوں نے کہا:

''یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا ــــــ یہ خصوصیت تمہیں نہیں، صرف مجھے حاصل ہوئی ہے ــــــ اور یہ کنواں صرف مجھے دیا گیا ہے'' ــــــ

کہنے لگے:

''آپ انصاف سے کام لیجئے! ــــــ ہم آپ کو چھوڑیں گے نہیں، ہم اس سلسلے میں مقدمہ لڑیں گے'' ــــــ

عبدالمطلب کہنے لگے:

''تم کسی کو فیصل مقرر کر لو، میں اپنا موقف اس کے سامنے پیش کروں گا'' ــــــ

انہوں نے ملک شام میں رہنے والی بنو سعد کی کاہنہ کا نام تجویز کیا۔

عبدالمطلب نے کہا: ''مجھے منظور ہے''۔

عبدالمطلب سوار ہو کر چل پڑے، ان کے ساتھ بنو امیہ اور بنو عبد مناف کے چند افراد تھے ــــــ قریش کے ہر قبیلے کے چند افراد بھی ساتھ ہو لیے۔ راستے میں

Marfat.com

بے آب و گیاہ جنگلات تھے ——— چلتے چلتے حجاز اور شام کے درمیان ایسے ہی ایک لق و دق صحرا میں پہنچے ہی تھے کہ عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا ——— پیاس کی شدت کا یہ حال تھا کہ موت سامنے ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگی ——— انہوں نے اپنے ہم سفر قریش کے قبیلوں سے پینے کے لیے پانی مانگا ——— تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ——— اور کہنے لگے:

''ہم خود اس وقت بے آباد جنگل میں ہیں، اور ہماری جانوں کو بھی اس مصیبت کا خطرہ ہے جو تمہیں درپیش ہے''۔

عبدالمطلب نے جب ان کا رویہ دیکھا ——— اور اس خطرے کا جائزہ لیا جو انہیں اور ان کے ساتھیوں کو درپیش تھا ——— تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: ''تمہارا کیا خیال ہے؟' ——— انہوں نے کہا: ''ہمارا خیال وہی ہے جو آپ کا ہے، آپ جو مناسب سمجھیں، ہمیں حکم دیں'' ——— عبدالمطلب نے کہا:

''میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی پوری طاقت صرف کر کے اپنے لیے گڑھا کھود لے ——— جب کسی شخص کا آخری وقت آجائے تو اس کے ساتھ اسے اس گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیں ——— یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص باقی رہ جائے ——— پوری جماعت کے ضائع ہونے سے ایک شخص کا ضائع ہونا اور بے گور و کفن رہ جانا آسان ہے'' ———

سب نے اس تجویز کو صحیح قرار دیا ——— اور ہر شخص اپنے لیے گڑھا کھود کر اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ پیاس کے ہاتھوں سب سے پہلے کس کی زندگی کا چراغ گل ہوتا ہے؟ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

''ہمارا موت کے سامنے یوں ہتھیار ڈال دینا ——— سفر ملتوی

Marfat.com

کر دینا، اور اپنے لیے کچھ بھی تلاش نہ کرنا، بے بسی کی انتہا ہے ـــ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کسی شہر میں پانی عطا فرمادے ـــ اس لیے کجاوے کس لو اور یہاں سے چل دو"۔

تمام ساتھی تیار ہو گئے ـــ قریش کے قبیلوں کے ہم سفر ساتھی دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرنے والے ہیں؟ ـــ عبدالمطلب آگے بڑھے اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے ـــ جب سواری انہیں لے کر اٹھی، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا ـــ عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ـــ پھر انہوں نے اتر کر ساتھیوں سمیت پانی پیا ـــ اور مشکیزے بھر لیے۔

انہوں نے قریش کے قبیلوں کو بلا کر کہا:

"آؤ! اور دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی عطا کر دیا ہے ـــ تم بھی پیو اور مشکیزے بھر لو" ـــ

سب نے دل کھول کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے ـــ پھر بیک زبان بولے عبدالمطلب:

"اللہ کی قسم! تمہارے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے ـــ خدا کی قسم! ہم تم سے زمزم کے مسئلے پر کبھی جھگڑا نہیں کریں گے ـــ جس ذات کریم نے اس جنگل میں تمہیں پانی عطا کیا ہے، اسی نے تمہیں زمزم عطا کیا ہے ـــ آپ مطمئن ہو کر واپس چلیں آپ ہی زمزم کے متولی ہوں گے" ـــ

چنانچہ عبدالمطلب اور دوسرے تمام لوگ کاہنہ سے ملاقات کیے بغیر لوٹ گئے، اور چاہ زمزم بالاتفاق ان کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

سچائی کی برکتیں

حجاج بن یوسف بیٹھا ہوا' عبدالرحمٰن بن اشعث کے ساتھیوں کو قتل کروا رہا تھا ——— ایک قیدی اٹھ کر کہنے لگا: جناب امیر! میرا آپ پر ایک حق ہے ——— حجاج نے کہا' وہ کیا؟ ——— کہنے لگا: ایک دن عبدالرحمٰن آپ کو گالیاں دے رہا تھا تو میں نے آپ کا دفاع کیا تھا ———

حجاج نے کہا' اس کا گواہ کون ہے؟ ——— اس شخص نے کہا' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ جس نے وہ گفتگو سنی تھی وہ گواہی دے ——— ایک دوسرے قیدی نے اٹھ کر کہا' جناب! یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا تھا ——— حجاج نے کہا' پہلے قیدی کو رہا کردو ———

پھر گواہی دینے والے سے پوچھا ——— تجھے کیا رکاوٹ تھی کہ تو نے اس طرح میرا دفاع نہ کیا؟ ——— اس نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا ——— رکاوٹ یہ تھی کہ میرے دل میں تمہاری پرانی دشمنی تھی ——— حجاج نے کہا، اسے بھی رہا کردو ——— کیونکہ اس نے پوری جرأت کے ساتھ سچ کہا ہے۔

Marfat.com

سرچشمۂ ایمان سے پھوٹنے والا کلمۂ حق

عمر بن ھبیرہ[۱] عبدالملک بن یزید[۲] کے دور میں واسط[۳] کے گورنر اور اچھی سیرت کے مالک تھے ——— علماء سے محبت رکھتے تھے ——— فقہاء کرام کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان کے فیصلوں کا احترام کرتے تھے ——— ایک دن انہوں نے اپنے دور کے تین نامور علماء کو دعوت دی جو اپنے زمانے میں علم و فضل، زہد و تقویٰ اور فقاہت کے امام تھے: (۱) حسن بصری (۲) محمد بن سیرین (۳) شعبی ———

یہ تینوں علمی دنیا کے ستون، تشریف لائے تو ان کا پرتپاک استقبال کیا ———

۱۔ عمر بن ہبیرہ، یزید بن عبدالملک کے دور میں عراق کے گورنر تھے ——— ۱۰۳ھ میں عراق کی گورنری سے معزول کردیے گئے ——— شہرہ آفاق بہادر تھے ——— انہوں نے ترکوں کو زچ کردیا تھا ——— چنانچہ وہ ان سے بہت ڈرتے تھے۔ ۱۲ فرفور۔

۲۔ یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم، بنو امیہ کے خلفاء میں سے تھے ——— حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے دن، اپنے بھائی سلیمان کی وصیت کے مطابق، خلیفہ بنائے گئے ——— چالیس دن عمر بن عبدالعزیز کی روش پر چلے ——— پھر ان کے پاس دمشق کے کچھ سرکردہ لوگوں نے حاضر ہو کر حلفیہ بیان دیا کہ خلفاء حساب و عقاب سے آزاد ہوتے ہیں ——— شام کے بعض جاہلوں کا یہی عقیدہ تھا اور اسی عقیدے کی بنا پر یزید کو فریب میں مبتلا کیا ——— جولان کے علاقے میں فوت ہوئے اور انہیں دمشق لے جاکر ۲۵ شعبان ۱۰۵ھ کو باب جابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا ——— ان کی عمر انتیس سال ——— اور عرصہ خلافت چار سال اور ایک ماہ تھا۔ ۱۲ فرفور

۳۔ یاقوت نے معجم البلدان میں بیان کیا ہے کہ واسط کا نام واسط رکھنے کی دو وجہیں ہیں: (۱)۔ وہ کوفہ اور بصرہ کے درمیان ہے ——— (۲) اس کا فاصلہ کوفہ اور بصرہ ہر ایک سے ایک سو پچاس میل ہے ——— ۸۴ھ میں اس کی تعمیر کا آغاز حجاج نے کیا ——— اور ۸۶ھ میں اسے مکمل کیا ——— اس میں اس نے اپنا محل، مسجد اور فصیل تعمیر کی ——— اس کی تعمیر پر چالیس کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے ——— یہ عظیم شہر ہے، جس کے محلے اور دیہات کثیر تعداد میں ہیں ——— باغات اور کھجوروں کے بے شمار درخت ہیں ——— ہر چیز نہایت سستی ہے۔ ۱۲ معجم البلدان۔

Marfat.com

ان کی مہمانی اور ضیافت کا شاندار اہتمام کیا، اور خدمت کے لیے خدام کی ایک جماعت مقرر کردی۔

تینوں حضرات امیر کے ہاں ایک مہینہ پوری شان وشوکت کے ساتھ رہے ــــــ ہر دن ان کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہوتا رہا ــــــ اوران پر انعامات کی بارش ہوتی رہی۔

ایک دن امیر کے دربان نے آکر انہیں امیر کا سلام دیا اور خبر سنائی ــــــ کہ:

''آج امیر آپ سے ملاقات کریں گے، وہ آنے ہی والے ہیں'' ــــــ یہ حضرات بیٹھے امیر کا انتظار کرتے رہے ــــــ عمر بن ہبیرہ تن تنہا لاٹھی ٹیکتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے، ان کے ساتھ کوئی خادم نہ تھا ــــــ بڑے عمدہ انداز میں سلام کیا اور انہیں خوش آمدید کہا ــــــ اوران کے پاس بیٹھ کر خیریت دریافت کی ــــــ اوران سے پوچھا کہ:

''کیا آپ کا وقت آرام وسکون کے ساتھ گزرا؟'' ــــــ ان بزرگوں نے امیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ:

> ''آپ نے ہماری بڑی خدمت کی اور ہمارے لیے بڑا اہتمام کیا ــــــ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بھلائی عطا فرمائے''۔

عمر نے کہا:

> ''میرے دل میں ایک چیز کھٹک رہی ہے، اور میں اس کے بارے میں بہت متردّد ہوں ــــــ میں اسی کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ــــــ مجھے آپ سے بڑا خیر خواہ، علم والا اور صاحب تقویٰ نہیں ملا ــــــ آپ حضرات اُمتِ مُسلمہ کے دینی راہنما اور شریعت کا پرچم بلند کرنے والے ہیں''۔

سب نے بیک زبان پوچھا: ''وہ کیا ہے؟''

امیر نے کہا: ''جیسے کہ آپ جانتے ہیں، یزید بن عبدالملک، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے ــــــ اس نے لوگوں سے عہد
لے رکھا ہے کہ وہ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں اور خود
عوام کو بھی عہد دے رکھا ہے ــــــ اس کی طرف سے مجھے کچھ ایسے
احکام ملتے ہیں جن کے نافذ کرنے میں میری ہلاکت ہے ــــــ
اگر میں اس کی اطاعت کروں تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہروں گا ــــــ
آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں؟''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''آپ امیر کے سوال کا جواب دیجئے!'' ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے
خاموشی سے سر جھکا لیا اور نگاہیں نیچی کرلیں ــــــ ان کے چہرے پر
خوف اور ہیبت کی ایک لہر گزر گئی ــــــ ان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ
انہوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔

پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''آپ امیر کے سوال کا جواب ارشاد فرمائیں!'' شعبی نے چند کلمات کہے، صاف دکھائی دیتا تھا کہ ان پر حکومت کا رعب طاری ہو چکا ہے اور وہ تردّد کا شکار ہیں ــــــ اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، صاف صاف نہیں کہہ سکتے۔

عمر بن ہبیرہ نے ان کی گفتگو سنی، لیکن ان کے جواب سے انہیں تشفی نہیں ہوئی۔

امیر نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

''ابو سعید! ــــــ جو کچھ آپ نے سنا، اس کے بارے میں آپ کیا
کہتے ہیں؟ اور آپ کی اپنی رائے کیا ہے؟''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سر جھکائے اس سوچ بچار میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں کیا کہنا چاہئے؟ ــــــ انہوں نے سر اٹھایا اور ابن ہبیرہ پر بھرپور نظر ڈالی جیسے کہیں دور

Marfat.com

سے اس کی روح کو حاضر کر رہے ہوں ـــــ تاکہ اسے خالص نصیحت اور کھری کھری باتیں سنائیں ـــــ ان کی دینی ذمہ داری نے انہیں برانگیختہ کیا کہ حق بات واشگاف لفظوں میں کہہ دیں ـــــ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کا تصور کیا تو ہر ہیبت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ـــــ انہوں نے اس شخص کی طرح گفتگو کی جس کی نگاہوں میں حق کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''چونکہ آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے، اس لیے مجھ پر جواب دینا لازم ہوگیا ہے ـــــ کیونکہ دین اخلاص کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لیے، عامۃ المسلمین کے لیے'' ـــــ

انہوں نے امیر کے لقب کا ذکر کیا اور نہ ہی اس کی کنیت کا، بلکہ براہ راست نام لے کر اسے مخاطب کیا۔

''عمر بن ہبیرہ! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے یزید سے محفوظ رکھے گا ـــــ یزید تجھے اللہ تعالیٰ سے بچا نہیں سکے گا ـــــ وہ وقت دور نہیں جب آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا، وہ تجھے تخت حکومت سے اتار دے گا ـــــ اور محلات کی وسعت سے نکال کر تجھے تیرے گھر کے صحن میں پہنچا دے گا ـــــ پھر تجھے گھر کے صحن سے نکال کر قبر کی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں پہنچا دے گا ـــــ جہاں تیرے عمل صالح کے علاوہ وسعت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

ابن ہبیرہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے منع کرتا ہوں ـــــ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو صرف اور صرف اپنے بندوں کا یاور و مددگار

Marfat.com

بنایا ہے اور اپنے دین کا پاسبان —— لہٰذا تم لوگ خداداد حکومت کے بل بوتے پر بندگان خدا کی گردنوں پر سوار ہو کر، انہیں ذلیل نہ کرو —— کیونکہ

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

"کسی مخلوق کی بات مان کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی"۔

ابن ہبیرہ! اس بات سے ڈر کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نافرمانی ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے —— اور تجھ پر قہر و غضب کی نگاہ ڈالے —— اور تجھ پر رحمت کا دروازہ بند کر دے۔

ابن ہبیرہ! میں نے اس اُمت کے دور اول کے بہت سے قدسی صفات افراد کو دیکھا ہے —— تم اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اتنا نہیں بچتے ہوگے —— جتنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے بچتے تھے —— تمہیں اپنے گناہوں کے بخشے نہ جانے کا اس قدر خوف نہیں ہوگا —— جتنا کہ انہیں اپنی نیکیوں کے مردود ہونے کا خوف تھا —— دنیا کے مال و متاع کی جتنی اہمیت تمہاری نگاہوں میں ہے اس سے کہیں زیادہ ان کے نزدیک اُخروی ثواب کی اہمیت تھی —— دنیا تم سے دور ہونا چاہتی ہے اور تم اس کے پیچھے بھاگ رہے ہو —— جب کہ دنیا ان کی طرف مائل تھی اور وہ اس سے دور بھاگتے تھے —— جس قدر تم دنیا کی طرف مائل ہو، اس سے کہیں زیادہ وہ دنیا سے اعراض کرتے تھے"۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوگئے —— حق کی ہیبت امیر پر چھا گئی —— وہ حسن بصری کی گفتگو سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہوگیا —— یوں دکھائی

Marfat.com

دیتا کہ عمر بن ہبیرہ غائب کردیا گیا ہے اور اس کی جگہ دوسرا شخص لاکر بٹھا دیا گیا ہے —— ایک دفعہ پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بلند ہوئی —— سرچشمۂ ایمان اور آسمان اخلاص سے وارد ہونے والے مضامین کے بیان کرنے کے لیے وہ سراپا زبان بن گئے —— اور پورے جلال کے ساتھ گویا ہوئے:

"اے عمر! میں تجھے اس مقام سے ڈراتا ہوں جہاں تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قہر وغضب سے ڈرایا ہے —— ارشاد ربانی ہے:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ (ابراھیم ۱۴/۱۴)

"یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے"۔

اے عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یزید کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا —— اور اگر تُو یزید کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کردے گا"۔

امیر ان کلمات، حق و صداقت کی گرفت میں آگیا —— اس کا چہرہ فرط ندامت کی بنا پر سرخ ہوگیا —— وہ ایمان و اخلاص سے معمور دل سے صادر ہونے والے ان کلمات کو پوری طرح سن نہ سکا —— اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، اس پر شدت گریہ طاری ہوگئی اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی —— وہ اٹھا اور لڑکھڑاتے قدموں سے واپس چلا گیا —— اسے کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس کی ذات میں ایک ایسا انقلاب آگیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوز و فلاح کی بشارت ملنے سے روحوں پر طاری ہوا کرتا ہے —— اس انقلاب نے حکومت کے بارے میں اس کا نکتہ نظر تبدیل کردیا اور اسے ایسے سیدھے اور سچے راستے پر ڈال دیا جو اسے پہلے معلوم نہ تھا۔

Marfat.com

اس پر حقیقت، اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوگئی —— جاتے ہوئے وہ بار بار ان کلمات کو دہرا رہا تھا۔

''عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یزید کے خلاف ہے تو، اللہ تعالیٰ تجھے یزید کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا —— اور اگر تو یزید کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کردے گا''۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ۔ (ابراہیم۱۴/۱۴)

''یہ اس کے لیے ہے جو میری بارگاہ میں کھڑے ہونے اور میری وعید سے ڈرا''۔

دوسرے دن امیر نے انہیں انعام و اکرام سے نوازا —— حسن بصری کو چار ہزار درہم دیئے، ابن سیرین اور شعبی کو دو، دو ہزار —— شعبی وہاں سے نکل کر سیدھے مسجد میں گئے —— لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے، انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:——

''تم میں سے جو شخص مخلوق کو چھوڑ کر خالق کی رضا حاصل کر سکتا ہے، ضرور کرے —— ابن ہبیرہ نے مجھے، حسن بصری اور شعبی کو بلایا اور ہم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں سوال کیا —— میں نے اور ابن سیرین نے ابن ہبیرہ کا لحاظ کیا —— ہم اسے بطور نصیحت وہ کلمۂ حق نہ کہہ سکے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر واجب کیا تھا —— اللہ تعالیٰ نے ہمیں دور کر دیا اور ہمارے انعام میں کمی کر دی —— حسن بصری نے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا —— تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نصرت و اعانت سے نوازا، مالا مال کیا اور ہماری نسبت انہیں مال بھی زیادہ دیا، ہیبت بھی زیادہ عطا کی''۔

Marfat.com

دور اول میں ایسے لوگ امت مسلمہ کے سربراہ ہوتے تھے —— وہ علماء سے نصیحت کی درخواست کرتے تھے اور علماء انہیں بے دھڑک ہو کر نصیحت کرتے تھے —— حکمران اس کی نصیحتوں پر عمل کرتے تھے، جس کا فائدہ انہیں بھی ملتا تھا اور امت مسلمہ کو بھی —— کیونکہ مخلص علماء، انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں —— ان سے وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بیان کریں —— چاہے اس کے لیے کتنی ہی مشکلات اور دشواریاں برداشت کرنا پڑیں —— انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے، حق کے بیان کرنے —— اور اس کی حمایت کرنے سے، کسی ملامت گر کی ملامت نہیں روک سکتی —— ان کے دل، دنیا اور اس کی چمک دمک، رزق اور اس کے اسباب سے بے نیاز ہو چکے ہیں —— ان کے شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد اور اطاعت میں گزرتے ہیں —— اور وہ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں —— نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے:

فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ لَا یَمْنَعُ رِزْقًا وَّلَا یُقَدِّمُ اَجَلًا۔[۱]

"قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! نیکی کا حکم دینا —— اور برائی سے منع کرنا —— نہ تو رزق کو روکتا ہے اور نہ ہی موت پہلے لاتا ہے"۔

o حسن بصری، ابو سعید، امام، سنت و ہدایت کے امام تھے، جامع عالم، ثقہ، لائق اعتماد، صاحب عبادت و ریاضت، فصیح —— اپنے زمانے کے عظیم مجاہد اور بہادر —— امراء اور علما کو پوری قوت کے ساتھ نصیحت کرنے اور ہدایت دینے والے تھے —— اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے —— ۱۱۰ھ میں وصال ہوا۔

۱۔ اس حدیث کا حوالہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

محمد بن سیرین انصاری: ابوبکر بصری: اپنے وقت کے امام، ثقہ، معتمد علیہ، امام فقیہ اور وسیع علم والے تھے —— ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے —— بڑے متقی تھے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے —— خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں مشہور تھے —— ۱۱۰ھ میں وصال ہوا۔

شعبی، عامر بن شراحیل حمیری شعبی، ابوعمرو کوفی، جلیل القدر امام تھے، پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی —— کہا جاتا تھا کہ شعبی سے بڑا فقیہ کوئی نہیں —— حافظہ بہت قوی تھا —— فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ کاغذ پر لکھا وہ سب مجھے یاد ہے —— ۱۰۳ھ میں وصال ہوا۔ رحمهم الله تعالیٰ علیهم رحمة واسعة

Marfat.com

ایمان اور قرآن کا فیضان

طلباء، مدارس اور دانشکدوں سے فارغ ہوکر دور دراز علاقوں میں چلے جاتے ہیں ـــــ اور زمانہ انہیں علمی اور عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا وسیع میدان فراہم کرتا ہے ـــــ اس وقت علمی مراکز اور دانشگاہوں کے اثرات اور مقاصد، ان فضلاء کی زبانوں سے نکل کر منظر عام پر آتے ہیں ـــــ تب انہیں آلام و مصائب کی بھٹیوں اور رخصت و عزیمت کی شاہراہوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسانی نفوس کے جوہر کھلتے ہیں ـــــ روحوں کی حقیقتیں اور صلاحیتیں بے نقاب ہوتی ہیں ـــــ اور جن مدارس سے پڑھ کر وہ نکلے ہیں، ان کے مقاصد ان سند یافتہ ارباب علم کی زبانوں اور مجاہدانہ کارناموں کے ذریعے، دنیا کے سامنے آتے ہیں ـــــ خصوصاً ان اصحاب علم و فکر کے ذریعے جو اپنے خالق و مالک پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہوں۔

انسان کے دل میں ایمان کی وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں دل کی ہے ـــــ جب ایمان، دل میں جلوہ گر ہو جاتا ہے تو وہ ایسی طاقت بن جاتا ہے کہ بلند و بالا پہاڑ اس کا راستہ نہیں روک سکتے ـــــ اور صف شکن دلاور اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتے ـــــ تاریخ کے صفحات اس کے ایمان کے اثرات سے جگمگا رہے ہیں۔

یہ جلیل القدر انصاری صحابی حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ[۱] ہیں ـــــ جنہیں

۱۔ یہ خبیب بن عدی بن مالک بن عامر انصاری اوسی رضی اللہ عنہ تھے ـــــ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جام شہادت نوش کیا ـــــ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ـــــ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا ـــــ اور حضرت عاصم بن ثابت افلح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا ـــــ امام بخاری، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو ابوسروعہ نے شہید کیا ـــــ اسی طرح "اصابہ" میں ہے۔ ۱۲ فرفور۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے بعض صحابہ کے ہمراہ عرب کے کچھ قبائل کے پاس بھیجا —— تا کہ انہیں دین متین کا پیغام پہنچائیں —— اسلامی تعلیمات سکھائیں اور جہالت و معصیت اور کفر وفسق کے اندھیروں سے نجات دلائیں —— ان ظالموں نے غداری کی، اور امن و ہدایت کے علمبرداروں کو شہید کردیا —— اس وقت خبیب بن عدی اور زید بن الدشنہ[1] رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے معمولی قیمت پر مکہ مکرمہ میں بیچ دیا گیا —— حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا —— اس کے بیٹوں نے اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کرنے اور عار کی ذلت کو دھونے کے لیے خبیب کو خرید لیا —— اور قتل کرنے تک ماویہ بنت حجیر کے گھر قید کردیا۔

ماویہ کا بیان ہے کہ خبیب میرے گھر میں قیدی بنا کر رکھے گئے —— تو انہوں نے تمام عرصے میں اس جانور کا گوشت کھانے سے انکار کیا، جسے اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر ذبح کیا گیا ہو —— وہ ہمارے گھر سے ملنے والا صرف دودھ نوش کر لیتے تھے —— میں نے انہیں جب بھی دیکھا، روزے کی حالت میں، نماز پڑھتے ہوئے دیکھا —— وہ روحانی فرشتے تھے، جن کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں —— ان کے ملکوتی کردار نے مجھے مرعوب کردیا، اور ان کے ایمان نے میرے دل میں گہرا اثر چھوڑا —— ایک دن میں نے چھپ کر دروازے کے سوراخ میں سے انہیں دیکھا —— تو حیران رہ گئی —— ان کے ہاتھ میں انسانی سر کے برابر تر و تازہ انگوروں کا گچھا تھا —— اور وہ توڑ توڑ کر انگور کھا رہے تھے، حالانکہ میرے علم کے مطابق اس وقت روئے زمین پر انگور موجود نہ تھے —— میں نے ان سے پوچھا: ''خبیب! یہ انگور کہاں سے ملے ہیں؟''

۱۔ ''اصابہ'' میں ہے کہ حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے —— بدر اور احد میں شریک ہوئے —— غزوۂ بئر معونہ میں مشرکین نے انہیں گرفتار کرایا —— اور قریش نے انہیں مقام تنعیم میں شہید کردیا —— وہ فقہاء صحابہ میں سے تھے —— ۱۲ فرفور۔

Marfat.com

انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا: ”یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں“ ـــــ جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوئے، اور مجھ پر دہشت طاری ہو گئی ـــــ وہ جب قرآن پاک پڑھتے تو عورتیں سننے کے لیے اکٹھی ہو جاتیں ـــــ اور اتنی متاثر ہوتیں کہ خوفِ الٰہی کی بنا پر زار و قطار رونے لگتیں۔

دین و ایمان کے دشمنوں نے جب انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور وقت مقرر کر دیا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ـــــ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ان کے دل میں ذرہ برابر ملال پیدا نہ ہو۔

اب اہلِ مکہ نے ان کے ایمان کے خریدنے کا فیصلہ کیا ـــــ انہوں نے پیشکش کی کہ ہم تمہیں آزاد کر دیں گے اور منہ مانگا انعام بھی دیں گے ـــــ شرط صرف اتنی ہے کہ تم ایک بار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دو ـــــ خبیب رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے ان کی پیشکش ٹھکرا دی ـــــ اور کہا: ”میرے نزدیک موت اتنی معمولی چیز ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے“ ـــــ بنو الحارث جب انہیں شہید کرنے کے لیے گئے، تو انہوں نے کہا: ”مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں“ ـــــ چنانچہ انہوں نے بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، خون کے پیاسے بیٹھے دیکھتے رہے ـــــ نماز سے فارغ ہو کر انہیں خطاب کرتے ہوئے کہنے لگے: ـــــ ”اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں، تو نماز لمبی پڑھتا“ ـــــ مشرکین نے انہیں ایک ستون پر سولی چڑھا دیا، جب انہوں نے مسکراتے ہوئے قبلہ شریف کی طرف رخ کیا ـــــ خوف و ہراس کا نام و نشان تک نہ تھا، یوں دکھائی دیتا کہ وہ دوستوں کی ملاقات سے مسرور ہیں ـــــ انہوں نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو بیت اللہ شریف، مدینہ منورہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سب ان کے سر کی آنکھوں کے سامنے تھے ـــــ اردگرد کا پورا ماحول اور دشمنوں کا اجتماع سب کچھ ان کی

Marfat.com

نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے میرا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر اور کعبۂ مبارکہ کی طرف کر دیا ہے ـــــ جسے تو نے اپنے اہل ایمان بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔

یا اللہ! اپنے رسول کو میرا سلام پہنچا دے ـــــ اور جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں اس کی اطلاع اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے۔

اے خالق کائنات! مجھے اپنے آس پاس صرف دشمنوں کے چہرے دکھائی دے رہے ہیں ـــــ میرے مالک! انہیں گن لے اور انہیں قتل کر کے پارہ پارہ کر دے، اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے''۔

مظلوم خبیب رضی اللہ عنہ کی دعا سن کر ابو سفیان اتنے خوفزدہ ہوئے کہ زمین پر گر گئے ـــــ وہ جانتے تھے کہ مظلوم کی دعا خالی نہیں جاتی ـــــ حالانکہ اس وقت وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

پھر ظالموں نے انہیں قتل کر دیا ـــــ جب بھی ان پر نیزے یا تلوار کا وار کیا جاتا، تو وہ جھوم اٹھتے ـــــ لمبی لے میں پڑھتے لا الٰہ الا اللہ وہ بڑی بہادری، ثابت قدمی اور ایمان وصبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ـــــ ان کی غیرت ایمانی اور استقامت میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہوئی ـــــ بعینہٖ وہی وقت تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں ـــــ آپ پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے، جب افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھوں میں سیل اشک رواں تھا ـــــ اور آپ

Marfat.com

کہہ رہے تھے:

''خبیب! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں''۔

صحابۂ کرام نے پوچھا تو فرمایا: ''قریش نے انہیں شہید کر دیا ہے'' —— سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت مقداد بن اسود اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش لانے کے لیے بھیجا —— حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں وہاں پہنچا تو چالیس افراد نشے میں دھت پڑے تھے —— میں خبیب کی نعش کو کھول کر تھوڑا سا پیچھے ہٹا، تو وہ نیچے گر گئی —— بالکل تر و تازہ، اس میں کچھ بھی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تھی —— میں نے اسے گھوڑے پر رکھا اور چل دیا، اتنے میں مشرکین کو بھی پتا چل گیا —— جب میں نے دیکھا کہ وہ بالکل قریب آ چکے ہیں، تو میں نے نعش نیچے گرا دی، تاکہ تیزی سے دوڑ سکوں اور یقینی موت سے بچ جاؤں —— مشیتِ ایزدی یہ تھی کہ شہید مجاہدوں کے جسموں کو بے آبروئی سے محفوظ رکھا جائے —— چنانچہ زمین نے ان کی نعش کو اس طرح نگلا کہ نام و نشان باقی نہ رہا —— اس لیے ان کا نام بلیع الارض (وہ جسے زمین نگل گئی) قرار دیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام کا ایمان، نہ تو انہیں ورثے میں ملا تھا، نہ ہی معاشرے کا عطیہ تھا، اور نہ ہی ہاں میں ہاں ملانے کا نتیجہ تھا —— بلکہ ایک راسخ عقیدہ تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں پیوست تھیں، اور اسے قرآن اور اخلاق کے سرچشمۂ صافی سے سیراب کیا گیا تھا —— اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایمان کے پودے نے دوگنا پھل دیا اور اس میں کچھ کمی نہ ہوئی —— مصائب و حوادث کی آندھیاں اسے بدل نہ سکیں —— بلکہ اس کی قوت اور پختگی میں روز افزوں ترقی ہی ہوتی رہی، جس قوم کے افراد کے دلوں میں ایمان رچ بس نہیں جاتا ہے —— وہ نہ

Marfat.com

صرف کمزور ہوتی ہے، بلکہ اپنی معنوی زندگی اور ترقی کھو بیٹھتی ہے—— ایسی قوم علم اور ثقافت کی روح سے فائدہ نہیں اٹھاتی، اس کے لیے علم وبال اور بدبختی کا سبب بن جاتا ہے۔

جس قوم کی گھٹی میں ایمان باللہ شامل ہو، اس کے لیے یہ مسئلہ کچھ عجیب نہیں ہوتا—— وہ اس طرح زندگی گزارتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں، اور اس سے انس حاصل کر رہے ہوں—— جو کچھ ان کے رب کی طرف سے آتا تھا' اس پر راضی رہتے تھے، اور اسے میٹھا اور لذیذ جانتے تھے۔

ان لوگوں کے دل رنج و راحت میں مستحکم رہے—— اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں جو کچھ بھی پیش آیا، اس کے سامنے بزدل اور کمزور نہ ہوئے—— اور نہ ہی زمانے کے حملوں اور حوادث کے آگے جھکے—— وہ ہمیشہ سرچشمۂ ایمان سے ایسا نور طلب کرتے رہے' جو تاریک زندگی کے انجانے راستوں کو روشن کر دے اور سرکش دلوں سے غفلت کے پردے چاک کر دے—— وہ خود تو زمین پر چلتے تھے لیکن ان کی روحیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے سراپا اشتیاق اور مسرور رہتی تھیں۔

Marfat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ذکاوت

حضرت عمرو بن العاص[1] رضی اللہ عنہ قیساریہ فتح کر کے آگے بڑھے تو غزہ کے پاس پڑاؤ ڈالا ـــــ غزہ کے رئیس نے پیغام بھیجا کہ: ''اپنے کسی ساتھی کو گفتگو کے لیے میرے پاس بھیجئے'' ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ اس کام کے لیے میرے سوا کوئی موزوں نہیں ہے۔

چنانچہ خود روانہ ہوئے اور رئیس کے پاس پہنچ کر اس سے گفتگو کی ـــــ رئیس ان کی گفتگو سن کر دنگ رہ گیا، اس نے کبھی ایسی گفتگو نہیں سنی تھی ـــــ کہنے لگا: ''یہ بتائیے کہ آپ کے ساتھیوں میں آپ جیسا عقل مند کوئی دوسرا شخص بھی ہے'' ـــــ

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

> ''یہ نہ پوچھئے! میں ایک معمولی شخص ہوں، اسی لیے میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے ـــــ انہوں نے مجھے اس مشکل میں ڈال دیا ہے، حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ آپ میرے ساتھ کیا معاملہ کرنے والے ہیں؟'' ـــــ

رئیس نے حکم دیا کہ: ''انہیں تحفے تحائف اور پوشاک دو'' ـــــ اور اپنے

۱۔ حضرت عمرو بن العاص بن ہاشم بن وائل قریشی سہمی تھے رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو محمد تھی ـــــ فتح مکہ سے پہلے، ماہ صفر ۸ھ میں اسلام لائے ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سات سال پہلے اسلام لائے ـــــ اور ۴۳ھ میں راہی دار آخرت ہوئے، نوے سال عمر پائی ـــــ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر بنایا ـــــ حضرت عمرو بن العاص عرب کے ذہین ترین فرد تھے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

دربان کو پیغام بھیجا کہ: ''جب یہ تمہارے پاس سے گزریں تو سب کچھ چھین کر اس کا سر قلم کر دو''۔

جب رئیس کے پاس سے نکلے تو غسان کا ایک عیسائی آپ کے پاس سے گزرا ـــــ اس نے آپ کو پہچان لیا اور کہنے لگا:

''آپ بڑی عمدگی سے اندر آئے ہیں ـــــ نکلتے وقت بھی خوش اسلوبی سے کام لیں'' ـــــ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کا مطلب سمجھ گئے اور وہیں سے واپس پلٹ گئے ـــــ رئیس نے کہا: ''آپ دوبارہ ہمارے پاس کیوں آئے ہیں؟'' ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں نے آپ کے دیئے ہوئے عطیات دیکھے ہیں، یہ میرے چچا زاد بھائیوں کے لیے کافی نہیں ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں، تا کہ میں اپنے دس بھائیوں کو ساتھ لے آؤں ـــــ بہتر ہوگا کہ آپ کا عطیہ صرف ایک شخص کو ملنے کی بجائے دس افراد کو مل جائے'' ـــــ

رئیس نے کہا: ''آپ کا خیال صحیح ہے، جلد انہیں بھی لے آؤ''، دربان کو پیغام بھیج دیا کہ: ''انہیں گزر جانے دو'' ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بخیریت نکل آئے، البتہ از راہ احتیاط ماحول پر کڑی نگاہ رکھی، جب انہیں اطمینان ہوگیا تو کہنے لگے: ـــــ ''آئندہ کبھی اپنے آپ کو ایسے خطرے میں نہیں ڈالوں'' گا ـــــ جب وہ علاقہ صلح سے فتح ہوگیا تو وہی رئیس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کے لیے آیا ـــــ انہیں دیکھتے ہی چونک گیا اور کہنے لگا: ''آپ ہی وہ نمائندہ تھے'' ـــــ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! تم نے دھوکہ دینے کی پوری کوشش کی تھی''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے ـــــــ وہ عرب کے مشہور ترین زیرک اور اپنے دور کے نابغۂ عصر تھے ـــــــ وہ اپنے حیرت انگیز ذکاوت اور فطانت اور عالی دماغی کی بنا پر مکار دشمن کے مکر وفریب سے محفوظ رہے اور صحیح سالم اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے۔

مومن کو اسی طرح محتاط اور بیدار مغز ہونا چاہئے تاکہ دشمن سے محفوظ رہے ـــــــ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کتنی شاندار بات کہی تھی:

''میں نے تو کسی کو دھوکہ دیتا ہوں اور نہ ہی کسی فریب کار کے فریب کا شکار ہوتا ہوں''۔

Marfat.com

شوکتِ اسلام
(مسلمانوں کی آبرو)

''یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور مشرکین باطل پر نہیں؟'' —— فرمایا: ''ضرور ہیں'' —— پھر پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں جائیں گے؟'' —— فرمایا: ''ہاں! ضرور جائیں گے''، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:——

''جب ہم حق پر ہیں تو چھپ چھپ کر عبادت کیوں کریں؟——
یا رسول اللہ! آپ ہمیں لے کر حرم کعبہ میں چلیں —— اللہ کی قسم!
جس جس مجلس میں، میں نے لات وعزّیٰ[1] کی عزت بڑھائی ہے،
وہاں دینِ اسلام کا پرچم بلند کروں گا''۔

یہ کلمات، صاحب فتوحاتِ کثیرہ اور اسلام کے نور، عمر بن الخطاب قریشی عدوی رضی اللہ عنہ نے کہے —— کون عمر؟ —— وہ جن کا اسلام لانا فتح تھا —— جن کی ہجرت فتح اور خلافت بھی فتح تھی —— ان کے کلمات سے دوسرے صحابۂ کرام کی ہمت بندھ گئی اور حوصلے بلند ہوگئے —— نور ہدایت کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے صحابۂ کرام ایک قطار میں دارارقم سے نکلے —— اس قطار کے ایک کنارے پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے کنارے پر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ —— دوپہر کے وقت یہ حضرات باآواز بلند

۱۔ لات طائف میں قبیلہ ثقیف کا بت تھا —— اور عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا۔ ۱۲ فرفور۔

Marfat.com

کلمۂ طیبہ کا ورد کر رہے تھے اور نعرۂ ہائے تکبیر لگا رہے تھے ـــــ قریش کے بڑے بڑے سردار دیکھنے آئے کہ کیا ماجرا ہے؟ ـــــ انہوں نے دیکھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہو چکے ہیں ـــــ وہ غیظ و غضب اور حسرت و یاس کی بنا پر اپنی انگلیاں چبا کر رہ گئے اور کہنے لگے: آج یہ لوگ ہماری آدھی طاقت لے گئے ہیں ـــــ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ قریش میں اتنا بلند تھا کہ صرف ان کا ایمان لانا آدھے قریش کے ایمان لانے کے برابر تھا۔

ایمان خالص کی یہی شان ہے ـــــ جب اس کا نور دل میں جگمگاتا ہے تو کامیابی کی راہیں ہموار کر دیتا ہے ـــــ اور بغیر کسی ڈر اور خوف کے پورے عزم و استقلال کے ساتھ کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے لگتا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تازہ ایمان نے ذلت اور کمزوری کو قبول کرنے سے یکسر انکار کر دیا۔ ان کا ایمان بزدلی اور کمزوری کے بغیر اسلام کے ساتھ ساتھ عزت کا طلب گار تھا ـــــ ان کے ایمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو، عقیدے کی تمام تر سچائی اور خالص ایمان کی بنیاد پر، اسلام کی بنیادی تعلیمات، ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرنے کی قوت عطا کر دی۔

صرف یہی نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ وہ اپنی قوم اور اپنے قبیلے میں چھپے رہیں اور ہر قسم کی اذیت اور تکلیف سے محفوظ رہیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کے درمیان ان کا مقام بہت بلند تھا ـــــ انہوں نے قریش کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔

انہوں نے دریافت کیا کہ: ''قریش کا وہ کون سا فرد ہے جس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹھہرتی؟'' ـــــ انہیں بتایا گیا کہ جمیل بن معمر جمحی ایسا ہی شخص ہے ـــــ وہ

Marfat.com

سیدھے اس کے پاس گئے، اور کہنے لگے:——

''جمیل تم نے سنا کہ میں اسلام لے آیا ہوں، اور دین مصطفیٰ ﷺ میں داخل ہو گیا ہوں''——

وہ کوئی جواب دیئے بغیر اپنی چادر سنبھالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے—— جمیل مسجد حرام کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا—— قریش، بیت اللہ شریف کے دروازے کے پیچھے اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے—— جمیل نے سنسنی خیز انداز میں اعلان کیا:——

''گروہ قریش! سنتے ہو، عمر بن خطاب اپنا آبائی دین چھوڑ کر نئے دین میں داخل ہو گیا ہے''——

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا، میں نے کہا:

''نہیں نہیں، میں تو اسلام لایا ہوں—— اور میں نے گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں—— اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبدِ مکرم اور رسول ہیں—— پھر کیا تھا؟''——

سب مشرکین عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر چڑھ دوڑے—— عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سب کے سامنے ڈٹ گئے، اور لڑتے لڑتے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے—— اس کے باوجود مشرکین ان کے گرد گھیرا ڈال کر ان پر تشدد کرتے رہے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ برابر اعلان کر رہے تھے:

''جو کر سکتے ہو کر لو—— خدا کی قسم! اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو دو ہی صورتیں ہوں گی، مکہ مکرمہ میں تم رہو گے یا ہم''——

بالآخر وہ مایوس ہو کر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

جب نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام ہجرت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو

Marfat.com

سب نے خفیہ سفر کیا ـــــ حضرت عمر فاروق وہ واحد شخص تھے، جنہوں نے تلوار اپنے گلے میں حمائل کی ـــــ کمان کندھے پر لٹکائی اور قریش کی مجلس کے پاس جا کر چیلنج کے طور پر اعلان کیا:

''گروہ قریش! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کا ماتم کرے، یا اس کی اولاد یتیم ہو جائے، وہ میرے پیچھے آ جائے ـــــ کیونکہ میں یثرب[۱] (مدینہ) جا رہا ہوں ـــــ خدا کی قسم! اگر محمد مصطفیٰ ﷺ مجھ کو ہجرت کا حکم نہ دیتے تو میں کبھی اپنے اس پیارے شہر کو نہ چھوڑتا''۔

قریش مکہ نے یہ اعلان سنا تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا ـــــ فاروق اعظم کے رعب اور دبدبے کی بنا پر کسی کو ان کے تعاقب کی جرأت نہ ہو سکی ـــــ چنانچہ آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ گئے وہ بہترین مہاجرین میں سے تھے ـــــ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے ـــــ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنے تو مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے ـــــ اور ان کے لیے عظیم خدمات انجام دیں ـــــ انہوں نے قصر عدل و انصاف کی شاندار تعمیر کی ـــــ وہ صبح کی نماز کے وقت نمازیوں کی صفیں درست کر رہے تھے کہ اچانک ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ـــــ اس طرح اسلام اور مسلمانوں کے سرمایۂ افتخار، جامِ شہادت نوش کر کے، خالق کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ـــــ رضی اللہ عنہ۔

۲۔ ہجرت مدینہ سے پہلے شہر مدینہ کو یثرب کہا جاتا تھا ـــــ یثرب کا معنی ''جائے مرض'' ـــــ ہجرت کے بعد یثرب کہنا ممنوع و مکروہ ہو گیا۔

Marfat.com

سلاطینِ اسلام کی عظمت و ہیبت

گزشتہ زمانوں میں دشمنوں کے دلوں پر شاہان اسلام کی زبردست دھاک بیٹھی ہوئی تھی ——— غیر مسلم ان کا قُرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں بڑے بڑے تحفے بھجوایا کرتے تھے۔

مشہور مؤرخ ابوالفداء اپنی تاریخ میں ۴۴۱ھ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں ——— شاہ روم نے سلطان طغرل بک[1] کو اتنا بڑا تحفہ بھیجا، جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ——— اور ان سے درخواست کی کہ: ''ہم سے معاہدہ کر کے ہمیں امت مسلمہ کے جھنڈے کے سائے کے نیچے پناہ دیں'' ——— سلطان طغرل بک نے اپنی شرائط پر اس کے ساتھ معاہدہ کیا۔

ایک شرط یہ تھی کہ شاہ روم قسطنطنیہ میں ایک مسجد تعمیر کروائے جس میں جمعہ اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جائیں ——— شاہ روم نے سلطان طغرل بک کی تمام شرطیں تسلیم کرلیں ——— اور قسطنطنیہ میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی جس میں جمعہ اور پانچوں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔

ایک عرصہ بعد سلطان طغرل بک نے سید ناصر الدین بن اسماعیل کو روم کی ملکہ

۱۔ سلطان طغرل بک، رکن الدین، ابو طالب محمد بن میکائیل ——— پہلے سلجوقی بادشاہ تھے ——— طوس، رے، نیشاپور، بلخ، غزنی، بغداد اور عراق ان کے زیر نگیں تھے ——— وہ بڑے نرم دل اور سخی تھے ——— بروقت پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے ——— پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے، صدقہ و خیرات بکثرت بانٹتے اور مسجدوں کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے ——— وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اپنے لیے گھر بناؤں اور اس کے پہلو میں مسجد نہ بناؤں ——— ۴۵۵ھ میں رے میں ان کا انتقال ہوا اور انہیں مرو میں لے جا کر دفن کیا گیا ——— ستر سال عمر پائی۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

کے پاس سفیر بنا کر بھیجا —— اس وقت روم پر ایک عورت حکمران تھی —— سفیر، ملکہ کے پاس ٹھہرے اور اس سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ جامع مسجد میں پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ ادا کی جائیں —— انہوں نے دیکھا کہ مسجد شاندار طریقے سے آباد ہے —— اور وہاں کے لوگ اس میں باقاعدہ پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں —— سفیر اسلام نے وہاں خطبہ دیا، نماز جمعہ پڑھائی اور سلطان المسلمین کے لیے دعا کی —— واپس آکر مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ اسلام کا دبدبہ دشمنوں کے دلوں پہ چھایا ہوا ہے —— اور ان کے دارالحکومت میں اسلامی شعائر قائم کیے جا رہے ہیں۔

دشمنوں کے دلوں میں سلاطین اسلام اور مسلم حکمرانوں کی ہیبت اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ دشمنانِ اسلام ان کی شرائط تسلیم کرتے تھے اور ان کے سامنے سر اطاعت خم کرتے تھے —— زندگی کے مالک کی قسم! دشمنوں کو خوفزدہ کرنے والی یہ عظیم ہیبت صرف اور صرف خالص ایمان کی قوت، باہمی اتحاد، تعاون اور مضبوط فیصلوں کا نتیجہ تھی۔

ان کے دلوں نے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا —— اس لیے ان کی ہیبت چھا گئی اور ان کا حکم چلتا تھا —— یہی وجہ تھی کہ وہ محکوم بن کر نہیں، حاکم بن کر رہے —— انہوں نے شاہانہ زندگی بسر کی، ماتحت بن کر نہیں رہے —— انہوں نے حکمرانوں کے تخت اُلٹ دیئے اور قوموں پر عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی —— اقوام کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں اور وہ ان کے مالک بنے۔[1]

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

۱۔ آج جب کہ خدا اور رسول کے باغی نظام، کمیونزم کا روس میں جنازہ نکل چکا ہے —— اور امریکہ واحد عالمی طاقت بن کر دندنا رہا ہے —— اور اسے پوری دنیا میں صرف اسلام ہی سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے —— یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی قوت کو ختم کر کے ان کی دولت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے —— وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو کر اسلامی ورلڈ آرڈر کا اعلان کریں —— عالم اسلام کے پاس جذبۂ جہاد، دولت، تیل، افرادی قوت اور فنی صلاحیت کی فراوانی ہے —— کاش۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

Marfat.com

نضر بن شمیل

نامور عالم

فن حدیث، نحو، لغت اور شعر و ادب کے یکتائے زمانہ عالم نضر بن شمیل[1] مرو[2] میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں پلے بڑھے —— طویل عرصہ گاؤں میں مقیم رہے —— عرب کے فصحاء و بلغاء اور محدثین نے ان سے خوشہ چینی کی —— بصرہ میں وسائلِ زندگی کی اس قدر قلت پیدا ہوگئی کہ انہوں نے بصرہ چھوڑ کر خراسان کوچ کر جانے کا فیصلہ کرلیا —— انہیں رخصت کرنے کے لیے بصرہ کے تین ہزار نحو اور لغت کے ماہرین، ادباء، فقہاء اور محدثین کا جم غفیر ساتھ ہولیا —— مربد کے مقام پر انہیں رخصت کرتے ہوئے نضر بن شمیل نے افسوس بھرے لہجے میں کہا:

''بصرہ والو! اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہاری جدائی میرے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے —— اگر مجھے ہر روز تمہارے پاس سے تھوڑا سا لوبیا ہی مل جاتا تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا''۔

ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان کی اتنی معمولی ضرورت پوری کردیتا —— نضر بن شمیل، مرو پہنچے تو وہاں انہیں بے اندازہ دولت نصیب ہوئی۔

۱۔ نضر بن شمیل مروزی، بصرہ کے رہنے والے اور قبیلہ بنی مازن سے تعلق رکھتے تھے —— ثقہ، محدث، شعر و ادب کے بڑے راوی —— نحو کے ماہر اور تاریخ کے بڑے عالم تھے —— ۲۰۳ھ خراسان میں مامون الرشید کے دور میں فوت ہوئے۔ ۱۲ فرفور

۲۔ مرو الشاہجہان، خراسان کا مشہور ترین شہر اور اس کا دارالخلافہ تھا —— بہت بڑا شہر تھا، اس میں حنفیوں اور شافعیوں کے دو مدرسے تھے —— اور یہ بڑا خوشحال شہر تھا۔ ۱۲ ''معجم البلدان''

Marfat.com

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ——— کہ: ''میں امیر المؤمنین مامون کے پاس اس حال میں پہنچا کہ بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے'' ——— مامون نے کہا: ''نضر! تم ایسے کپڑے پہن کر امیر المؤمنین کے پاس آگئے ہو؟'' ——— میں نے کہا: ''مرو کی گرمی بڑی سخت ہے، اور وہ ایسے ہی کپڑوں سے دور کی جا سکتی ہے'' ——— مامون نے کہا: ''نہیں! بلکہ تم لاپرواہ قسم کے آدمی ہو'' ——— پھر گفتگو شروع ہوئی، تو مامون نے عورتوں کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگا: ——— ''مجھے ہشیم بن بشیر نے حدیث بیان کی ——— انہوں نے مجاہد سے ——— انہوں نے امام شعبی سے ——— اور انہوں نے ابن عباس[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی شخص کسی عورت سے ان کے دین اور جمال کی بنا پر نکاح کرے۔ كَانَ فِيْهِ سَدَادٌ مِّنْ عَوَزٍ۔ تو یہ نکاح اس کی محتاجی کو دور کرنے کا ذریعہ ہوگا ——— اور سَداد کے سین پر زبر پڑھی''۔

میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! کیا انہوں نے یہ حدیث آپ کو درست بیان کی ہے؟ ——— مجھے تو یہ حدیث عوف بن ابی جمیلہ اعرابی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ——— کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی مرد کسی عورت سے اس کے دین اور حسن و جمال کی بنا پر نکاح کرے۔ كَانَ فِيْهِ سِدَادٌ مِّنْ عَوَزٍ تو یہ عقد اس کی محتاجی کو دور کرنے کا وسیلہ بنے گا ——— میں نے سِداد کے سین کے نیچے زیر پڑھی''۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے ——— ان کی کنیت ابوالعباس تھی، ان کی والدہ ماجدہ اُم الفضل لبابہ بنت حارثہ ہلالیہ تھیں ——— حدیث صحیح میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا اور دعا کی: ——— ''اے اللہ! انہیں حکمت سکھا'' ——— وہ امت مسلمہ کے عظیم عالم، بحر العلوم اور بڑے علم والے صحابۂ کرام میں سے تھے ——— ۶۸ھ طائف میں ان کا انتقال ہوا ——— بحوالہ اصابہ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

مامون تکیہ لگا کر بیٹھا ہوا تھا، یکدم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا —— اور کہنے لگا: ''نضر! تمہارے نزدیک سَداد کی سین پر زبر پڑھنا غلط ہے؟'' —— میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! واقعی اس کی جگہ زبر غلط ہی ہے'' —— کہنے لگا: ''کیا تم میری غلطی نکال رہے ہو؟'' —— میں نے کہا: ''غلطی دراصل ہشیم کی ہے، وہ بڑا غلط کار تھا —— امیر المؤمنین نے تو اس کے تلفظ کی پیروی کی ہے'' —— کہنے لگا: ''ان کے درمیان کیا فرق ہے؟'' —— میں نے کہا:

''سداد کی سین پر زبر ہو تو اس کا معنی دین اور طریقہ کار میں میانہ روی ہے —— اور اگر سین کے نیچے زیر ہو تو اس کا معنی ہے:
''سامانِ ضرورت —— اور ہر وہ چیز جو بوقت حاجت کام آئے''۔
مشہور شاعر عرجی نے کہا ہے:

اَضَاعُوْنِیْ وَاَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا
لِیَوْمِ کَرِیْھَۃٍ وَّسِدَادِ ثَغْرٍ

o میری قوم نے مجھے ضائع کر دیا، اور بہت بڑے جوان کو ضائع کر دیا۔
o جو جنگ کے دن اور سرحد کی حفاظت کے وقت کام آتا تھا''۔

مامون دیر تک سر جھکائے رہا —— پھر کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو ذلیل کرے جو زبان و ادب میں ماہر نہیں ہے'' —— پھر ان سے عربوں کے بہت سے اشعار کے بارے میں پوچھا —— نضر نے ہر سوال کا جواب عرب کی فصیح اور عمدہ ترین لغت کے مطابق دیا —— مامون ان کے علم و ادب، قوت استحضار اور ذکاوت کے کمال سے بڑا متاثر ہوا۔

نضر کہتے ہیں کہ مامون نے کاغذ ہاتھ میں پکڑا —— مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ

Marfat.com

کیا لکھ رہا ہے؟

پھر مامون نے کہا:

"جب تم تحریر کی سیاہی خشک کرنے کے لیے کسی کو خط پر مٹی ڈالنے کا حکم دو گے تو کیا کہو گے؟" ——— میں نے کہا: "میں کہوں گا "أَتْرِبْهُ" اسے خاک آلود کر دو ——— پوچھا کہ اس خط کو کیا کہو گے؟" ——— میں نے کہا: "مُتْــرَبٌ" ——— کہنے لگا: لفظ "طِيْنٌ" (مٹی) سے کیا کہو گے؟" ——— میں نے کہا: "طِنْهُ" ——— اور اس خط کو کیا کہیں گے؟ ——— میں نے کہا: "مَطِيْنٌ" ——— کہنے لگا: "یہ پہلے سے بہتر ہے"۔

غلام کو حکم دیا: "اس تحریر کو مٹی ڈال کر خشک کرو ——— اور ان کو ساتھ لے کر یہ تحریر فضل بن سہل[۱] کو پہنچا دو" ——— جب میں نے یہ تحریر فضل کو پیش کی تو اس نے کہا:

"نضر! ——— امیر المؤمنین نے تمہیں پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟" ———

میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو کہنے لگا: "تم نے امیر المؤمنین کے تلفظ کو غلط قرار دیا؟" ——— میں نے کہا:

"ہرگز نہیں! غلطی ہشیم بن بشیر کی تھی، وہ بہت غلطیاں کرتا تھا ——— امیر المؤمنین نے تو اس کے بیان کیے ہوئے لفظ کی پیروی کی تھی"

فضل نے مجھے اپنی طرف سے تیس ہزار درہم دیئے ——— مجھ سے ایک صحیح لفظ حاصل کیا گیا، جس کے بدلے مجھے اسی ہزار درہم ملے ——— ۲۰۳ھ میں حضرت نضر بن شمیل کا انتقال ہوا، رحمۃ اللہ علیہ ——— ان کی کئی تصانیف ہیں ——— ("معجم الادباء" کسی قدر تصرف کے ساتھ)

۱۔ فضل بن سہل خراسان میں مامون کا وزیر تھا ——— کہتے ہیں کہ اس سے جان چھڑانے کے لیے مامون نے اسے خفیہ طور پر قتل کروا دیا تھا ——— یہ مجمی الاصل وزیر تھا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

دور اول میں سلاطین اور امراء ایسے ہی ہوا کرتے تھے —— علماء کی حوصلہ افزائی کرتے، انعام واکرام کی بارش کر کے انہیں شاد کام کرتے تھے —— ان کے علم و فضل اور علمی مقام کے قدر دان تھے —— وہ خود بھی علم و ادب کے بلند مقام پر فائز تھے —— اس لیے ان کے زمانے میں علم وادب نے شاندار ترقی کی —— انہوں نے علم و ادب کی بھرپور اشاعت کی —— اور ارباب علم کی وہ عزت افزائی کی کہ ان کا سنہری دور بعد کے تمام زمانوں سے سبقت لے گیا۔

اُمتِ مسلمہ کی ترقی کا راز اسی بات میں پوشیدہ ہے کہ پیکر خلوص علماء کی عزت افزائی کی جائے —— ان کی دُرست آراء اور قابلِ ستائش افکار کی روشنی میں وہ راستے ہموار کیے جائیں جو ملت اسلامیہ کی کامرانی کی ضمانت ہیں —— بلاشبہ ان کے روشن افکار ہی امت مسلمہ کی ترقی کی مرکزی بنیادیں ہیں —— ان کی روشنی میں ہی اُمت مسلمہ اس صراط مستقیم پر گامزن ہو سکتی ہے جس میں کوئی کجی نہیں —— علماء دین وہ روشن چراغ ہیں جو مسلمانوں کے لیے خیر اور کامیابی کے راستے منور کرتے ہیں —— مسلمان ان کی راہنمائی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں راستہ پاتے ہیں —— بگڑے ہوئے افکار کو صحیح، عقلی اور مضبوط بنیادوں پر درست اور تعمیر کرتے ہیں —— یہ بنیادیں اتنی مستحکم ہیں کہ شدید سے شدید حملوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

اللہ و رسول کا محبوب

جنگ اُحد[1] کے دن لڑائی زور و شور سے جاری تھی، اتنے میں منادی نے اعلان کیا:

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔

''مردِ میدان صرف علی ہیں اور تلوار صرف ذوالفقار ہے''۔

اس اعلان کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عظیم جنگی کارنامے انجام دیئے تھے ——— وہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے شہسوار تھے ——— ان کے سامنے کوئی جنگجو نہیں ٹھہر سکتا تھا ——— وہ عرب کے ان بہادروں میں سے تھے جن میں سے ہر فرد ایک ہزار افراد پر بھاری تھا ——— ان کی زرہ کا صرف سینہ تھا، پشت نہیں تھی ——— کسی نے ان سے کہا کہ: ''آپ اس کی پشت کیوں نہیں بنوا لیتے؟'' ——— فرمایا: ''اگر میں دشمن کو اپنی پشت دکھاؤں تو خدا کرے وہ میری زندگی کا آخری دن ہو''۔

بدر میں کفار قریش کے ستر افراد مارے گئے ——— ان کا تہائی حصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا ——— باقی دوسرے صحابہ کی تلواروں کا شکار ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ——— غزوۂ خندق میں عمرو بن ود عامری اپنے گھوڑے سمیت خندق پھلانگ کر آگیا اور اس نے چیلنج کیا ——— کہ: ''ہے کوئی جو میرے مقابلے پر آئے'' ——— مسلمان اس کی قوت و شجاعت اور حملے کی شدت سے

---

[1] یہ وہ جنگ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے پاس لڑی ——— اس میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں ——— حضرت امیر حمزہ اور ستر سے زیادہ صحابۂ کرام شہید ہوئے ——— رضی اللہ عنہم۔ ۱۲ قادری

Marfat.com

واقف تھے ــــ اس لیے حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی اس کے سامنے نہیں گیا۔

تکبر و غرور کے پیکر عمرو بن ود نے چیلنج کرتے ہوئے کہا:ــــ

"مسلمانو! کہاں ہے تمہاری وہ جنت؟ ــــ جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ تم میں سے جو مارا جائے گا وہ اس میں جائے گا ــــ یہ ہے تمہارے سامنے جنت، آؤ اور اپنی حسرتیں پوری کرلو"۔

حضرت علی مرتضیٰ کھڑے ہو کر کہنے لگے:ــــ "یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے! اس کے مقابلے پر جاتا ہوں" ــــ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوچ لو! یہ عمرو ہے" ــــ عرض کیا: "عمرو ہے تو ہوتا رہے" ــــ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی ــــ حضرت علی اس کے سامنے پہنچے تو اس نے ایک نوجوان کو مدمقابل دیکھ کر بڑے تکبر سے پوچھا: "کون ہو تم؟" ــــ فرمایا: "میں علی ہوں" ــــ کہنے لگا: "عبد مناف کے بیٹے؟" ــــ فرمایا: "نہیں! میں ابو طالب کا بیٹا ہوں" ــــ کہنے لگا:

"بھتیجے! تم اپنے چچوں میں سے کسی کو بھیجو، جو عمر میں تم سے بڑے ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون بہاؤں" ــــ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لیکن میں تو تیرا خون بہانا، ناپسند نہیں کرتا" ــــ یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا، گھوڑے سے چھلانگ لگائی، تلوار میان سے نکالی اور حضرت علی پر حملہ کر دیا ــــ شیر خدا نے ڈھال آگے بڑھا دی، تو عمرو نے تلوار کا بھرپور وار کیا، جس سے ڈھال کٹ گئی اس کے ساتھ ہی تلوار ڈھال میں پھنس کر رہ گئی ــــ پھر ذوالفقار حیدری بجلی کے کوندے کی طرح لپکی اور اس کے کندھے کے پیچھے

Marfat.com

کو کاٹتی ہوئی گزر گئی ـــــ دشمن اسلام کھجور کے تنے کی طرح دھڑام سے نیچے گرا اور جہنم پہنچ گیا ـــــ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ـــــ یہ حشر دیکھ کر عمرو کے ساتھی راہ فرار اختیار کر گئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر[۱] کی طرف فوجی دستے روانہ کیے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید جھنڈا دے کر خیبر فتح کرنے کے لیے بھیجا ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا دن جنگ کی اور پوری قوت صرف کر دی، لیکن شام تک قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

دوسرے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انہوں نے بھی بھرپور جدوجہد کی اور جان لڑا دی، مگر فتح حاصل نہ ہوئی ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ـــــ

> ''ہم کل اس شخص کو جھنڈا دیں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب ہے ـــــ وہ بھاگنے والا نہیں، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا'' ـــــ

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں ـــــ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا ـــــ اور فرمایا: ''یہ جھنڈا لو! اور روانہ ہو جاؤ ـــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرما دے''۔

حدیث کے راوی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ـــــ حضرت علی جھنڈا لے کر تیزی سے روانہ ہو گئے ـــــ ہم ان کے پیچھے چلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے قلعہ خیبر کے نیچے پتھروں کے ٹیلے پر جھنڈا گاڑ دیا ـــــ قلعے کے اوپر ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا، آپ کون ہیں؟ ـــــ فرمایا: ''علی ابن ابی طالب!'' یہودی

۱۔ خیبر وہ جگہ ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ـــــ مدینہ منورہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے، اڑتالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے ـــــ یہ علاقہ سات قلعوں کھجور کے باغوں اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ ۱۲ معجم البلدان

Marfat.com

نے کہا: ''رب موسیٰ کی قسم! آپ سربلند ہو گئے''——— راوی کہتے ہیں کہ آپ اس وقت تک واپس نہیں ہوئے جب تک اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح نہیں کر دیا——— نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ نکلے——— جب آپ قلعے کے قریب پہنچے تو قلعے والے، باہر نکل آئے، آپ نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی——— ایک یہودی نے تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا، تو ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر گئی——— آپ نے قلعے کا ایک دروازہ پکڑ کر ڈھال بنا لیا اور اسے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جنگ کرتے رہے——— یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرما دی، جب جنگ سے فارغ ہوئے تو دروازہ پھینک دیا——— حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اسے الٹنا چاہا، لیکن الٹا نہ سکے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے، تو بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے——— ان کے پاس اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ رہا تو بازار میں جا کر اعلان کیا کہ:

''کون ہے جو میری تلوار خرید لے؟——— اگر میرے پاس چار درہم بھی ہوتے تو میں اسے فروخت نہ کرتا''۔

آپ پیکر حزن و ملال بن کر محراب میں کھڑے ہوتے اور روتے ہوئے کہتے:———

''اے دنیا! کسی دوسرے کو دھوکہ دے، کسی دوسرے پر اپنے فریب کا جال پھینک——— میں تجھے حتمی طور پر تین طلاقیں دے چکا ہوں، جن میں رجوع کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے''۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک یہودی نے آپ پر دعویٰ

Marfat.com

کر دیا، حضرت عمر فاروق نے فرمایا:——

''جناب ابوالحسن! آپ اپنے فلاں مخالف کے سامنے کھڑے ہو جائیں'' ——

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، لیکن رنج و ملال کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فیصلہ کر چکے تو فرمانے لگے:

''ابوالحسن! آپ مجھ پر ناراض ہوئے ہیں—— کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرتے وقت ہمارے اور ذمیوں کے درمیان مساوات ملحوظ نہیں رکھتے تھے؟''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں آپ پر اس لیے ناراض نہیں ہوا کہ آپ نے فیصلہ کرتے وقت مجھے ذمی کے برابر کھڑا کر دیا—— ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کہا، ابوالحسن، کھڑے ہو جائیں اور ذمی کا نام لے کر کہا، کہ اے فلاں! کھڑا ہو جا—— حالانکہ یوں کہنا چاہئے تھا—— اے ابوفلاں کھڑا ہو جا، آپ نے مجھے کنیت سے خطاب کیا اور اسے کنیت سے مخاطب نہیں کیا''۔[1] ——

حضرت عمر فاروق نے ستائش بھری نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا:

''ابوالحسن! آپ نے صحیح کہا ہے—— اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی! خدا کرے میں اس شہر میں نہ ہوں جہاں آپ نہ ہوں''۔

۱۔ عرب کے دستور کے مطابق کسی کو تعظیم کے ساتھ خطاب کرنا مقصود ہوتا تو کنیت سے مخاطب کرتے تھے اور جس کی تعظیم مقصود نہ ہوتی—— اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔ ۱۲ اشرف

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ان دلاور مجاہدوں میں سے تھے جو حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔

دورِ آخرت کے بدبخت ترین شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ کو مسجد کے دروازے کے پاس دھوکے سے شہید کیا —— اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشیں اس مقدس ہستی پر نازل ہوں —— آپ بڑے جاں باز شہسوار بار بار حملہ کرنے والے شیر، وسیع العلم، متبحر عالم، زہد و تقویٰ کے پیکر اور نازش فصاحت و بلاغت خطیب تھے۔

نوٹ: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بہت کمزور اشعار منسوب کیے جاتے ہیں —— جو آپ کے بلند ترین مقام اور فصاحت و بلاغت کے شایان شان نہیں ہیں —— مازنی کا بیان ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے صرف دو شعر مروی ہیں اور وہ یہ ہیں:

تِلْكُمْ قُرَيْشٌ تَمَنَّانِيْ لِتَقْتُلَنِيْ ... فَلَا وَرَبِّكَ مَا بَرُّوْا وَلَا ظَفِرُوْا

اِنْ يَقْتُلُوْنِيْ فَلِيْ مِنْ ذِمَّةٍ لَهُمْ

بِذَاتِ وَدْقَيْنِ لَا يَعْفُوْلَهَا اَثَرٌ

o "یہ قریش ہیں جنہوں نے مجھے قتل کرنے کی آرزو کی —— تیرے رب کی قسم! وہ نہ تو اپنی آرزو پوری کر سکے اور نہ ہی کامیاب ہوئے۔

o اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو میرے پاس شدید جنگ کے سبب ان کا ایک عہد ہے جس کا نشان مٹ نہیں سکتا (یعنی میں نے انہیں سخت نقصان پہنچایا ہے) دیکھیے قاموس مادہ (ودق)"۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ ہم تک امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جو خطبات، مواعظ اور بلیغ ارشادات پہنچے ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت ان رکیک شعروں کے ساتھ میل نہیں کھاتی جو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔

۱۔ "القاموس" اور "لسان العرب" میں تیسرا مصرع اس طرح ہے: وان هلكت فرهن ذمتي لهم۔ ۱۲ اشرف

Marfat.com

خلفاءِ اسلام کی وصیتیں ۔۔۔ اُمراء کے نام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وصیت میمون بن مہران کے نام

میمون بن مہران کہتے ہیں:

جب خلیفۂ راشد، حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) نے مجھے جزیرہ کے خراج کی وصولی اور حران[۱] کے بیت المال کے انتظام پر مقرر کیا ـــــ تو مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میمون! چار عادتیں چھوڑ دو:

(۱) جہاں تک ہو سکے کسی بادشاہ کے پاس نہ جانا، اگرچہ تمہارا خیال ہو کہ تم اسے نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ـــــ

(۲) کبھی تنہائی میں کسی اجنبی عورت کے پاس نہ بیٹھنا، اگرچہ تم کہو کہ میں اسے قرآن پاک پڑھاتا ہوں ـــــ

(۳) کبھی ایسی گفتگو نہ کرنا جس سے تمہیں معذرت کرنی پڑے ـــ

(۴) جو شخص اپنے قریبی رشتے داروں سے نیکی نہ کرتا ہو، اس سے کبھی بھلائی کی امید نہ رکھنا''۔

پھر ان کے بیٹے عمر بن میمون کے جزیرے کا حکمران مقرر کر دیا۔

۱۔ حران شام کا ایک شہر ـــــ اس کی طرف نسبت حرنانی ہے ـــــ حرانی نہیں ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت سعد بن ابی وقاص کے نام

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں غور وفکر کیا کہ لشکر عراق کا کمانڈر کسے بنائیں؟ ——— اس سلسلے میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا ——— سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ[1] قبیلۂ ہوازن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر تھے ——— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے پہلے انہیں لکھ چکے تھے کہ ایسے افراد کی فہرست تیار کرو جو بہادر، اصحاب فکر اور میدان جنگ کے آدمی ہوں ——— حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مکتوب اس وقت پہنچا، جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام سے مشورہ کر رہے تھے کہ کسے عراق بھیجا جائے؟

حضرت سعد نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ:

''میں نے آپ کے لیے ایک ہزار سوار منتخب کیے ہیں ——— جن

۱۔ سعد بن مالک اور سعد بن ابی وقاص ایک ہی شخصیت ہے، جلیل القدر صحابی، سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے ——— فرماتے ہیں، کہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے اسلام لایا ——— یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے خون بہایا اور تاریخ اسلام میں پہلے تیر چلانے والے ہیں ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور جاں نثاری کا خوب خوب مظاہرہ کیا ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی طرف توجہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: ——— ''یہ ہمارے ماموں ہیں، ہمیں کوئی شخص ان جیسا ماموں تو دکھائے'' ———

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مستجاب الدعوۃ تھے ——— زبردست تیر انداز تھے، انہوں نے احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر ایک ہزار تیر چلائے ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرماتے تھے: ——— ''سعد! میرے ماں باپ تم پر فدا، تیر چلاؤ'' ———

مقام عقیق میں ان کا وصال ہوا، مہاجر صحابہ میں سے سب سے آخر میں ان کا وصال ہوا ——— جب لشکر عراق کے کمانڈر بنائے گئے تو اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

میں سے ہر ایک صاحب فکر و دانش اور اپنی قوم کی عزت و ناموس کی پاسداری کرنا جانتا ہے ——— یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی قوم کی فضیلت اور دانشوری کے امین ہیں'' ———

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مکتوب پڑھا تو حاضرین نے کہا: ''آپ کی مطلوبہ شخصیت مل گئی ہے'' ——— فرمایا: ''کون''، صحابہٴ کرام نے کہا: ''صف شکن شیر، سعد بن مالک'' ——— فاروق اعظم خوش ہوگئے، وہ سعد کی جاں بازی سے واقف تھے، اس لئے انہیں دلی اطمینان حاصل ہوگیا ——— چنانچہ انہوں نے پیغام بھیج کر انہیں جو نصیحت کی وہ حضرت سعد کے لیے سند کا درجہ رکھتی تھی ——— اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے معاون بھی تھی۔ وہ نصیحت یہ تھی:

''اے سعد! بنو وہیب کے سعد! تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مغرور نہ کردے کہ تمہارے بارے میں کہا گیا ہے کہ: ''تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور صحابی ہو'' ——— اللہ تعالیٰ بُرائی کو برائی سے نہیں، بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے ——— اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان اگر کوئی تعلق ہے تو وہ اس کی فرمانبرداری کا ہے ——— اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب لوگ برابر ہیں ——— اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں ——— ان میں سے فضیلت والا وہی ہے جسے وہ امن و عافیت عطا فرمادے ——— بندے اطاعت ہی کے ذریعے اجر و ثواب پاتے ہیں ——— اس طریقے کو پیش نظر رکھو، جس پر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ——— اسے لازم پکڑلو کہ وہی صحیح طریقہ ہے۔

آپ کے لیے میری یہی نصیحت ہے ——— اگر آپ نے اسے چھوڑ

Marfat.com

دیا اور اس سے اعراض کیا —— تو آپ کا عمل برباد ہو جائے گا —— اور آپ خسارے والوں میں سے ہوں گے''۔

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر اور ثابت قدمی کی نصیحت کی —— انہیں اور ان کے ساتھ جمع ہونے والے چار ہزار مجاہدوں کو رخصت کیا —— یہ لشکر اصحاب شوکت و دانش افراد پر مشتمل تھا —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر ایک سردار مفکر، صاحب اقتدار و شوکت اور ہر خطیب اور شاعر کو نصیحت فرمائی —— یہ لشکر عرب کے نامور بہادروں اور میدان جنگ کے آزمودہ کار چیدہ چیدہ افراد پر مشتمل تھا۔

انہیں رخصت کرتے وقت یہ بھی نصیحت کی:

''میں نے آپ کو جنگ عراق کا کمانڈر بنایا ہے، آپ میری نصیحت کو یاد رکھیں! —— آپ کو بہت ہی سخت اور ناگوار معاملے سے واسطہ پیش آئے گا —— جس سے نیکو کار ہی بچ کر نکل سکتا ہے —— اس لیے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو نیکی کا عادی بنائیں اور اس کی برکت سے فتح حاصل کریں —— یاد رکھئے! کہ ہر عادت کا ایک بنیادی عنصر ہوتا ہے، اور نیکی کا بنیادی عنصر صبر ہے —— لہٰذا! آپ کو جو تکلیف اور مصیبت پیش آئے اس پر صبر کرنا —— بس صبر کرنا —— اللہ تعالیٰ کی خشیت آپ کو میسر آجائے گی —— یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت دو چیزوں میں جمع ہوتی ہے ——

(۱) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اپنانا ——

(۲) اس کی نافرمانی سے بچنا ——

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد، دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت

Marfat.com

ہے—— اور نافرمانی کی بنیاد دنیا کی محبت اور آخرت کی عداوت ہے—— دلوں کی کچھ حقیقتیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے—— ان میں سے کچھ مخفی ہیں اور کچھ ظاہر—— ظاہر یہ ہے کہ انسان کے نزدیک راہ حق میں تعریف اور مذمت کرنے والا برابر ہو—— مخفی حقیقت کا پتا اس طرح چلتا ہے کہ اس کے دل سے حکمت و دانش کی باتیں اس کی زبان پر آجاتی ہیں—— اور لوگ اس سے والہانہ محبت کرتے ہیں، لہٰذا محبوبیت سے کبھی بے نیاز نہ ہونا—— انبیاء کرام نے لوگوں کی محبت کی دعا کی ہے—— اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اسے لوگوں کا بھی محبوب بنا دیتا ہے—— اور جب کسی کو دشمن قرار دیتا ہے تو اسے لوگوں کی نظر میں بھی دشمن بنا دیتا ہے—— اگر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا مقام دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ آپ کا مقام آپ کے ان بھائیوں کے نزدیک کیا ہے؟—— جو دین کے راستے پر آپ کے ساتھ چل رہے ہیں''۔

خلفاءِ کرام، لشکروں کے کمانڈروں کو ایسی نصیحتیں کرتے تھے جو تمام مجاہدوں کے دلوں میں عظیم روح پھونک دیتی تھیں—— چنانچہ ان کی روحیں مادی دنیا سے بہت اونچی ہو جاتی تھیں—— اور عظمتوں کی بلندیوں کو چھونے لگتی تھیں—— ان کی تمام تر توجہ، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے اور نافرمانی کے ترک کرنے کے ذریعے فضائل و کمالات کے حاصل کرنے کی طرف ہوتی تھی—— اسی لیے فتح و نصرت ان کے ہم رکاب ہوتی تھی—— اور وہ جدھر رخ کرتے تھے، عزت اور کامرانی ان کے قدم چومتی تھی۔

Marfat.com

ابنِ مُبارک رحمۃ اللہ علیہ

س ـــــ انسان کون ہے؟

ج ـــــ علماء۔

س ـــــ بادشاہ کون ہے؟

ج ـــــ جو دنیا سے بے رغبت ہوں۔

س ـــــ کمینہ کون ہے؟

ج ـــــ جو اپنا دین بیچ کھائے۔

یہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات ہیں ـــــ جب ان سے پوچھا گیا کہ: ''انسان کون ہیں ـــــ؟ بادشاہ کون ہیں؟ ـــــ اور کمینہ کون ہے؟'' ـــــ انہوں نے لوگوں کے صحیح فہم کے لیے ایسا راستہ کھول دیا، جس سے وہ مانوس نہیں تھے ـــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں یہ آیت کریمہ اُتاری ہے جو علماء کی عظمت اور ان کی رفعت شان کی دلیل ہے۔

ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

اس لیے علم وہ معزز شے ہے، جس کی عزت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ علم اپنے علاوہ کسی دوسری چیز کے لیے وقف ہو ـــــ علم برائے علم ہی ہونا چاہیے ـــــ

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص علم کو کسی دوسری چیز کے حصول کا ذریعہ بنائے وہ ذلیل ہوتا ہے——اگرچہ مال و جاہ اور منصب کے اعتبار سے بلند مرتبہ رکھتا ہو۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب حج کرنے کے لیے خراسان سے مکہ مکرمہ پہنچے——تو خراسان کے شہرہ آفاق عالم و عارف کا استقبال کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے کے لیے، سب لوگ اُمڈ پڑے——مکہ معظمہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ گئے یا پھر کچھ عورتیں ہارون رشید کی ایک بیوی مکہ مکرمہ میں تھی، وہ کہنے لگی:——

"کیا بات ہے کہ مکہ معظمہ میں کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا؟"——

اسے بتایا گیا کہ لوگ خراسان کے نادر روزگار علامہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے گئے ہیں"——اسے اس بات پر تعجب ہوا کہ لوگوں کے دلوں کے رابطے اپنے علماء سے اس قدر مضبوط ہیں——اسے احساس ہوا کہ بادشاہ تو صرف جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں——روحوں پر تو علماء کی حکمرانی ہے——اس نے دیوار پر ہاتھ مار کر کہا:

"یہ حقیقی حکومت ہے——ہارون رشید کی حکومت حقیقی نہیں جو لوگوں کو ڈنڈوں کی زد پر جمع کرتی ہے"۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا——ایک دن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ابتدائی حالات کے بارے میں دریافت کیا——پہلے تو وہ شرما گئے، پھر کہنے لگے:——

"میں ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ ایک گانے والی عورت کے باغ میں بیٹھا ہوا تھا——ہم رات تک کھاتے پیتے رہے، مجھے طنبورہ بجانے کا بہت شوق تھا——ساری رات اسی شوق کو پورا کرنے میں گزر گئی——سحری کے وقت سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

Marfat.com

ایک پرندہ عین میرے سر پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے:

اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔

''کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا، کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور نازل ہونے والے حق کے لیے جھک جائیں'' [1]

میں نے خواب ہی میں کہا، کیوں نہیں! کیوں نہیں!'' ——

جب میں بیدار ہوا تو میرا دل رعب اور ہیبت سے بھرا ہوا تھا —— میں نے اٹھ کر اپنا طنبورہ توڑ دیا، اور لہو ولعب کے جتنے آلات میرے پاس تھے —— سب جلا کر خاکستر کر دیے —— یہ دنیا اور اس کی لذتوں سے میری بے رغبتی کا آغاز تھا —— عبداللہ بن مبارک زہد و تقویٰ، علم و ادب اور شعر و شاعری کی منزلیں طے کرتے رہے —— یہاں تک کہ جامع کمالات بن گئے —— علم وفضیلت میں امام اور مقتداء بنے —— فضیلت و برتری میں اس بلند ترین جماعت کے رکن رکین بن گئے جن کی ہر جگہ اور ہر زمانے میں اقتداء کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا۔

''تم لوگوں کی خوبیوں کی کانیں پاؤ گے —— ان میں سے جو دور جاہلیت میں بہترین تھے، وہ اسلام میں بہترین ہوں گے —— جب کہ وہ دین کا فہم حاصل کر لیں'' [2]

۱۔ القرآن، الحدید، آیت:۱۶

۲۔ یہ حدیث امام بخاری نے کتاب بدء الخلق کے باب مناقب قریش میں روایت کی۔۱۲ فرفور

Marfat.com

سخاوت کا پیکرِ مجسّم

عبداللہ بن جدعان، دور جاہلیت میں شہرہ آفاق سخی، اور جود و کرم کا چلتا پھرتا پیکر تھے ـــــ وہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے ـــــ ان کی کنیت ''ابو زہیر'' تھی اور قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے ـــــ شراب کے بڑے رسیا اور دلدادہ تھے ـــــ ایک دن دوستوں کی مجلس میں بیٹھ کر جام پہ جام چڑھاتے گئے ـــــ جب شراب کے نشے نے اپنا رنگ دکھایا ـــــ اور ہوش و حواس جواب دے گئے تو ہاتھ بڑھا کر چاند کو پکڑنے کی کوشش کی ـــــ مدہوشی میں سمجھ بیٹھے کہ چاند قریب ہی ہے ـــــ ان کے ساتھی خوب ہنسے اور ان کا بری طرح مزاح اڑایا ـــــ نشہ اترنے پر جب انہیں یہ کیفیت بتائی گئی ـــــ تو اپنے فعل پر بڑے نادم اور شرمسار ہوئے ـــــ انہیں احساس ہوگیا کہ شراب خانہ خراب، باعزت آدمی کو ذلیل اور معزز آدمی کے وقار کو مجروح کر دیتی ہے ـــــ انہوں نے قسم کھائی کہ آئندہ زندگی بھر کبھی شراب نہیں پیوں گا ـــــ انہوں نے شراب کے نقصانات، بے عزتی، ذلت و رسوائی کو دیکھتے ہوئے، اسلام سے پہلے ہی دورِ جاہلیت میں شراب اپنے اوپر حرام کرلی۔

ابن جدعان، صاحب الجفنہ کے لقب سے مشہور تھے ـــــ ان کی دیگ اتنی بڑی تھی کہ کوئی بھی شخص اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے اس میں سے کھا سکتا تھا ـــــ ایک دفعہ ایک چھوٹا بچہ اس میں گر کر ڈوب گیا ـــــ جسے مردہ حالت میں نکالا گیا۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم عبداللہ بن جدعان کی دیگ کے سائے میں بیٹھا کرتے تھے''۔

Marfat.com

وہ ابتداءً قلاش، شرپسند، لٹیرے اور جرائم پیشہ تھے ——— لوگ ان کے والد اور ان کی قوم کے پاس شکایتیں لے کر آتے ——— اور انہیں بہت سا مال دیت اور جرمانے کے طور پر دینا پڑتا ——— تنگ آکر خاندان والوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا ——— باپ نے انہیں گھر سے نکال دیا اور عاق کر دیا ——— چونکہ انہوں نے اپنے باپ کو بہت تکلیفیں دی تھیں اور جرمانوں کا بھاری بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال دیا تھا ——— اس لیے اس نے قسم کھائی کہ میں انہیں کبھی پناہ نہیں دوں گا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا والد اور خاندان ان کا دشمن بن گیا ہے ——— وہ سب ان کے خلاف متفق ہو گئے ہیں، اور ان کے لیے ان کے پاس کوئی جگہ نہیں رہی ——— تو وہ حیران اور پریشان مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں موت کی تلاش میں مارے مارے پھرنے کے لیے نکل گئے ——— ایک وقت تھا جب وہ عزت و دولت اور ارجمندی کی زندگی بسر کر رہے تھے ——— آج یہ حالت تھی کہ فقر و فاقہ اور بدبختی کا ہولناک رقص ان کے آگے پیچھے جاری تھا ——— اس لیے ان کی آرزو تھی کہ کاش! موت مجھے اپنی آغوش میں لے لے۔

شریف النفس کا یہی حال ہوتا ہے ——— کہ اس کے لیے لوگوں کی نگاہوں سے گر جانا ——— پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جانے کی نسبت آسان ہوتا ہے ——— چلتے چلتے انہیں پہاڑ کا ایک شگاف دکھائی دیا، وہ بے دھڑک اس میں داخل ہو گئے ——— ان کی تو خواہش ہی یہ تھی کہ اندر کوئی ایسی چیز ہو جو مجھے ہلاک کر دے ——— اور اس شقاوت و مشقت سے نجات دلا دے جسے میں برداشت کر رہا ہوں ——— لیکن انہیں ایسی کوئی چیز بھی تو نظر نہ آئی ——— وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے، آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کی نظر بہت بڑے اژدہا پر پڑی ——— جس کی آنکھوں سے چراغوں جیسے شعلے نکل رہے تھے ——— ابھی وہ پورے غور کے ساتھ اسے دیکھ بھی نہیں پائے تھے کہ

Marfat.com

اژدہانے حملہ کردیا ـــــ اور کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح ان کی طرف بڑھا ـــــ ان پر دہشت طاری ہوگئی اور غیر ارادی طور پر ایک طرف ہٹ کر اس کے لیے راستہ چھوڑ دیا ـــــ اژدہا ان پر نظر غلط ڈالے بغیر پیچھے ہٹ گیا۔

انہیں حیرت ہوئی کہ یہ کیسا اژدہا ہے؟ جس نے معمولی سی تکلیف بھی نہیں پہنچائی ـــــ وہ حیرت کا مجسمہ بنے سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ جیتا جاگتا اژدہا نہیں ہے ـــــ بلکہ دھات یا کسی دوسری چیز کا مصنوعی اژدہا ہے ـــــ جی کڑا کر کے، نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے، اس کی طرف بڑھے ـــــ اور قریب جا کر اس پر ہاتھ ڈال دیا ـــــ وہ واقعی سونے کا مصنوعی اژدہا تھا ـــــ اس کی آنکھوں میں دو یاقوت جڑے ہوئے تھے، جو چراغ کی طرح جگمگا رہے تھے ـــــ انہوں نے سانپ کی گردن مروڑ دی اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں ـــــ پھر انہیں پہاڑ کے اسی شگاف میں ایک کمرہ دکھائی دیا ـــــ وہ اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چارپائیوں پر لمبی لمبی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ـــــ ان کے سرہانے سونے کی تختیاں رکھی ہوئی ہیں ـــــ جن پر اشعار اور نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں۔

ایک تختی پر لکھا ہوا تھا:

''میں نفیلہ بن عبدالمدٔان بن حشرم بن عبد یالیل بن جرھم بن قحطان بن نبی اللہ سیدنا ہود ہوں ـــــ میں پانچ سو سال زندہ رہا ـــــ میں نے دولت اور حکومت حاصل کرنے کے لیے تمام زمین کو اندر، باہر کھنگال ڈالا ـــــ یہ سب کچھ مجھے موت کے منہ میں جانے سے بچا نہ سکا''۔

ایک دوسری تختی پر لکھا ہوا تھا:

Marfat.com

قَدْ قَطَعْتُ الْبِلَادَ فِیْ طَلَبِ الثَّرْوَ ۃِ وَ الْمَجْدِ قَالِصَ الْاَثْوَاب

وَ وَصَلْتُ الْبِلَادَ قَفْرًا بِقَفْرٍ بِقَنَاتِیْ وَ قُوَّتِیْ وَ اكْتِسَابِیْ

فَاَصَابَ الرَّدٰی بَنَاتِ فُؤَادِیْ بِسِهَامٍ مِّنَ الْمَنَایَا صِیَاب

فَانْقَضَتْ شِرَّتِیْ وَ اَقْصَرَ جَهْلِیْ وَ اسْتَرَاحَتْ عَوَاذِلِیْ مِنْ عِتَابِیْ

وَ دَفَعْتُ السَّفَاهَ بِالْحِلْمِ لَمَّا نَزَلَ الشَّیْبُ فِیْ مَحَلِّ الشَّبَاب

صَاحِ هَلْ رَیْتَ اَوْ سَمِعْتَ بِرَاعٍ

رَدَّ فِی الضَّرْعِ مَا قَرٰی فِی الْحِلَاب

o ''میں نے نئے نئے کپڑے پہن کر دولت و شرافت کی تلاش میں شہروں کے شہر طے کیے۔

o میں اپنے نیزے، طاقت اور کمائی کے بل بوتے پر صحراء بصحراء گھومتا ہوا شہروں تک پہنچا۔

o تو موت نے نشانے پر لگنے والے ہلاکتوں کے تیر، میرے دل کی شریانوں میں پیوست کر دیئے۔

o میری تیز طراری دھری کی دھری رہ گئی، میری جہالت دم توڑ گئی، اور ملامت کرنے والی خواتین کی جان مجھے کوسنے سے چھوٹ گئی۔

o جب بڑھاپے نے جوانی کی جگہ لے لی تو میں نے علم کے ذریعے لوگوں کی بے وقوفی کا دفاع کیا۔

o اے دوست! تو نے کبھی دیکھا یا سنا؟ کہ کسی چرواہے نے برتن میں دوہا ہوا دودھ جانور کے تھنوں میں واپس لوٹا دیا ہو (اسی طرح گئی ہوئی جوانی اور زندگی واپس نہیں آتی)''۔

Marfat.com

عبداللہ بن جدعان کو اس گھر میں سرخ یاقوت، تاب دار موتیوں، سونے چاندی اور زبرجد کا ڈھیر ملا——— انہوں نے جو کچھ اٹھا سکے، اٹھالیا اور باہر نکل آئے——— دروازے کو پتھروں سے بند کیا اور پہاڑ کے شگاف پر نشان لگا دیا——— باپ کو راضی کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ڈھیروں مال اس کے پاس بھجوادیا——— خاندان کے افراد نے جو ان سے قطع تعلق کر چکے تھے ازسرنو ان سے تعلقات استوار کیے——— ان میں سے ہر ایک کو بیش قیمت تحائف پیش کیے——— جلد ہی اقرباء نوازی کی بدولت اپنے قبیلے کے سردار بن گئے——— اور اس خزانے کو حاجتمندوں پر لٹانا شروع کردیا——— کھانا کھلانا، کپڑے تقسیم کرنا اور جود وسخا، شب و روز کا معمول بن گئے——— یہاں تک کہ وہ اس زمانے میں سخاوت وکرم کی درخشندہ مثال بن گئے——— ان کی فیروز بختی کا ستارہ جو بے نور ہو چکا تھا، جگمگ کرنے لگا——— اور جو لوگ انہیں نفرت وحقارت کی بنا پر چھوڑ گئے تھے——— وہ پھر ان کے حلقۂ یاراں میں داخل ہو گئے۔

حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ کی دعا آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّاَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔[۲]

”اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرما، اور بخیل کا مال تلف فرما“۔

--------✿--------

۲۔ امام بخاری نے یہ حدیث باب الزکوۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں: ما من یوم یصبح العباد فیہ (الحدیث) امام مسلم بھی یہ حدیث باب الزکوۃ میں لائے ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

(تقاضائے ایمان)

قناعت اورِعفت

منصور جب خلیفہ نہیں بنا تھا، اس وقت عمرو بن عبید اس کا یار غار تھا، ان کے درمیان بڑی دوستی اور محبت تھی ـــــ ان کی آپس میں بڑی بے تکلف مجلسیں ہوا کرتی تھیں ـــــ اور اس دور کے کئی یادگار واقعات تھے۔

ایک دن عمرو بن عبید، ابوجعفر منصور سے ملاقات کے لیے گئے ـــــ خلیفۂ وقت بڑے احترام سے پیش آیا، اپنے پاس بٹھایا، اور دوستانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا: ـــــ ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے!'' عمرو نے اسے دنیا و آخرت میں نفع دینے والی اور راہ نجات ہموار کرنے والی نصیحتیں کیں ـــــ پھر کہنے لگے:

> ''آج یہ اقتدار تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم سے پہلے لوگوں کے پاس رہتا تو تم تک نہ پہنچتا ـــــ اس لیے اس رات سے ڈرو جو تمہاری زندگی کی آخری رات ہو''۔

منصور نے ان کی گفتگو سننے کے بعد کہا: ''ہم تمہارے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیتے ہیں'' ـــــ عمرو نے کمال قناعت اور غنائے نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ''مجھے نہیں چاہئیں یہ دراہم'' ـــــ خلیفہ نے ان کی بات سنی تو حیران رہ گیا ـــــ اسے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ اس کا عطیہ یوں رد کردیا جائے گا ـــــ اس نے قسم کھا کر کہا: ''واللہ! تم یہ درہم ضرور لوگے'' ـــــ عمرو نے بھی قسم کھا کر کہا: ''واللہ! میں نہیں لوں گا''۔

Marfat.com

منصور کا بیٹا مہدی حاضر تھا ـــــ اس نے دونوں کو قسم کھا کر بات کرتے ہوئے سنا تو کہنے لگا:ـــــ

''امیر المؤمنین بھی قسم کھاتے ہیں اور آپ بھی قسم کھاتے ہیں؟ ـــــ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر خلیفہ قسم کھائیں تو آپ کو ان کے مقابل قسم نہیں کھانی چاہیے ـــــ بلکہ اطاعت کرنی چاہیے''۔

عمرو نے منصور کی طرف دیکھ کر پوچھا: ''یہ جوان کون ہے؟'' ـــــ منصور نے کہا:ـــــ ''یہ میرا ولی عہد اور بیٹا مہدی ہے'' ـــــ عمرو نے کہا:

''اللہ کی قسم! تم نے اسے وہ لباس پہنایا ہے جو صالحین کا لباس نہیں ہے ـــــ تم نے اس کا نام ایسا رکھا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے ـــــ تم نے اس کے لیے اقتدار کا انتظام کیا جو اس کے لیے فائدہ مند تو ضرور ہوگا ـــــ لیکن اس کی پوری توجہ حاصل نہیں کر سکے گا''۔

پھر عمرو نے مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

''بھتیجے! تیرے باپ نے قسم کھائی اور تیرے چچا نے اس کی قسم توڑ دی ـــــ کیونکہ تیرا باپ، تیرے چچا کی نسبت کفارہ ادا کرنے کی طاقت زیادہ رکھتا ہے''۔

منصور اس کی جرأت اور فصاحت دیکھ کر حیران رہ گیا ـــــ کہنے لگا: ''آپ کا کوئی کام ہو تو بتائیں؟'' ـــــ اس کا خیال تھا کہ میں اس کا کوئی بھی کام کر سکتا ہوں ـــــ لیکن عمرو نے بلندی ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ''مجھے آپ کبھی نہ بلوائیں ـــــ میں نے آنا ہوا تو خود آجاؤں گا'' ـــــ خلیفہ کو اس خلاف توقع جواب

Marfat.com

سے اتنا صدمہ ہوا کہ وہ کئی لمحے کوئی بات نہ کر سکا—— کچھ دیر بعد کہنے لگا: "تب تو آپ مجھ سے ملاقات ہی نہیں کر سکیں گے"—— عمرو نے کہا: "میں بھی یہی چاہتا ہوں"—— یہ کہا، اور خلیفہ کو اس کے خیالات میں گم چھوڑ کر اپنی راہ لی—— خلیفہ انہیں تعجب اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔

"یہ تھی خلیفہ کے مدمقابل علماء کی عظمت—— جب خلفاء، سلاطین اور امراء اپنے علماء سے مشورے لیتے تھے—— اور چونکہ مخلص علماء و حکمرانوں اور امراء کے مال و دولت سے بے نیاز ہوتے تھے—— اس لیے ان کے ناصحانہ مشوروں سے ارباب اقتدار کی غلطیوں کی اصلاح ہو جاتی تھی"۔

Marfat.com

مسلمانوں کے بارے میں
شاہ چین کی شاہ ایران کو نصیحت

جب شاہ ایران کا پایہ تخت مدائن فتح ہوگیا —— اور عرب مسلمانوں کا اثر و نفوذ سرزمین ایران میں بڑھا —— تو شاہ ایران نے عربوں کے خلاف امداد حاصل کرنے کے لیے، اپنا سفیر شاہ چین کے پاس بھیجا —— بادشاہوں کی یہ روایت ہے کہ وہ مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے ہیں —— سفیر شاہ چین کے بھاری بھرکم تحائف لے کر، واپس آیا —— اور اس نے یزدجرد کو رپورٹ دیتے ہوئے بتایا: ——

''شاہ چین نے مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا، جو ہمارے شہروں پر مسلط ہوگئے ہیں'' —— اس نے یہ بھی کہا کہ:

''تمہارے بیان کے مطابق ان کی تعداد کم ہے —— اور تمہیں تعداد کے اعتبار سے ان پر برتری حاصل ہے —— حالانکہ میں نے سنا ہے کہ وہ قلت تعداد کے باوجود تمہاری کثرت پر بھاری رہتے ہیں —— وہ فائدے میں رہتے ہیں اور تمہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے''۔

میں نے کہا: ''آپ اپنی پسند کی جو بات پوچھنا چاہیں، پوچھ سکتے ہیں''۔
شاہ چین: ''جب وہ معاہدے کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں؟''

Marfat.com

سفیر: ''جی ہاں''۔

شاہ چین: ''جنگ کرنے سے پہلے وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟''

سفیر: ''ہمیں تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دیتے ہیں:

(۱)۔ ہم ان کے دین کی پیروی کریں، اگر ہم ان کی دعوت قبول کرلیں تو ہمارا اوران کا راستہ ایک ہوجائے گا ——— جوان کے حقوق وہی ہمارے، اور جوان کی ذمہ داریاں، وہی ہماری ذمہ داریاں ہوں گی۔

(۲) ہم انہیں جزیہ ادا کریں۔

(۳) جنگ کے لیے تیار ہوجائیں''۔

شاہ چین: ''وہ اپنے حکمرانوں کی اطاعت کیسی کرتے ہیں؟''

سفیر: ''جس طرح نہایت فرمانبردار مرید اپنے مرشد کی اطاعت کرتے ہیں''۔

شاہ چین: ''وہ کن چیزوں کو حلال اور کن چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں؟''

سفیر: ''فلاں فلاں چیزوں کو حرام اور باقی چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں''۔

شاہ چین: ''جس چیز کو وہ حلال قرار دیتے ہیں اسے کبھی حرام بھی جانتے ہیں؟ ——— اور جس چیز کو وہ حرام کہتے ہیں اسے کبھی حلال بھی قرار دیتے ہیں؟''

سفیر: ''نہیں''۔

شاہ چین: ''سن لو! جب تک یہ لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار نہیں دیں گے، کبھی تباہ نہیں ہوں گے''۔

شاہ چین: ''ان کے لباس کے بارے میں بتاؤ؟''

سفیر: ''وہ ایسا ایسا لباس پہنتے ہیں''۔

شاہ چین: ''ان کی سواریاں کیا ہیں؟''

سفیر: ''عربی گھوڑے ——— اس کے ساتھ ہی ان کے اوصاف بھی بیان

Marfat.com

کرادیئے"۔

شاہ چین: "یہ تو بہت عمدہ گھوڑے ہیں"۔

سفیر: "وہ اونٹوں پر بھی سواری کرتے ہیں، نیز یہ بھی بتایا کہ ان کے بیٹھنے کا انداز کیا ہے؟ ـــــ اور وہ بوجھ سمیت کس طرح اٹھتے ہیں؟"

شاہ چین: "ہاں! لمبی گردنوں والے جانوروں کا یہی وصف ہے"۔

شاہ چین نے سفیر کے ذریعے شاہ ایران یزدجرد کو یہ تحریری پیغام بھجوایا:

"میں تمہارے پاس ایسا لشکر بھجوا سکتا ہوں جس کا اگلا حصہ مرو میں اور پچھلا حصہ چین میں ہو ـــــ اس سلسلے میں رکاوٹ صرف یہ ہے کہ تمہارے سفیر نے مسلمانوں کے جو اوصاف بیان کیے ہیں ـــــ ان کی بنا پر اگر یہ لوگ چاہیں تو پہاڑوں کو اکھیڑ کر پھینک دیں ـــــ اگر وہ ان اوصاف کے حامل رہے اور انہیں راستہ خالی مل گیا، تو وہ دن دور نہیں جب کہ وہ میرا بھی تختہ الٹ دیں گے ـــــ اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ صلح کرلو، اور پُرامن طریقے پر ان کے ساتھ زندگی گزارو ـــــ اور جب تک وہ تمہیں نہ چھیڑیں، تم بھی انہیں نہ چھیڑو"۔

ہاں! یہی وہ عمدہ ترین صفات ہیں، جو مسلمانوں نے تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں اپنائیں ـــــ یہی وہ حقیقی طاقت تھی، جو شاہی تختوں کو بُنیادوں سے اُکھیڑ دیتی تھی ـــــ ملکوں کو فتح کرتی تھی ـــــ مسلمانوں کو خیرہ کُن اور پائیدار عزت وعظمت عطا کرتی تھی ـــــ اور ان کے لیے دنیا وآخرت میں فیروزبختی کی ضمانت تھی۔

Marfat.com

صحابۂ کرام کا شوقِ علم

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سلمی[۱] رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں ـــــ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی ہیں ـــــ اکثر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ـــــ خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس جنگوں میں شرکت فرمائی، جن میں سے انیس میں، مَیں بھی شریک ہوا ـــــ یہ بھی ان ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو علم کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا ـــــ انہیں پتا چلا کہ مصر کے قاضی حضرت عبداللہ بن انیس جہنی انصاری[۲] رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے ـــــ جو کسی دوسرے صحابی کے پاس نہیں ملی ـــــ حضرت جابر نے بازار جا کر ایک اونٹ خریدا، اس پر کجاوہ کسا اور سوار ہو کر مدینہ منورہ سے چل دیے ـــــ ایک ماہ تک جنگلوں اور صحراؤں کو طے کرتے ہوئے مصر پہنچ گئے ـــــ پوچھتے پوچھتے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا ـــــ ایک سیاہ فام غلام نے باہر آ کر پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' ـــــ فرمایا: ''جابر بن عبداللہ'' ـــــ غلام نے اپنے آقا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جابر بن

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۸ھ کو ہوا ـــــ مدینہ منورہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی تھے۔ ۱۲ فرفور

۲۔ حضرت عبداللہ بن انیس مدنی، انصاری کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ ـــــ یہ ان صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے بنوسلمہ کے بت توڑے ـــــ بیعت عقبہ وغیرہ کے موقع پر حاضر ہوئے ـــــ ۸۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

عبداللہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ——— انہوں نے کہا: ''ان سے جا کر پوچھو! ——— کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟'' ——— غلام نے باہر آ کر پوچھا: ''کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟'' ——— حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں!'' ——— حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خود باہر آ کر ملاقات کی اور معانقہ کیا ——— پھر دریافت کیا: ''برادرِ محترم! کیسے آنا ہوا؟'' ——— حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے کہا: ———

''قصاص کے بارے میں آپ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔

آپ کے سوا اس حدیث کا روایت کرنے والا کوئی صحابی باقی نہیں رہا ——— میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ آپ کا انتقال ہو جائے یا میرا، آپ سے وہ حدیث حاصل کرلوں' ———

چنانچہ وہ حدیث سنی اور خوشی سے واپس مدینہ طیبہ چلے گئے ——— مصر میں داخل ہوئے اور نہ ہی اس کے نظاروں سے لطف اندوز ہوئے ——— بلکہ سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے آرام تک نہ کیا ——— انہوں نے دنیا کی زیب و زینت اور دلکش مناظر میں بالکل دلچسپی نہ لی ——— بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کو دونوں جہانوں کا سرمایہ جانتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا۔

یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق علم، اور کتنا شاندار ثواب ہے؟ ——— اسی لیے وہ علم کا مختصر سا حصہ حاصل کرنے کے لیے طویل سفر کی مشقتوں اور صعوبتوں کو برداشت کرلیتے تھے۔

Marfat.com

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اُمراء کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے —— وہ ایسے لوگوں کو منتخب کرتے تھے جو قناعت، پاکبازی اور مسلمانوں کی خدمت کے جذبے میں آپ کے معیار پر پورے اُترتے تھے —— وہ جن چیزوں کا حکم دیتے یا جن امور سے منع کرتے، پہلے خود ان کی پابندی کرتے تھے —— وہ اپنی قوم مسلم کو فوائد سے بہرہ ور کرنے میں پیش پیش رہتے اُمت مسلمہ کے فائدے کو حکمران کے ذاتی فائدے پر ترجیح دیتے تھے —— آپ کے مقرر کردہ بہت سے عامل آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے —— چنانچہ وہ پیوند لگا ہوا اون کا لباس پہنتے تھے —— جو کی روٹی کھاتے —— اور دراز گوش کی پشت پر ٹاٹ ڈال کر سواری کرتے تھے۔

ذیل میں ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ چند عاملوں کا تذکرہ کریں گے:

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن پروگرام بنایا کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان سے ملاقات کریں —— اس وقت ابوعبیدہ مسلمانوں کے وزیر مال تھے —— انہوں نے کہا: ''امیر المؤمنین! مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ آپ کی آنکھوں کے پیمانے چھلک پڑیں'' —— حضرت فاروق اعظم نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ ''میں تم سے تمہارے گھر میں ضرور ملاقات کروں گا'' —— جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک جبہ —— بکری کی

Marfat.com

ایک کھال ــــ ایک کھانے پینے کا اور دوسرا وضو کرنے کا برتن تھا ــــ اس کے علاوہ کچھ نہ تھا ــــ انہیں ایسا گھر دکھائی دیا جیسے وہ غریب ترین مسلمان کا گھر ہو ــــ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں ــــ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''امیر المؤمنین! میں نے آپ سے نہیں کہا تھا ــــ کہ میں آپ کی آنکھوں سے بہنے والی آنسوؤں کی برکھا نہیں دیکھنا چاہتا''۔

اللہ تعالیٰ ان طیب و طاہر نفوس قدسیہ پر رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے ــــ بے شک وہ اقوام عالم کے لیے عظمتوں کے جگمگاتے ہوئے مینار تھے۔

عمال حکومت کے لیے حضرت عمر فاروق کی ہدایات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب اپنے گورنروں کو کسی جگہ بھیجتے تو انہیں درج ذیل ہدایات جاری کرتے تھے:

''تم ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا ــــ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا ــــ باریک کپڑا نہ پہننا ــــ لوگوں کی حاجتوں کے آگے اپنے دروازے بند نہ کرنا ــــ اگر تم نے ان ہدایات کی خلاف ورزی کی تو تم سزا کے مستحق ہو گے''۔

پھر انہیں الوداع کہنے کے لیے ان کے ساتھ نکلتے ــــ اور انہیں کہتے:

''میں نے تمہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بالوں اور ان کے چمڑوں پر حاکم مقرر نہیں کیا[1] ــــ لہٰذا تم عربوں کو کوڑے مار کر ذلیل نہ کر دینا ــــ اور ان کو یکجا جمع کر کے فتنے میں نہ ڈال دینا''۔[2]

۱۔ حتیٰ کہ تم ان کے بال نوچ لو اور ان کی چمڑی ادھیڑ دو۔ ۱۲ فرفور

۲۔ انہیں کسی نہ کسی محاذ پر مصروف رکھنا، بیکار یکجا رہنے سے فتنے جنم لیں گے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
(گورنر عراق)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا ــــ وہ اون کا لباس پہنتے اور جو کی روٹی کھاتے تھے ــــ خوشحالی ان کی زندگی میں عمل دخل حاصل نہ کر سکی ــــ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو رو پڑے ــــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ: ''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' ــــ انہوں نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آخرت میں ایک گھاٹی ہے جسے وہی لوگ عبور کر سکیں گے جو گراں بار نہیں ہوں گے ــــ میرے اردگرد تو یہ ساز وسامان دکھائی دے رہا ہے''۔

حاضرین نے جب ان کے سامان کا جائزہ لیا تو ان کے پاس ایک برتن، ایک ڈول اور ایک کوزے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا ــــ اس کے باوجود حضرت سلمان فارسی ص کو خوف تھا کہ میرے پاس تو اتنا سامان موجود ہے ــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، تو میرا نام ہلکے پھلکے بوجھ والوں میں نہ لکھا جائے ــــ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا سے بے نیازی ــــ اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی بنا پر اس گھاٹی کو طے کریں گے۔

Marfat.com

یہ تھے مسلمان حکمران

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حمص والوں کو لکھا کہ:

''ہمیں اپنے ہاں کے فقراء اور محتاجوں کی فہرست ارسال کرو——

تا کہ ان کے نام عطیات ارسال کیے جائیں''——

فہرست میں سب سے پہلا نام ان کے حکمران سعید بن عامر حجمی[۱] کا تھا۔

جب فہرست پہنچی اور فاروق اعظم نے حمص کے حاکم کا نام فقراء کی لسٹ میں سر فہرست دیکھا—— تو دریافت کیا کہ: ''ہم انہیں مناسب مقدار میں وظیفہ دیتے ہیں، اس کے باوجود وہ فقیر اور محتاج کیوں ہیں؟''

حمص کے سفیروں نے کہا:

''جناب وہ واقعی فقیر اور نادار ہیں—— کیونکہ وہ اپنے پاس کچھ رکھتے ہی نہیں—— جو کچھ ہوتا ہے سارے کا سارا مسکینوں، فقیروں اور نادار عورتوں میں تقسیم کر دیتے ہیں—— پھر ان کے سامنے معذرت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں، میں کیا کروں؟—— جب امیر المومنین نے مجھے کہا کہ میں تمہیں گورنر مقرر کر رہا ہوں، میں نے کہا تھا، جناب مجھے مشقت میں نہ ڈالیں، لیکن وہ مانے ہی نہیں''——

حضرت عمر فاروق نے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''ہم نے ان کو ضائع کر دیا—— ہم نے ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا''۔

۱۔ حضرت سعید بن عامر حجمی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں—— ان کا تذکرہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ان کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟'' ـــــــ شرکاءِ وفد نے بتایا کہ:

''باقی تو سب ٹھیک ہے، لیکن ہمیں ان کی چار عادتوں پر اعتراض ہے''۔

(۱)۔ وہ ہمارے پاس دن چڑھے آتے ہیں۔

(۲)۔ رات کے وقت دکھائی نہیں دیتے۔

(۳)۔ مہینے میں ایک دن غائب رہتے ہیں۔

(۴)۔ کبھی کبھی انہیں بے ہوشی کے طویل دورے پڑتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حمص کے فقراء کے لیے مناسب مقدار میں وظیفہ بھجوایا ـــــــ چار سو دینار ان کے گورنر کے لیے بھجوائے اور انہیں قسم دی کہ یہ رقم اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر صرف کریں۔

جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس مال پہنچا تو انہیں شدید صدمہ ہوا، جس کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر دکھائی دیتے تھے ـــــــ نہایت دل گرفتہ اور غمگین حالت میں اپنے گھر میں داخل ہوئے ـــــــ ان کی اہلیہ محترمہ نے پوچھا کہ:

''مجھے آپ غم زدہ اور پریشان دکھائی دیتے ہیں ـــــــ کیا آپ کا کوئی دوست فوت ہوگیا ہے؟'' ـــــــ

حضرت سعید نے کہا: ''کاش! ایسا ہوتا'' ـــــــ انہوں نے پھر پوچھا: ـــــــ ''کیا شہر کا کوئی بڑا آدمی فوت ہوگیا ہے؟'' ـــــــ فرمایا: ''کاش! ایسا ہوتا'' ـــــــ اہلیہ نے پوچھا: ''پھر آپ کو کس بات کا صدمہ ہے؟''

حضرت سعید نے گہرا سانس لیا، پھر کہنے لگے:

Marfat.com

''مجھے رسول اللہ ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا، آپ کی صحبت بہترین صحبت اور آپ بہترین مصاحب تھے۔
پھر مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت کی سعادت میسر آئی ـــــ ان کی رفاقت بہترین رفاقت تھی اور وہ بہترین ساتھی تھے ـــــ پھر میں عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مصاحب بنا ـــــ لیکن ان کی صحبت کچھ اچھی ثابت نہیں ہوئی۔

بیوی نے کہا: ''وہ کیوں؟'' دینار بیوی کے سامنے رکھتے ہوئے، ان پر نفرت و حقارت سے بھرپور نگاہ ڈالتے ہوئے کہنے لگے: ـــــ

''یہ دیکھو! انہوں نے میرے پاس کیا بھیجا ہے؟ اور مجھے کیسی سخت تاکید کی ہے؟''

بیوی نے کہا: ''آپ کو ڈر کس کا ہے؟'' ـــــ کہنے لگے: ''مجھے، صرف تمہارا ڈر ہے کہ کہیں تم پر ان چمکتے ہوئے سکوں کا جادو نہ چل جائے'' ـــــ تسلیم و رضا کی پیکر بیوی نے کہا: ''میری طرف سے اطمینان رکھئے! اور جو جی میں آئے، کر گزریئے!''۔

فرط مسرت سے ان کا چہرہ جگمگا اٹھا اور مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پہ کھیلنے لگی ـــــ کہنے لگے:

''اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے ـــــ تم نے میری بڑی مشکل حل کر دی ہے ایسے کرو کہ کپڑے کا ایک ٹکڑا لاؤ'' ـــــ

اس اللہ کی بندی نے سارا کمرہ چھان ڈالا، لیکن اسے کپڑے کا زائد ایک ٹکڑا نہ مل سکا ـــــ مجبوراً اس نے اپنی اوڑھنی کا ایک کنارہ پھاڑ کر پیش کر دیا ـــــ حضرت سعید نے اس میں کچھ دینار باندھے اور کہا کہ: ''یہ فلاں کے گھر دے آؤ ـــــ یہ دراہم

Marfat.com

اور دینار فلاں کے گھر دے آؤ''۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا۔۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

''اے اللہ! اس کے بعد عمر فاروق کا کوئی عطیہ میرے پاس نہ آئے!''۔

بیوی نے کہا: ''آپ یہ دعا کیوں مانگتے ہیں؟۔۔۔۔۔۔ کیا وہ ہمیں خراج اور غنیمت کے مال حلال سے نہیں بھیجتے؟''۔۔۔۔۔۔ کہنے لگے:

''وہ بھیجتے تو مال حلال ہی ہیں! لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین، مالدار مہاجرین سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔[1]

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا اور اس کی تمام دولت بھی مل جائے تو میں اس بات پر راضی نہیں ہوں گا کہ مجھے پہلی جماعت میں شامل نہ کیا جائے''۔

ملاقات ہونے پر حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کہ: ''آپ ان چار عادتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟۔۔۔۔۔۔ جن کی اہل حمص شکایت کرتے ہیں''۔۔۔۔۔۔ کہنے لگے:

''امیر المؤمنین! انہوں نے جو کچھ کہا ہے، صحیح کہا ہے۔۔۔۔۔۔ ان کی وجوہ بھی سن لیجئے!

(۱) میں چاشت کے وقت اس لیے گھر سے نکلتا ہوں کہ میرا کوئی خادم نہیں ہے، میری بیوی بیمار ہے۔۔۔۔۔۔ نماز فجر کے بعد میں اس کے کام کاج سرانجام دیتا ہوں، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا ہے۔

۱۔ یہ حدیث امام مسلم نے کتاب الزہد میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے: ان فقراء المهاجرين يسبقون الاغنياء يوم القيامة الى الجنة باربعين خريفا۔ اس کے علاوہ دیکھئے: الترغیب والترہیب، ج۴، ص۱۳۶۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

(۲) رات کے وقت میں لوگوں سے اس لیے ملاقات نہیں کرتا کہ میں دن بھر لوگوں کی خدمات انجام دیتا ہوں ـــــــ رات کا وقت اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

(۳) مہینے میں ایک دن اس لیے گھر سے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہے ـــــــ اس دن میں اسے دھوتا ہوں اور خشک ہونے پر پہن لیتا ہوں، اس لیے لوگوں سے ملاقات نہیں کرسکتا۔

(۴) بیہوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خبیب[1] بن عدی رضی اللہ عنہ میرے سامنے شہید کیے گئے، میں اس وقت کافر تھا ـــــــ مجھ جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دل پر چوٹ لگتی ہے ـــــــ اور سینے سے ایک ہوک سی اٹھتی ہے کہ کاش! میں اس وقت اسلام لاچکا ہوتا اور ان کے دفاع کی کوشش کرتا ـــــــ امیر المؤمنین! جب بھی مجھے ان کی یاد آتی ہے تو مجھ پر رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے ـــــــ اور میرے ہوش وحواس گم ہو جاتے ہیں'' ـــــــ

یہ گفتگو سن کر فاروق اعظم اس شدت سے روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی ـــــــ حضرت سعید کے وصال کے بعد جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا تو فاروق اعظم پر شدید گریہ طاری ہو جاتا اور ان کے لیے دعائے رحمت ومغفرت کرتے ـــــــ حضرت فاروق اعظم نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کو جمع کیا ـــــــ اور انہیں کہا کہ: ''اپنی اپنی

۱۔ حضرت خبیب بن عدی بن مالک انصاری اوسی، بدر میں حاضر ہوئے ـــــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں شہید کیے گئے ـــــــ زمین نے ان کی نعش مبارک کو نگل لیا ـــــــ ان کا لقب بلیع الارض ہوا ـــــــ ''اصابہ'' کسی قدر تصرف کے ساتھ ۱۲ فرفور

Marfat.com

آرزو بیان کیجیے!"—— ایک صحابی نے کہا: "میری آرزو ہے کہ میرے پاس ایک لشکر ہو جسے لے کر میں دشمنان اسلام سے جہاد کروں"—— دوسرے صحابی نے کہا: "میری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو، جسے میں فی سبیل اللہ خرچ کردوں"—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میری آرزو یہ ہے کہ سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ ایسا کوئی گورنر ہو جسے میں مسلمانوں کے امور کا والی بنادوں"—— یہ کہا اور اتنی شدت سے رو پڑے کہ بات کرنا مشکل ہوگئی—— ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے: "رحمہ اللہ—— رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے"۔

تاریخ اسلام کے دور اول میں حکمرانوں کی یہ اعلیٰ ترین مثال ہے—— وہ اپنے رب کریم کی خوشنودی اور بہترین اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے امت مسلمہ اور اسلامی مملکت کے لیے جان و مال کی قربانی دے دیتے تھے—— اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں بھی راضی کردے۔

Marfat.com

امام جعفر صادق کی اپنے بیٹے کو وصیت
اور
خلیفۂ وقت ابو جعفر منصور کو نصیحت

حضرت موسیٰ بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ [۱] اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھے —— امام نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"بیٹے! میری گفتگو کو ذہن نشین کر لو —— اور میری وصیت کو دل کی گہرائی میں جگہ دو —— اگر تم نے اسے یاد رکھا تو تم پیکر عادت بن کر زندہ رہو گے —— اور قابل ستائش حالت میں دنیا سے رخصت ہو گے۔

بیٹے! جو اپنی قسمت پر راضی ہوگا وہ غنی ہو جائے گا —— جس کی حریصانہ نگاہیں دوسروں کے مال کی طرف اٹھیں گی وہ فقیرانہ حال

۱۔ جعفر صادق، امام ابو عبداللہ جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی ابن امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب ہیں۔ رضی اللہ عنہم —— ان کی والدہ ماجدہ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔ رضی اللہ عنہم —— والد کی طرف سے ان کا سلسلہ نسب ابو طالب —— اور والدہ محترمہ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یعنی وہ والد کی طرف سے طالبی اور والدہ کی طرف سے بکری ہیں —— ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اڑسٹھ سال کی عمر پائی —— شہرت کی بلندیوں تک پہنچے —— جنت البقیع میں والد ماجد کے چچا، امام حسن رضی اللہ عنہ کے قبے میں محوِ استراحت ہوئے —— امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ علم، زہد و تقویٰ، ورع اور اخلاق کریمانہ کی معراج کو پہنچے ہوئے تھے —— اور علمی و روحانی امامت کے مقام پر فائز تھے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

میں دنیا سے کوچ کرے گا ـــــــ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوا، اس نے اللہ کریم کے فیصلے پر نکتہ چینی کی ہے ـــــــ اور جو شخص دوسرے کی لغزش کو چھوٹا سمجھے گا، اس کی نظر میں اس کی اپنی غلطی نہایت سنگین ہوگی۔

بیٹے! جو شخص دوسروں کی پردہ دری کرتا ہے، اس کے گھر کی چھپانے کے قابل چیزیں برہنہ ہو جائیں گی ـــــــ جو شخص بغاوت کی تلوار میان سے باہر نکالے گا، اسی سے قتل کیا جائے گا ـــــــ جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودے گا، خود اس میں گرے گا ـــــــ جو شخص بے وقوفوں کے پاس بیٹھے گا، رسوا ہو جائے گا ـــــــ جو شخص علماء کے پاس بیٹھے گا، وہ صاحب عزت و وقار ہوگا ـــــــ جو شخص برائی کے راستوں میں داخل ہوگا، اس پر تہمت لگے گی۔

بیٹے! حق بات کہو، چاہے تمہارے موافق ہو یا مخالف ـــــــ چغل خوری سے بچنا، کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں میں دشمنی کا بیج بو دیتی ہے، بیٹے! اگر تم سخاوت کو تلاش کرو تو جود و سخا کی کانوں کی طرف رجوع کرنا"۔

ایک دن خلیفۂ وقت ابو جعفر منصور نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلایا ـــــــ جب آپ تشریف لائے تو اس نے کہا:

"میں آپ سے ایک مسئلے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں ـــــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام اہل مدینہ میرے ساتھ جنگ کرنے پر متفق ہیں، میں انہیں دوبارہ مہلت دے چکا ہوں ـــــــ لیکن وہ باز آنے کے لیے تیار نہیں ہیں ـــــــ میں نے سوچا ہے کہ ایک ایسا لشکر بھیجوں جو ان

Marfat.com

کی کھجوروں کو کاٹ کر ایک جگہ ڈھیر کر دے، اور ان کے چشموں کو تباہ کرے، آپ کی کیا رائے ہے؟''——

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ خاموش رہے، ابو جعفر منصور نے کہا: ''کیا بات ہے؟ آپ خاموش کیوں ہیں؟''—— امام نے فرمایا:

''امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو حکومت دی تو انہوں نے شکر ادا کیا—— حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائش آئی تو انہوں نے صبر کیا—— حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگی—— اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشنے اور درگزر کرنے والوں کی اولاد سے پیدا کیا ہے''——

ان کی اس گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ ابو جعفر کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور اس نے اہل مدینہ کو سزا دینے کا فیصلہ منسوخ کر دیا—— صرف یہی نہیں، بلکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بدولت، اہل مدینہ آنے والی بہت بڑی مصیبت سے بچ گئے—— کیونکہ جب اخلاص سے معمور دل سے بات نکلے تو اس کا اثر ہو کر رہتا ہے—— سرکش نفوس اس کے آگے سرخم ہو جاتے ہیں اور اس کی رہبری کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

دور اول کے مسلمان سوچے سمجھے بغیر قدم نہیں اٹھاتے تھے—— بلکہ دیانت دار علماء سے مشورے لیتے تھے—— اس لیے ان کا ہر اقدام صحیح اعتماد اور بصیرت پر مبنی ہوتا تھا—— یہی وجہ تھی کہ انہیں توفیق کے ساتھ ساتھ کامرانی نصیب ہوتی تھی—— اور حکمرانوں اور عوام کے درمیان مکمل موافقت اور ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔

Marfat.com

مُسکت جواب

شاہ روم نے اپنا ایک سفیر عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور[1] کے پاس بھیجا——— جب سفیر پہنچا تو ابو جعفر منصور نے عمارہ بن حمزہ کو حکم دیا کہ اسے سواری پر لے جاکر، میرے ولی عہد مہدی کے پاس لے جاؤ، وہ رصافہ میں ہے——— یہ لوگ دریا کے پل پر پہنچے، تو سفیر نے دیکھا کہ بہت سے بھکاری اور اپاہج پل پر بیٹھے ہوئے، لوگوں سے بھیک مانگ رہے تھے——— سفیر نے ترجمان کے ذریعے عمارہ بن حمزہ سے کہا:

"تمہارے ہاں بہت بھکاری دکھائی دے رہے ہیں ——
تمہارے خلیفہ کو چاہیے کہ ان پر ترس کھائے——— اور ان کی
حاجات اور ضروریات کا انتظام کرے——— عمارہ نے کہا: کہ
ہمارے پاس اتنے فنڈ نہیں ہیں"۔

مہدی اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوگیا——— عمارہ بن حمزہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کے پاس جاکر سوال و جواب کی کیفیت بیان کی——— ابو جعفر نے کہا:

"تم نے غلط جواب دیا، صورت حال وہ نہیں جو تم نے بیان کی ہے،
الحمد للہ! ہمارے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے——— اسے
میرے پاس حاضر کرو، میں اسے صحیح جواب دوں گا"———

سفیر کو حاضر کیا گیا تو ابو جعفر منصور نے اسے کہا کہ:

"تم نے ہمارے دوست سے جو بات کی ہے، وہ ہم تک پہنچ گئی

Marfat.com

ہے —— اور اس نے جو جواب دیا ہے وہ بھی ہمارے علم میں آگیا ہے —— اس کا جواب صحیح نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پاس مال و زر کی کوئی کمی نہیں ہے —— بات دراصل یہ ہے کہ امیر المؤمنین نہیں چاہتے کہ کوئی سعادت یا دنیا و آخرت کی فضیلت تنہا خود حاصل کرلیں —— اور رعایا کو اس میں شامل نہ کریں —— امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ نادار اور مفلوج افراد، عوام الناس سے ان کے مال و دولت اور خداداد رزق سے سوال کریں —— اور وہ ان کی حاجت روائی کرکے اجر و ثواب میں امیر المؤمنین کے ساتھ شریک ہوں —— تاکہ غریبوں کی دستگیری، آخرت میں ان کے گناہوں کی بخشش اور نجات کا ذریعہ بنے''۔

سفیر نے ابوجعفر منصور کی گفتگو سنی تو اس نے تسلیم کیا کہ اصل بات یہی ہے —— اور واقعی ابوجعفر منصور نے محتاجوں اور اپاہجوں کو لوگوں سے صدقات و خیرات کی بھیک مانگنے کی اجازت اس لیے دے رکھی ہے کہ عوام الناس بھی اس کارِ ثواب میں شریک ہوسکیں —— سفیر کو یہ محسوس بھی نہ ہوسکا کہ عمارہ بن حمزہ نے مال و دولت کی قلت کا عذر پیش کرکے جس کمزوری کا اظہار کردیا تھا، ابوجعفر نے برجستہ جواب دے کر اس کا ازالہ کیا ہے —— سفیر نے کہا: ''امیر المؤمنین نے صحیح فرمایا ہے''۔ تاریخ میں یہ جواب، عظیم، مسکت جوابات میں سے شمار کیا گیا ہے۔

Marfat.com

قاضی منذر بن سعید

ایک دن سلطان ناصر نے، قرطبہ کے محل میں وفود سے ملاقات کے لیے مجلس خاص کا اہتمام کیا ـــــ جب اعیان سلطنت اپنی اپنی نشستوں پہ بیٹھ گئے تو مختلف ممالک کے وفود کی آمد شروع ہوئی ـــــ سلطان کی خواہش تھی کہ محفل کے آغاز میں خطباء اور شعراء کھڑے ہو کر اس کے کارناموں کو خراج عقیدت پیش کریں۔

سلطان کے ولی عہد حکم نے پہلے سے خطباء کو تیار کیا ہوا تھا ـــــ اس نے سب سے پہلے سلطان کے مہمان ابوعلی قالی بغدادی کا اعلان کیا ـــــ ابوعلی نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا ـــــ دربار شاہی کے رعب و دبدبے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ مزید ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکا اور بیٹھ گیا۔

اس مجلس میں اپنے دور کے عظیم عالم اور فصیح و بلیغ خطیب منذر بن سعید بھی تشریف فرما تھے ـــــ وہ از خود کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ابوعلی کے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے خطابت کا وہ جادو جگایا ـــــ سننے والوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں اور ہوش و حواس مبہوت ہو گئے ـــــ جب محفل برخاست ہوئی تو لوگوں کی زبانوں پر ان ہی کی بلاغت، جادو بیانی اور حکمت و دانش کا تذکرہ تھا ـــــ سلطان ناصر سب سے زیادہ متاثر اور خوشگوار حیرت میں مبتلا تھا ـــــ اس نے اپنے بیٹے حکم سے منذر کے بارے میں دریافت کیا کہ: ''یہ کون ہے؟'' ـــــ سلطان پہلے انہیں نہیں جانتا تھا ـــــ حکم نے بتایا، یہ منذر بن سعید ہیں ـــــ سلطان نے کہا: ''انہوں نے اپنا مافی الضمیر

Marfat.com

بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے''—— سلطان نے انہیں قرب خاص سے نوازا، پہلے انہیں قصر زہراء کی جامع مسجد کا امام اور خطیب مقرر کیا—— پھر قرطبہ کا قاضی بنا دیا۔

قاضی منذر بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ احکام الٰہیہ پر سختی سے کاربند تھے—— حق اور عدل و انصاف کے قائم کرنے، ظلم اور باطل کے خاتمے کے لیے پیش پیش رہتے—— نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے—— انہیں کلمۂ حق کہنے سے کسی کی ملامت روک نہیں سکتی تھی۔

سلطان ناصر کے منہ پر کسی خوف اور خطرے کے بغیر، برملا نصیحت اور تنبیہ آمیز باتیں کہہ دیتے تھے—— اس سلسلے میں ان کے کئی واقعات مشہور و معروف ہیں—— ایک واقعہ آپ بھی چشم حیرت سے پڑھیے۔

سلطان ناصر کو تعمیرات کا جنون کی حد تک شوق تھا—— وہ ایسی پرشکوہ عمارتیں تعمیر کرنا چاہتا تھا جو رہتی دنیا تک اس کی شاہی شان و شوکت اور بلند ہمتی کی یادگار رہیں۔—— جب اس نے قصر زہراء تعمیر کروایا تو اس کا دور دور تک چرچا ہوا—— اس نے محلات کی مضبوطی اور مکانوں کی آرائش و زیبائش پر تمام تر توانائی صرف کر دی—— عمارات کی پختگی اور زیب و زینت پر اتنی بھرپور توجہ دی کہ مسلسل تین جمعے، جامع مسجد میں ادا نہ کر سکا۔

چوتھے جمعہ کو جامع مسجد میں پہنچا تو قاضی منذر نے سلطان کو وعظ و نصیحت اور تنبیہ کرنے کا فیصلہ کیا—— چنانچہ انہوں نے خطبے کا آغاز کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوْا

Marfat.com

اللہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝[1]

''کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو، راہ گیروں سے ہنسنے کو——
اور مضبوط محل چنتے ہو، اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے—— اور
جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے
ہو،—— تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو''—— (کنز الایمان)

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ
بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِہِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْہَا یَظْہَرُوْنَ ۝[2]

''اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں—— تو
ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے گھروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور
سیڑھیاں بناتے—— جن پر وہ چڑھتے''۔

پھر ارشادِ ربانی کی تلاوت کی:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی۔[3]

''تم فرمادو، دنیا کا ساز و سامان تھوڑا ہے—— اور آخرت
پرہیزگاروں کے لیے اچھی ہے''۔

آخرت ہی ہمیشہ رہنے اور جزا کی جگہ ہے—— پھر انہوں نے زوردار گفتگو اور دل نشین پیرائے میں پختہ عمارتیں بنانے اور ان کی آرائش و زیبائش پر فضول خرچی کی شدید مذمت کی—— موقع کی مناسبت سے موت کا ڈر سنایا—— نفسانی لذتوں اور

۱۔ القرآن، سورۃ الشعراء ۲۶/۱۲۹

۲۔ القرآن، سورۃ الزخرف ۴۳/۳۳

۳۔ القرآن، سورۃ النساء ۴/۷۷

Marfat.com

خواہشوں سے اعراض اور دنیا سے بے نیازی کی رغبت دلائی ـــــــ اور موضوع کی تائید و تقویت کے لیے احادیث اور آثار کا حوالہ دیا ـــــــ ان کی پرسوز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ لوگ خوف اور خشیت کے غلبے کی بنا پر زار و قطار رونے لگے ـــــــ اور اعلانیہ توبہ استغفار کرنے لگے ـــــــ سب سے زیادہ سلطان ناصر پر خشیت طاری ہوئی اور وہ بلک بلک کر رونے لگا ـــــــ اس نے واضح طور پر محسوس کیا کہ دراصل مجھے ہی نصیحت کرنا مقصود ہے ـــــــ وہ اپنی جانب سے افراط و تفریط کے صادر ہونے پر نادم تو ہوا ـــــــ لیکن قاضی منذر کے سرزنش کرنے پر غضبناک بھی بہت ہوا،

تنہائی میں اپنے بیٹے حکم کے سامنے اظہار خیال کرتے ہوئے کہنے لگا:ـــــــ

''منذر نے جان بوجھ کر اپنے خطبے میں مجھے اور صرف مجھے نشانہ بنایا ہے ـــــــ اس نے بھرے مجمع میں مجھے زجر و توبیخ کا ہدف بنانے میں حد سے تجاوز کیا ہے'' ـــــــ

پھر قسم کھا کر کہنے لگا کہ: ''میں اس کے پیچھے کبھی جمعہ نہیں پڑھوں گا'' ـــــــ چنانچہ اس نے قصر زہراء میں جمعہ پڑھنا ترک کردیا ـــــــ قرطبہ میں احمد بن مطرف کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔

سلطان کے بیٹے نے کہا:

''جب قاضی منذر آپ کو پسند نہیں ہے تو اسے مصلائے امامت سے برطرف کرکے اس کی جگہ کسی دوسرے امام کو کیوں نہیں مقرر کردیتے؟'' ـــــــ

سلطان نے اسے سخت ڈانٹ پلائی اور کہا:

Marfat.com

''تیری ماں نہ رہے!—— کیا میانہ روی سے بھٹکنے والے اور راہ ہدایت سے برگشتہ ہونے والے نفس کو راضی کرنے کے لیے منذر بن سعید جیسے صاحب علم وفضل اور پیکر خیر وتقویٰ کو معزول کیا جا سکتا ہے؟—— مجھے شرم آتی ہے کہ میں نماز جمعہ میں اپنے اور اپنے اللہ تعالیٰ کے درمیان منذر جیسے مجسمۂ صداقت و پرہیزگاری کو اپنا سفارشی نہیں بناتا—— لیکن کیا کروں؟ اس نے مجھے مصیبت میں ڈال دیا، تو میں قسم کھا بیٹھا—— کاش، کوئی صورت ہوتی تو میں اپنی حکومت قربان کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیتا—— ان شاء اللہ! جب تک ہماری اور ان کی زندگی ہے وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے—— میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کبھی ان سے بہتر خطیب بھی مل سکتا ہے''۔

یہ تھی مسلمان سلاطین اور امراء کی عادت کریمہ—— جب ان سے خطا سرزد ہو جاتی اور کوئی عالم یا خطیب انہیں نصیحت کرتا—— تو وہ خواہش نفس اور گمراہی سے رجوع کر لیتے—— حق کے آگے سر تسلیم و رضا خم کر دیتے—— اور انہیں جو نصیحت کی جاتی تھی اسے برا نہیں مناتے تھے۔

صرف قرطبہ میں ۹۷۰ھ میں نادار افراد کو مفت تعلیم دینے کے لیے خودمختار مدارس کی تعداد ستائیس سے زیادہ تھی—— جہاں غریب طلباء کو داخلہ دیا جاتا، اور ان کی تعلیم و تربیت اور دیگر ضروریات کا مفت انتظام کیا جاتا تھا۔ (معجم الادباء، کسی قدر تصرف کے ساتھ)

Marfat.com

تاریخِ اسلام کی مایہ ناز خاتون

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں نے دمشق کا شدید محاصرہ کیا—— رومی اس محاصرے کی سختی سے زچ ہو کر رہ گئے—— دمشق کا سربراہ شاہ روم، ہرقل کا خسر توما تھا—— وہ شہر کے ایک دروازے باب توما پر آیا، اس نے بڑے بڑے جرنیلوں اور حواریوں کو اکٹھا کیا—— انجیل لا کر صلیب کے پاس لٹکا دی—— اور گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا مانگی کہ: ''ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما''۔

توما نے قلعے سے باہر نکل کر خوفناک حملہ کیا—— مسلمانوں پر پتھروں اور تیروں کی بارش کر دی—— ان کی آنکھوں، گردنوں اور سینوں کو نشانہ بنایا—— اس کاروائی میں بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا اور زخمی کر دیا—— زخمیوں میں مشہور صحابی، حضرت ابان بن سعد بن عاصی رضی اللہ عنہ بھی تھے—— انہیں ایک تیر نے گھائل کر دیا، جس کے نتیجے میں وہ شہادت کا مرتبہ عظمیٰ پا گئے۔

ان کی نئی نئی شادی چچا زاد خاتون سے ہوئی تھی—— جس کے ہاتھوں سے ابھی مہندی کا رنگ اور سر سے عطر کی خوشبو بھی زائل نہیں ہوئی تھی—— وہ خاتون بڑی دلیر، غیرت مند اور فصیح و بلیغ تھیں—— انہیں جب اپنے محبوب شوہر کی شہادت کی اطلاع ملی تو صدمے سے نڈھال ہو گئیں—— لڑکھڑاتے قدموں سے تیز تیز چلتی ہوئی، خون شہادت سے نہائی ہوئی، شوہر کی میت کے پاس پہنچیں۔—— اور ان کے سر کے پاس کھڑی ہو کر بناک نگاہوں سے انہیں دیکھا، لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں کیا کہتیں

Marfat.com

ہیں؟ —— لیکن انہوں نے حیرت انگیز صبر کا مظاہرہ کیا اور کمال ہمت سے صدمے کو برداشت کیا —— حاضرین کے کانوں تک ان کے صرف کلمات ہی پہنچ سکے —— انہوں نے اپنے شہید شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"تمہیں مرتبۂ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مبارک ہو! تمہیں جو بلند ترین اعزاز دیا گیا ہے، اس پر میں تمہیں ہدیہ تہنیت پیش کرتی ہوں —— جس رب کریم نے ہمیں یکجا کیا، پھر ہمارے درمیان فراق کی دیوار کھڑی کردی، تم اسی کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہو —— میں تمہاری ملاقات کی حسرت رکھتی ہوں اور تم تک پہنچنے کے لیے پوری توانائی صرف کردوں گی —— تمہارے بعد مجھ پر حرام ہے کہ کسی دوسرے مرد کو چھونے کی اجازت بھی دوں —— میں نے تم تک پہنچنے کے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیا ہے —— اور مجھے امید ہے کہ میں جلد اپنے مقصد میں سرخرو ہوں گی"۔

پھر اسی جگہ ان کی قبر تیار کی گئی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں سپرد لحد کردیا گیا —— دفن کرنے کے بعد، وہ جاں باز خاتون قبر پر نہیں ٹھہریں —— بلکہ ہتھیار سنبھالے اور جا کر مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوگئیں —— حضرت خالد بن ولید کو بھی اطلاع نہیں دی، کہیں وہ روک نہ دیں —— لوگوں سے پوچھا: "میرے شوہر کس دروازے پر شہید کیے گئے تھے" —— انہیں بتایا گیا کہ باب توما پر، وہ سیدھی اس دروازے پر پہنچیں اور میدان جنگ میں داد شجاعت دینے والوں میں شامل ہوگئیں۔

Marfat.com

انہوں نے شدید حملہ کیا اور ایسی ہولناک جنگ لڑی، جس کی مثال دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی تھی ـــــ وہ تیر اندازی میں بے مثال مہارت رکھتی تھیں ـــــ ان کے پاس مضبوط کمان بھی تھی اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش بھی تھا ـــــ انہوں نے صلیب بردار کو تیر مارا جو سیدھا جا کر اس کی کلائی میں پیوست ہو گیا ـــــ جواہر و یواقیت سے مرصع کی ہوئی صلیب، اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔

یہ صورت حال دیکھ کر توما غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنی پیٹی کسی ـــــ تلوار میان سے باہر نکالی اور لشکر کو عام حملے کا حکم دے دیا، دربان کو حکم دیا ـــــ دروازہ کھول دو ـــــ اور خود ٹڈی دل لشکر کی قیادت کرتا ہوا، قلعے سے باہر نکل آیا ـــــ عیسائیوں نے مسلمان مجاہدین پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی ـــــ توما نے صلیب واپس لینے کے لیے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا ـــــ حضرت ابان کی اہلیہ محترمہ نے اسے حملہ کرتے ہوئے دیکھا ـــــ تو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو نقصان نہ پہنچا دے ـــــ انہوں نے نشانہ لے کر تیر مارا جس سے اس کی دائیں آنکھ پھوٹ گئی ـــــ اور تیر اس کی آنکھ میں گہرا پیوست ہو گیا ـــــ وہ چیخ اٹھا: ''ہائے مر گیا'' اور چلاتا ہوا الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا ـــــ اس شیر دل خاتون کا تو ارادہ تھا کہ ایک اور تیر مار کر اسے جہنم رسید کر دیں ـــــ لیکن رومیوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے حملہ کر دیا ـــــ مسلمان مجاہدین نے انہیں فوراً اپنے حصار میں لے لیا۔

جب وہ خطرے کی حدود سے باہر آئیں تو پھر دشمنوں پر تیر برسانے لگیں ـــــ ان کا نشانہ اس غضب کا تھا کہ کوئی تیر زمین پر نہیں گرتا تھا ـــــ اسی اثناء میں انہوں نے ایک رومی سپہ سالار کو دیکھا، علامات کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے لشکر کا

Marfat.com

کمانڈر ہے ـــــ وہ سب عیسائیوں سے آگے آگے تھا، اس پیکر شجاعت خاتون نے تاک کر اسے تیر مارا جو اس کے سینے کے آر پار ہو گیا ـــــ اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر گیا ادھر مسلمان مجاہدین نے بھر پور حملہ کر دیا ـــــ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن بری طرح شکست کھا کر بھاگ گیا ـــــ اور باب توما کے پاس جا کر پناہ لی۔

توما ذلیل و خوار ہو کر دمشق میں داخل ہوا اور قلعے کے دروازے بند کر لیے ـــــ عیسائی طبیبوں نے توما کی آنکھ سے تیر نکالنے کی سر توڑ کوشش کی، مگر ناکام رہے ـــــ آخر تھک ہار کر بیرونی حصہ کاٹ دیا اور باقی آنکھ ہی میں پیوست رہنے دیا ـــــ مجاہدین اسلام کی ہیبت نے رومی عیسائیوں کے دلوں کی شریانوں کو کاٹ کر رکھ دیا ـــــ ان کے لیڈروں نے انہیں جنگ پر بہت اکسایا ـــــ لیکن وہ کسی طرح بھی میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار نہ ہوئے ـــــ انہوں نے لرزتے کانپتے دلوں کے ساتھ بند دروازوں کے پیچھے، بیٹھے رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

یہ ہے تاریخ اسلام کے دور اول کی جوان سال خاتون ـــــ جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم درسگاہ میں تعلیم حاصل کی ـــــ آپ کی تعلیمات پر عمل کیا اور دانش کدۂ مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ، شاندار اسلامی فتح کی صورت میں دکھا دیا ـــــ ایسی شعلۂ جوالہ اور پیکر حریت خاتون کے بیٹوں کا حق ہے کہ پوری دنیا پر حکمرانی کریں ـــــ ایسی باغیرت و حمیت ماؤں کے شکموں سے جنم لینے والے سپوتوں ہی کا کام ہے کہ وہ ظالم و جابر حکمرانوں کے تختوں کی بنیادیں ہلا دیں ـــــ اور زندۂ جاوید ہو جائیں۔

Marfat.com

قومی درد رکھنے والا قائد

''امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے انعامات حاصل کرنے کے لیے صحراؤں کو عبور نہیں کیا ——— اور نہ ہی اس مقصد کے لیے صبح و شام سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں ——— میں جن لوگوں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں، ان کی ضروریات کے علاوہ میری کوئی ذاتی ضرورت نہیں ہے''۔

یہ تھے وہ کلمات جو احنف بن قیس تمیمی نے اس وقت کہے ——— جب وہ اپنے ساتھیوں، جرنیلوں اور خاص طور پر بصرہ کے باشندوں کے ایک وفد کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ——— اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی جرأت، صاف گوئی اور فصیح گفتگو سے متاثر ہو کر انہیں انعام دینے کا حکم دیا۔

پھر وفد سے پوچھا، کہ تمہارے کچھ مطالبات ہوں تو بتاؤ؟ ——— انہوں نے کہا کہ:

''عوام الناس کی ضروریات کا تو آپ خود انتظام فرمائیں گے ——— ہمارے کچھ خصوصی مطالبات ہیں، اگر آپ پسند فرمائیں تو ان پر غور فرمائیں''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبات پورے کر دیے ——— احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سب سے آخر میں بیٹھے تھے ——— حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا ——— کہ تمہارا کوئی کام ہو تو بتاؤ ——— انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا:

امیر المؤمنین! مصر کے مجاہدین، فرعون اور اس کے ساتھیوں کی

Marfat.com

منزلوں میں قیام پذیر ہیں ------ یعنی مصر کے پھل کھاتے ہیں اور دریائے نیل کے پانی سیراب ہوتے ہیں۔

شام کے فاتحین قیصر کے محلات میں رہائش اختیار کر چکے ہیں ------ یعنی ملک شام کی خیرات و برکات اور اس کے میٹھے پانیوں سے متمتع ہو رہے ہیں۔

اہل ایران اور اہل کوفہ یعنی بنو تمیم وغیرہم ------ کسریٰ کے محلات میں زندگی بسر کر رہے ہیں ------ اور نہروں کے میٹھے پانیوں سے شادکام ہو رہے ہیں۔

لیکن اہل بصرہ، یعنی میری قوم بنو تمیم کے مجاہدین، اہواز میں مصرف جہاد ہیں ------ وہ ایسے ناخوشگوار علاقے میں ہیں، جہاں کی مٹی خشک نہیں ہوتی ------ چراگاہوں میں گھاس کا نام و نشان نہیں ہے ------ اس کا ایک کنارہ سمندر سے ملتا ہے تو دوسرا کنارہ صحراء میں ہے" ------

انہوں نے انتہائی تفصیل کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کیا۔

حضرت عمر فاروق نے وفد کے باقی افراد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"تم نے ان جیسا بننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ ------ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ واقعی قائد ہیں" ------

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کے زور بیان، اخلاص اور سلامت فکر سے حیرت آمیز مسرت حاصل ہوئی ------ تب انہوں نے اس انعام کی پیشکش کی جس کا ذکر ابتدا میں کیا گیا ہے ------ لیکن احنف رضی اللہ عنہ نے معذرت کے ساتھ اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ------ اور کہا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے اس مقصد کے لیے لق و دق صحراء طے

Marfat.com

نہیں کیے"۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کی قدر و منزلت بے انتہا زیادہ ہوگئی ——— انہوں نے محسوس کیا کہ یہ شخص بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے اور مستقبل میں یہ بلند ترین مقام پر فائز ہوگا ——— آئندہ واقعات نے ان کی فراست کے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کردی ——— اور احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے خراسان وغیرہ بڑے بڑے شہر فتح کیے۔

جس طرح احنف رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انعام قبول نہیں کیا ——— اسی طرح بلخستان کی فتح کے موقع پر پیش کیے جانے والے عظیم تحائف بھی ٹھکرا دیے ——— ان کی خدمت میں بڑی مقدار میں سونے چاندی کے برتن، کپڑے اور ساز و سامان پیش کیا گیا ——— تو انہوں نے فرمایا: "یہ ڈھیروں کے حساب سے مال کیوں لائے ہو؟"

تحائف پیش کرنے والوں نے بتایا کہ:

"یہ ہمارا معمول ہے ——— ہم عید کے مواقع پر اپنے حکمرانوں کو اس قسم کے تحفے تحائف پیش کیا کرتے ہیں" ———

حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہمیں تم سے صرف جزیہ لینے کا حق ہے، اور وہ ہم نے وصول کرلیا ہے" ——— پرزور اصرار کے باوجود کچھ بھی لینے پر تیار نہ ہوئے، اور سب تحفے واپس کردیے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ ۷۸ھ میں بصرہ میں راہی دار بقاء ہوئے ——— بصرے کے تمام باشندے اپنے محبوب قائد کے جنازے کے ساتھ روانہ ہوئے ——— امیر بصرہ گلے میں تلوار حمائل کیے ہوئے، چادر اوڑھے، بغیر آگے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے ——— "آج ہم سے حزم واحتیاط اور دانش و فکر کا پیکر رخصت ہوگیا"۔

Marfat.com

میرے اہل وعیال اللہ تعالیٰ کے سپرد

یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ انسانی نفوس کے مقاصد متعین کرنے میں تعلیم و تربیت کا بڑا حصہ ہے ـــــ یہ تربیت ہی ہے جو انہیں صحیح راستے پر گامزن کرتی ہے ـــــ اور ان کی کج روی کو دور کر کے انہیں صراط مستقیم پر چلاتی ہے ـــــ ان کی ذوات میں ودیعت کیے گئے بہترین اخلاق کی بدولت ان کا روشن مستقبل مزید تابناک ہو جاتا ہے ـــــ اور ان سے مسرت بخش پھلوں کے جوڑے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خلیفہ نہیں بنے تھے ـــــ اس وقت ان کی ملکیت میں یمامہ کے علاقے میں سہلہ نامی گاؤں تھا ـــــ وہاں سے وافر مقدار میں غلہ ان کے پاس آتا تھا ـــــ جس سے وہ اپنے اہل وعیال سمیت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔

ملت اسلامیہ کے اکثر حکمرانوں کی روایت یہ رہی ہے کہ اقتدار میں آنے کے بعد ـــــ پہلے کی نسبت ان کا انداز زندگی بدل جاتا ہے ـــــ مثلاً! حکومت میں آنے سے پہلے وہ ایثار وقربانی کی شاندار مثال ہوتے ہیں ـــــ امت مسلمہ اور اپنے وطن کی خدمت کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں ـــــ مگر جونہی کرسی اقتدار میسر آتی ہے ایثار وقربانی مستعدی اور عوامی بھلائی کے تمام وعدے بھول جاتے ہیں۔

لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ میں موجود حکمرانوں کے برعکس تبدیلی آئی ـــــ جب وہ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو ان میں ایک نفسیاتی انقلاب برپا

Marfat.com

ہو گیا —— جس نے ان کی سابقہ زندگی کا دھارا بدل دیا —— پہلے جس دولت و راحت، خوشحالی اور اپنی ذات کی محبت کے اسیر تھے، اسے یکسر خیر باد کہہ دیا —— اب انہوں نے امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ خوشحالی فراہم کرنے، اور اسے نقصانات سے بچانے کے لیے محنت و مشقت، اور شب بیداری کو اپنا نصب العین بنالیا —— اس سلسلے میں انہوں نے راحت ولذت اور تمام ذاتی خواہشات کو قربان کر دیا۔

انہوں نے اپنی ذات سے انقلاب کا آغاز کیا —— ان کے دل میں یہ بات آئی کہ مجھے سہلہ نامی گاؤں، مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کر دینا چاہئے —— انہوں نے سوچا کہ میں لوگوں کو انصاف کرنے، ظلم کے خاتمے اور امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے کوشش کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہوں؟ —— جب کہ میرے پاس ایک ناجائز گاؤں ہے، جو مجھے پہلوں سے وراثت میں ملا ہے —— اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا دعویٰ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ میں اسے اپنے اوپر نافذ نہیں کروں گا —— امت مسلمہ حکمرانوں کی تقریروں کو نہیں دیکھتی، بلکہ ان کے کردار اور کردار کے نتائج کو دیکھتی ہے۔

اس لیے انہوں نے حتمی فیصلہ کیا کہ سہلہ نامی گاؤں بیت المال کو واپس کر دینا چاہئے —— تاکہ اس سے مسلمان فقراء اور عوام کو فائدہ ہو —— چاہے اس کے نتیجے میں حوصلہ شکن فقر و فاقہ اور معاشی تنگی کا ہی سامنا کرنا پڑے۔

اس سلسلے میں انہوں نے خوب اچھی طرح غور کیا، یہاں تک کہ واضح نتیجے تک پہنچ گیا، پختہ عزم کر لیا —— اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم کو بلایا اور اسے کہا کہ:

''میں نے اپنے دل میں ایک فیصلہ کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بھی بتا دوں —— ابھی تک میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں

Marfat.com

کیا"——

اس نے پوچھا: "وہ کیا فیصلہ ہے؟" —— آپ نے فرمایا:

"سہلہ نامی نگاؤں کو تم جانتے ہی ہو میں نے طے کرلیا ہے——

کہ اسے مسلمانوں کے بیت المال کے سپرد کر دوں"۔

تمہاری رائے کیا ہے؟—— مزاحم نے دہشت و حیرت اور غم والم کی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا—— اور دل میں سوچا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے اہل وعیال کا ذریعۂ معاش تو سہلہ ہی ہے—— اسے یہ کیسے واپس کریں گے؟—— وہ کچھ دیر تو خاموش رہ کر سوچتا رہا کہ کیا جواب دے؟—— اس کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ وہ صاف صاف لفظوں میں دل کی بات زبان پر لے آئے۔

تاہم اس نے جرأت کر کے پوچھ ہی لیا:—— "کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے اہل وعیال اور کنبے کے افرا کتنے ہیں؟"—— اس نے ایک ایک کر کے چھوٹے بڑے تمام افراد گنوا دیے—— وہ انہیں بتانا چاہتا تھا کہ آپ نے جو عزم کیا ہے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟—— اب وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا جواب سننا چاہتا تھا—— اس کا خیال تھا کہ میں نے بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر کر کے، ان کی شفقت اور شعور کے دروازے پر دستک دے دی ہے—— لہٰذا، اولاد کی شفقت اور محبت کی بنا پر اپنے فیصلے پر ضرور نظرِ ثانی کریں گے۔

لیکن اس نے چشمِ حیرت سے دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے ہیں، جنہیں وہ اپنی انگلیوں سے پونچھ رہے ہیں—— اور نہایت دھیمی آواز میں چند کلمات کہہ رہے ہیں—— تاریخ نے وہ کلمات اپنے صفحات میں سنہرے حرفوں میں محفوظ کر دیے ہیں—— اور وہ صحیح ایثار و قربانی کی اعلیٰ

Marfat.com

ترین مثال ہیں ـــــ وہ سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے تیقن بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے:

''میں انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں
میں انہیں اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں''

مزاحم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر حیرت و تعجب میں ڈوب گیا، اس نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ ـــــ معاً، اسے خیال آیا کہ مجھے اس معاملے کی خبر ان کے بیٹوں کو دینی چاہیے ـــــ وہ ان کے ارادے کے آگے رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

چنانچہ وہ بعجلت تمام، ان کے بیٹے عبدالملک کے پاس گیا ـــــ اور اسے جا کر کہا: ''آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد گرامی نے آج کیا فیصلہ کیا ہے؟'' ـــــ اس نے کہا: ''مجھے تو کچھ خبر نہیں ہے'' ـــــ کہنے لگا:

''وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری روزی اور معیشت کا سرچشمہ سہلہ، مسلمانوں کے بیت المال کے سپرد کر دیں ـــــ وہ اپنے اس عزم پر مصر رہے اور انہوں نے اپنا فیصلہ نافذ کر دیا، تو تمہارے کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا''۔

عبدالملک نے پوچھا کہ: ''جب انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا تو تم نے کیا کہا تھا؟'' کہنے لگا:

''میرا کیا پوچھتے ہو؟ ـــــ واللہ! میں نے انہیں اہل و عیال اور خویش و اقارب میں سے ایک ایک کی یاد دلائی ـــــ تاکہ چھوٹے بڑے افراد، بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے، ان کے دل میں محبت و شفقت اور پدرانہ گداز موجزن ہو جائے'' ـــــ

Marfat.com

عبدالملک نے پوچھا: ''پھر انہوں نے کیا کہا؟'' —— کہنے لگا:

''کچھ نہ پوچھئے! میں نے ان کی طرف دیکھا، تو ان کی آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی ہوئی تھی —— وہ اپنے ہاتھوں سے آنسو صاف کر رہے تھے، اور پست آواز سے کہہ رہے تھے:

اَکِلُھُمْ اِلَی اللّٰہِ اَکِلُھُمْ اِلَی اللّٰہِ

میں انہیں کائنات کے پالنہار کے سپرد کرتا ہوں

میں انہیں اپنے رب کریم کے حوالے کرتا ہوں''۔

فرط غضب سے عبدالملک کا چہرہ سرخ ہوگیا —— غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے کہنے لگا: ''تو دین کا برا وزیر ہے، تو بہت ہی برا دینی وزیر ہے''۔

پھر اچھل کر کھڑا ہوگیا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے، اپنے عظیم والد کی طرف روانہ ہوگیا —— جاتے ہی دربان کو کہنے لگا: ''مجھے انتہائی ضروری کام ہے، لہٰذا! والد گرامی سے میرے لیے حاضری کی اجازت لو'' —— دربان نے کہا: ''جناب! وہ بری طرح تھکے ہوئے ہیں، اور ابھی ابھی دوپہر کے آرام کے لیے لیٹے ہیں'' —— عبدالملک نے اصرار کیا کہ: ''میں اسی وقت ملاقات کرنا چاہتا ہوں، اس لیے فوری طور پر اجازت طلب کرو'' —— دربان کو غصہ تو بہت آیا، کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز تھکاوٹ کے ہاتھوں نڈھال ہیں —— اور اس وقت انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے —— تاہم، اس نے غصے پر قابو پاتے ہوئے ملائمت سے کہا:

''آپ لوگوں کو ان پر کچھ ترس نہیں آتا؟ —— آپ کے والد ماجد معمولی استراحت کے لیے دن رات میں صرف اس گھڑی ہلکی سی نیند لیتے ہیں —— اور آپ ہیں کہ انہیں اس وقت بھی آرام نہیں

Marfat.com

کرنے دیتے''۔۔۔۔

عبدالملک کا پارہ چڑھ گیا، اس نے ڈانٹتے ہوئے بلند آواز سے کہا: ''تمہاری ماں نہ رہے! جاؤ، جا کر میرے لیے اجازت حاصل کرلو''۔۔۔۔ دربان نے بھی تندی دکھائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کی آوازوں کا شور سنا تو اندر سے آواز دی: ''عبدالملک کو آنے دو''۔

عبدالملک بڑے پرسکون انداز میں والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔۔ اور مؤدبانہ سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا: ''ابا جان! آج آپ نے کیا عزم کیا ہے؟''۔۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا: ''بیٹے! میرا ارادہ یہ ہے کہ سہلہ مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کردوں''۔۔۔۔ ان کا خیال تھا کہ میرا بیٹا اس فیصلے کے خلاف بات کرنے آیا ہے، جو بہت سے وارثوں کے مفادات سے میل نہیں کھاتا۔۔۔۔ مگر عبدالملک نے بعجلت تمام کہا:

''ابا جان! ہرگز تاخیر نہ کیجیے، اور اپنے فیصلہ کو عملی جامہ پہنا دیجیے!۔۔۔۔ ابھی اٹھیے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں جو کچھ القاء کیا ہے، اس کا اعلان کردیجیے۔۔۔۔ کیونکہ آپ کے الہامی عزم میں بھلائی ہی بھلائی ہے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے پاکیزہ کلمات سنے تو فرط مسرت سے ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ پڑے۔۔۔۔ انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے ہدیۂ تشکر پیش کیا۔

''بے حد وحساب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے ایسی اولاد عطا فرمائی جو دینی معاملات۔۔۔۔ اور مسلمانوں کے مفادات میں

Marfat.com

میری معاون و مددگار ہے۔

بیٹے! تم نے صحیح کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے اور ہر مصیبت سے محفوظ رکھے ——— میں نماز ظہر پڑھ کر برسر منبر سہلہ کے واپس کرنے کا اعلان کروں گا، تاکہ خلیفہ کا یہ عمل دوسروں کے لیے بہترین راہنما ثابت ہو، اور وہ بھی اس کے مطابق عمل پیرا ہوں" ———

عبدالملک نے کہا:

"ابا جان! زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی کیا ضمانت ہے کہ آپ نماز ظہر تک زندہ رہیں گے؟ ——— اور اگر آپ زندہ بھی رہے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ظہر تک آپ کی نیت برقرار رہے گی؟ ——— اور آپ تردد کا شکار ہو کر اپنا فیصلہ منسوخ نہیں کر دیں گے؟"

حضرت عمر کے جذبات تشکر کی طرح فرحت و انبساط کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا ——— انہیں ایسی روحانی سعادت کا احساس ہوا جس کا مقابلہ کوئی سعادت نہیں کر سکتی ——— انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ جنت الفردوس میں محو خرام ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نماز ظہر پڑھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے ——— اور عوام و خواص کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سب گواہ ہو جاؤ! میرے پاس جو سہلہ تھا، میں نے وہ مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کیا ——— میں الہام فرمانے والے رب کریم جل شانہ کا شکر بے پایاں ادا کرتا ہوں، کہ اس نے مجھے ایسی طیب و

Marfat.com

طاہر اولاد عطا کی ہے جو دینی امور اور عامۃ المسلمین کے مفادات میں میرے دست و بازو ہیں"۔

یہ تھی اسلامی تربیت جو بچوں کے دلوں میں فضیلت اور ایثار و قربانی کی تخم ریزی کرتی تھی—— چنانچہ جب بچے جوان ہوتے تھے تو وہ اوصاف حمیدہ اور نیکی کے پیکر بن جاتے تھے—— وہ سخت ترین احتیاج اور ناداری کے باوجود، دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے—— اگر چہ انہیں تنگ دستی اور فقر و فاقہ سے واسطہ پڑتا، تاہم وہ اپنے والد اور رشتے داروں کو ایثار و قربانی کی تلقین کرتے تھے—— اور ان کا مقصد زندگی، اور عزم صرف اور صرف، ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود ہوتا تھا۔

الحمد للہ آج بروز پیر

۲۵ محرم ۱۴۱۳ھ

۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء

کو "من نفحات الخلود" کا ترجمہ مکمل ہوا

Marfat.com

ضمیمہ از مترجم:

اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرنے والے کی سربلندی

تواضع ز گردن فرازاں نکوست

جن دنوں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے ——— ایک شخص ملک شام سے آیا، اس کے پاس ڈھیر سارا مال تھا ——— اس کی نظر حضرت سلمانؓ پر پڑی ——— بھاری جسم، دراز قد، طاقتور اور محنتی ——— اس نے سوچا کہ یہ قلی ہے ——— انہیں بلا کر کہا کہ: ''یہ سامان اٹھا کر میرے ساتھ چلو'' ——— حضرت سلمان فارسی نے اس شخص کا سامان اٹھانے میں کچھ بھی عار محسوس نہیں کی ——— سامان اٹھائے ہوئے جا رہے ہیں ——— چند افراد نے آگے بڑھ کر کہا: ''جناب گورنر! ہم یہ سامان اٹھا لیتے ہیں''۔

سامان کے مالک نے انہیں گورنر کے لقب کے ساتھ پکارتے ہوئے سنا، تو حیران رہ گیا ——— ایک شخص سے پوچھا کہ: ''یہ کون ہیں؟'' ——— اس نے کہا کہ: ''یہ گورنر ہیں'' ——— وہ شخص شرم و حیا سے پانی پانی ہو گیا ——— اس نے شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ———

''جناب! میں آپ سے واقف نہیں تھا ——— اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے، میرا سامان دے دیجئے!''۔

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی نے فرمایا کہ: ''میں تمہارا سامان تمہارے گھر پہنچائے بغیر نہیں دوں گا'' ـــــ اور فرمایا کہ:

''میں نے یہ کارِ خیر تین مقاصد کے پیش نظر کیا ہے۔

(۱) تکبر اور غرور میرے قریب نہ آنے پائے۔

(۲) میں نے ایک مسلمان بھائی کی امداد کی ہے۔

(۳) تم اگر مجھ سے کام نہ لیتے تو مجھ سے کمزور کسی شخص سے کام لیتے ـــــ اس لیے میں نے مناسب جانا کہ خود ہی یہ کام انجام دے دوں''۔

(ایک عربی ڈائری سے ماخوذ)

Marfat.com

ایک حبشی نژاد مسلمان کی
''پروازِ فکر''

زمین و آسمان کے خالق نے انسان کو پیدا کیا ——— اس کا مقدر بھی لکھ دیا ——— دولت مند کو آسودگی ملی ——— غریب کو فاقہ مستی ——— ایک میں تھا ——— کہ خالق نے مجھے سیاہ رنگت دے دی ——— دنیا کے کسی خطے نے مجھے گوارہ نہ کیا ——— گورے نے مجھے بیڑیاں ڈال دیں ——— اور نفرت سے کہا:

''تم کالے ہو ——— تم غلام ابن غلام ہو ——— میرے مویشی چراؤ اور میری زمینوں پر ہل چلاؤ ——— کہ تم محکوم ہو'' ———

میں نسل در نسل پستا رہا ——— پھر اچانک عرب کے صحرا سے ——— بے آب و گیاہ میدان سے ——— ایک پیکر رحمت اٹھا ——— اس نے ہاتھ پھیلا کر مجھے بلایا اور کہا:

''میری جانب بڑھو ——— میں تمہاری زنجیریں توڑنے والا ہوں ——— تمہیں مبارک ہو ——— کہ آج کے بعد ——— کسی گورے کو تم پر فضیلت نہ ہوگی'' ———

وہ کون تھا؟ ——— جس نے مجھے رحمت کی آغوش میں لے لیا ——— محمد! ——— بلال حبشی کا آقا ﷺ۔

یہ دراصل انگریزی کی اس نظم کا مفہوم و مطلب ہے جو ہیلی فیکس (برطانیہ) میں

Marfat.com

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے جلوس کے اختتام پر ایک بڑے میدان میں انعقاد پذیر عظیم اجتماع میں ایک حبشی نژاد کالے مسلمان نے پڑی ہی تھی اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس اجتماع میں انگریز بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔

یہ نثری نظم موجودہ گھٹاٹوپ اندھیروں میں ان شاء اللہ ایک نورانی کرن ثابت ہوگی۔ ویسے بھی اس کا متن بڑا روح پرور اور دل کش و دل نشیں ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

(مترجم:۔ عطاء المصطفیٰ جمیل قادری)

Marfat.com

ادارہ کی دیگر مطبوعات

مکتبہ شمس و قمر
جامعہ حنفیہ غوثیہ بھائی چوک لاہور 0345-4666768,0322-4973954